حقیقت عبودیت

از افاداتِ امام ابنِ تیمیہؒ

مترجمہ

مولانا صدر الدین اصلاحی

اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ

۱۳-ای، شاہ عالم مارکٹ، لاہور (مغربی پاکستان)

18

طابع ——— اخلاق حسین، ڈائرکٹر

ناشر ——— اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ

۱۳-ای، شاہ عالم مارکٹ، لاہور

مطبع ——— اتحاد پبلیکیشنز پریس لاہور

اشاعت:

اوّل ——— مارچ ۱۹۶۷ء ——— ۱۰۰۰

قیمت ——— ۳-۷۵ روپے

میں انسان کی روح اور جسم کے لئے بے شمار فوائد اور منافع مضمر ہیں۔

حج بیت اللہ الٰہی فرائض خداوندی میں ایک اہم فریضہ ہے اور اسلام کا بنیادی رکن ہے۔ اس لئے اس کے منافع اور فوائد بھی بیشمار ہیں۔

اللہ تبارک و تعالےٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ لِیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ۔

اور لوگوں میں حج کا اعلان کردو اس اعلان سے لوگ تمہارے پاس یعنی تمہاری اس عمارت کے پاس حج کے لیے چلے آئیں گے پاؤں چل کر بھی اور ایسی اونٹنیوں پر سوار ہو کر بھی جو دور دراز کے راستوں سے چلکر آئی ہوں اور سفر کی وجہ سے دبلی ہو گئی ہوں تاکہ یہ آنے والے اپنے منافع حاصل کریں۔

فرائض خداوندی میں دینی منافع بھی ہوتے ہیں اور دنیوی منافع بھی۔ دینی منافع مقصود بالذات ہوتے ہیں اور دنیاوی منافع بالذات نہیں ہوتے بلکہ ضمناً اور تبعاً حاصل ہوتے ہیں اور دنیوی منافع کو مقصود

بنانا ان منافع کی دینی حیثیت کو ضائع اور برباد کرنا ہے۔ فرائض اسی وقت تک فرائض رہتے ہیں جب تک کہ ان کو محض حکم خداوندی کی حیثیت سے بجالایا جائے اور ان سے مقصود محض رضاء الٰہی اور فرمانبرداری ہو دیگر اغراض کی شمولیت حقیقی بندگی کے بالکل منافی اور ایک نوع کا شرک فی العبادۃ ہے۔

ارشاد ربانی ہے۔

مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا۔

جو شخص اپنے پروردگار کی ملاقات کا امیدوار ہو اس کو چاہیے کہ عمل صالح کرے اور اپنے پروردگار کی فرمانبرداری میں کسی کو شریک نہ کرے۔

ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ایک شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔ لیکن اس کا خیال یہ بھی ہوتا ہے کہ شاید مال غنیمت حاصل ہو جائے اس شخص کا کیا حکم ہے۔ اس پر آیۃ مذکورہ نازل ہوئی جس میں واضح کر دیا گیا کہ اتنی سی غرض کی آمیزش بھی بندگی میں شرک شمار ہوتی ہے اور اس عمل خیر کو ناکارہ کر دیتی ہے۔ جس کے باعث وہ آخرت میں کام نہیں آتا آخرت میں صرف وہ ہی عمل کام آئے گا جو محض اللہ کے لیے ہو اور اس سے مقصود صرف رضاء الٰہی

اور فرمانبرداری ہو لیں۔

اسی حیثیت سے حج بیت اللہ میں بھی بے شمار دنیوی منافع اور فوائد مضمر ہیں اور چونکہ یہ اجتماعی عبادت ہے اس لئے وہ تمام منافع بھی ایسے ہیں جن سے مسلمانوں کی اجتماعی زندگی بنتی - اور سنورتی ہے۔ لیکن ان کا حصول اسی وقت متصور ہو سکتا ہے جب یہ مقصود اور مطمح نظر نہ ہو اور ہر عبادت پر دنیاوی منافع اسی وقت مرتب ہوتے ہیں جب ان منافع پر نظر نہ ہو۔ اور وہ عبادت خالص اللہ کے لئے ہو پھر حق سبحانہ و تعالیٰ کی جانب سے یہ مزید انعام ہوتا ہے کہ اس عبادت کے اثرات اور ثمرات دنیوی زندگی پر نمایاں ہوتے ہیں جو بے حد حساب ہوتے ہیں اور ان کا ادراک و احساس بشری طاقت سے باہر ہوتا ہے۔

(تجلیات کعبہ)

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ	حج (کا زمانہ) چند مہینے ہیں جو (مشہور)
فَمَنْ فَرَضَ فِیْهِنَّ الْحَجَّ	معلوم ہیں (یعنی یکم شوال سے
فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا	دس ذالحجہ تک) پس جو شخص ان
جِدَالَ فِی الْحَجِّ وَمَا تَفْعَلُوْا	ایام میں اپنے اوپر حج مقرر کر لے
مِنْ خَیْرٍ یَّعْلَمْهُ اللّٰهُ۔	(حج کا احرام باندھ لے)

تو پھر نہ کوئی فحش بات جائز ہے اور نہ عدول حکمی درست ہے اور نہ

کسی قسم کا جھگڑا زیبا ہے بلکہ اسکو چاہئیے کہ ہر وقت نیک کام میں لگا رہے اور جو نیک کام کرو گے حق تعالیٰ شانہٗ اسکو جانتے ہیں۔ اسکو ہر شخص کی ہر بات کا علم رہتا ہے اسکے موافق اس کو جزا سزا دیتے ہیں اس لئے ان نیکیوں کا بہت بدلہ عطا فرمائیں گے جو ان مبارک اوقات میں کیجائینگی مطلب یہ ہے کہ فحش بات دو طرح کی ہوتی ہے ایک وہ جو پہلے سے ناجائز تھی جیسے کہ سارے گناہ انکی معصیت حج کی حالت میں زیادہ سخت ہو جائے گی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دوسرے وہ جو پہلے سے جائز تھے۔ اب حج کی وجہ سے ناجائز ہو گئے جیسے کہ خوشبو لگانا یہ اب ناجائز ہو گیا ایسے ہی لڑنا جھگڑنا پہلے سے ہی برا ہے مگر حج میں اور بھی زیادہ وہ برا ہے (بیان القرآن)

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ	آج کے دن تمہارے لئے تمہارے
وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ	دین کو میں نے ہر طرح کامل ومکمل
وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔	بنا دیا اور تم پر اپنا انعام آج پورا

کر دیا ہے اور میں نے اسلام کو تمہارا دین بنانے کے لئے ہمیشہ کو پسند کر لیا۔ قیامت تک تمہارا دین رہے گا ۔ اس کو منسوخ کر کے دوسرا دین تجویز نہ کیا جائے گا۔

یعنی حج کے اہم فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ یہ آیت شریفہ جسمیں تکمیل دین
کا مژدہ ہے حج کے موقعہ پر نازل ہوئی حضرت امام غزالی نے احیا میں
لکھا ہے حج اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہے اسی پر ارکان کا اختتام
ہوا ہے اور اسی پر اسلام کی تکمیل ہوئی ہے۔ اسی میں اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ
لَکُمْ الخ نازل ہوئی ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ یہود کے بعض
علما نے حضرت عمر سے عرض کیا کہ تم قرآن پاک میں ایک آیۃ پڑھتے
ہو اگر وہ آیۃ ہمارے نبی پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید کا دن مناتے
یعنی سالگرہ کے طور پہ (اس دن کی خوشی مناتے) حضرت عمر رض نے
فرمایا کہ وہ کونسی آیۃ ہے انہوں نے عرض کیا (اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ
لَکُمْ الخ) حضرت عمر رض نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ یہ کس دن اور
کہاں نازل ہوئی ہے بحمد اللہ ہمارے یہاں اس دن دو عیدیں جمع
تھیں ایک جمعہ کا دن کہ وہ بھی مسلمان کے لئے بمنزلہ عید کے دن کے
ہے) دوسرے عرفہ کا دن ہے کہ وہ بھی حاجی کے لئے عید کا دن ہے حضرت
عمر رض نے فرمایا کہ یہ آیۃ جمعہ کے دن عصر کے بعد جبکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم عرفات کے میدان میں اپنی اونٹنی پر تشریف فرما تھے نازل
ہوئی درحقیقت یہ بڑا مژدہ ہے جو اس آیت شریف میں سنایا گیا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے
کہ اس آیت شریفہ کے بعد حلت وحرمت کے بارے میں کوئی جدید حکم نازل نہیں ہوا جب آدمی حج میں یہ خیال کرے

کہ اس فریضہ سے دین کی تکمیل قرار دی گئی ہے اور دین مکمل ہونے کا یہ ذریعہ ہوا ہے تو کتنے ذوق وشوق سے اس فریضہ کو ادا کرنا چاہیئے وہ ظاہر ہے

جب یہ آیتہ شریفہ نازل ہوئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر تھے وہ اونٹنی بوجھ کی وجہ سے بیٹھ گئی کھڑی نہ رہ سکی وحی کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں وزن بہت بڑھ جاتا تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور اونٹنی پر ہوتے اور وحی نازل ہوتی تو وہ اونٹنی اپنی گردن گرا دیتی اور جب تک وحی ختم نہ ہوتی گردن نہ اٹھا سکتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضؓ حضورؐ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جب وحی نازل ہوتی ہے تو مجھے یہ خیال ہوتا ہے کہ میری جان نکل جائے گی (درمنثور)

حضرت زید بن ثابت فرماتے ہیں کہ جب آیتہ شریفہ لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ نازل ہوئی تو میں حضور کے پاس بیٹھا تھا حضورؐ پر نور پر غشی سی طاری ہوئی تو آپ کی ران میری ران پر رکھی گئی اس کے وزن سے میری ران ٹوٹی جارہی تھی (درمنثور) یہ اللہ جل شانہ کے پاک کلام کی عظمت وہیبت تھی جس کو ہم لوگ ایسا سرسری اور لاپرواہی سے پڑھتے ہیں جیسا کہ ایک معمولی کلام ہو۔ ایک حدیث میں ہے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حضور اکرم کا ارشاد ہے کہ جب

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يُّلَبِّيْ اِلَّا لَبّٰى مَنْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَشِمَالِهٖ مِنْ حَجَرٍ اَوْ شَجَرٍ اَوْ مَدَرٍ حَتّٰى تَنْقَطِعَ الْاَرْضُ مِنْ هٰهُنَا وَهٰهُنَا۔

(رواہ الترمذی)

حاجی لبیک کہتا ہے تو اس کے ساتھ اس کے دائیں بائیں جو پتھر درخت ڈھیلے ہوتے ہیں وہ بھی لبیک کہتے ہیں اور اسی طرح سلسلہ زمین کی تہ تک چلتا ہے۔

متعدد احادیث میں آیا ہے لبیک کہنا حج کا شعار ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب لبیک کہتے تھے تو حق تعالےٰ شانہٗ جواب میں فرماتے تھے لبیک یا موسیٰ۔

(کنز)

حاجی کی ایک لبیک ہی نہیں اس کی ہر ہر چیز میں مستقل اجر اور فضیلت ہے ایک حدیث میں آیا ہے حضرت عبداللہ بن عمرو رضؓ فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں منیٰ کی مسجد میں حاضر تھا کہ دو شخص ایک انصاری اور ایک ثقفی حاضر خدمت ہوئے اور سلام کے بعد عرض کیا کہ حضور ہم کچھ عرض کرنے آئے ہیں حضورؐ نے فرمایا اگر تمہارا دل چاہے تو تم کہو اور دریافت کر لو اور تم کہو تو میں بتادوں کہ تم کیا دریافت کرنا چاہتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا آپ ہی ارشاد فرمادیں حضور نے فرمایا کہ تم حج کے متعلق معلوم کرنے آئے ہو کہ حج کے

ارادہ سے گھر سے نکلنے کا کیا ثواب ہے اور عرفات پر ٹھہرنے اور شیطان کے کنکریاں مارنے کا کیا ثواب ہے اور قربانی کرنے اور طواف زیارت کرنے کا کیا ثواب ہے اور طواف کے بعد دو رکعت پڑھنے کا کیا فائدہ ہے اور صفا ومروہ کے درمیان دوڑنے کا کیا ثواب ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ اس ذات پاک کی قسم جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے یہی سوالات ہمارے ذہن میں تھے حضور نے فرمایا کہ حج کا ارادہ کرکے گھر سے نکلنے کے بعد تمہاری (سواری) اونٹنی جو ایک قدم رکھتی ہے یا اٹھاتی ہے وہ تمہارے اعمال میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور طواف کے بعد دو رکعت کا ثواب ایسا ہے جیسے ایک عربی غلام کو آزاد کیا ہو اور صفا مروہ کے درمیان سعی کرنے کا ثواب ستر غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب ہے اور عرفات کے میدان میں جب لوگ جمع ہوتے ہیں تو حق تعالےٰ شانہٗ دنیا کے آسمان پر اتر کر فرشتوں سے فخر کے طور پر فرماتے ہیں کہ میرے بندے دور دور سے پراگندہ بال آئے ہوئے ہیں میری رحمت کے امیدوار ہیں اگر تم لوگوں کے گناہ ریت کے ذروں کی برابر ہوں یا بارش کے قطروں کی برابر ہوں یا سمندر کے جھاگوں کی برابر ہوں تب بھی میں نے معاف کر دیئے۔ میرے بندو! جاؤ بخشے بخشائے چلے جاؤ۔ تمہارے بھی گناہ معاف ہیں اور جن کی تم سفارش کرو ان کے بھی گناہ معاف ہیں اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا

کہ شیطان کے کنکریاں مارنے کا حال یہ ہے کہ ہر کنکری کے بدلہ میں ایک بڑا گناہ جو ہلاک کر دینے والا ہو معاف ہوتا ہے اور قربانی کا بدلہ اللہ کے یہاں تمہارے لئے ذخیرہ ہے اور احرام کھولنے کے وقت سر منڈانے میں ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے اس سب کے بعد جب آدمی طواف زیارت کرتا ہے تو ایسے حال میں طواف کرتا ہے کہ اسپر کوئی گناہ نہیں ہوتا اور ایک فرشتہ مونڈھوں کے درمیان ہاتھ رکھکر کہتا ہے کہ آئندہ از سر نو اعمال کر تیرے سب پچھلے گناہ تو معاف ہو چکے (ترغیب)

لیکن حج وہی مبرور ہے جو حقیقۃً حج کہلانے کا مستحق ہے، مشائخ نے لکھا ہے لبیک اس نداء کا جواب ہے جو اللہ جل شانہٗ کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمائی تھی جسکا ذکر قرآن پاک کی آیۃ اَذِّنْ فِی النَّاسِ میں گذر چکا ہے اس لئے کہ جیسا حاکم کی پکار پر دربار کی حاضری میں امید و خوف کی حالت ہوتی ہے ایسا ہی حال ہونا چاہیئے اس سے ڈرتے رہنا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ اپنی بد اعمالیوں سے کہیں حاضری ہی قبول نہ ہو مطرف بن عبد اللہ عرفات کے میدان میں یہ دعا کر رہے تھے کہ یا اللہ ان سب کو میری نحوست کی وجہ سے محروم نہ فرما۔ کہتے ہیں کہ ایک بزرگ عرفات کے میدان میں حجاج کو دیکھکر کہتے تھے کہ مجھے یہ خیال ہو رہا ہے کہ میں اگر نہ ہوتا تو ان سب کی مغفرت ہو جاتی۔ (اتحاف)

حضرت علی زین العابدین نے جب حج کے لئے احرام باندھا تو چہرہ زرد ہو گیا اور بدن پر کپکپی آگئی اور لبیک نہ کہہ سکے کسی نے عرض کیا کہ آپنے احرام کے شروع میں لبیک نہیں کہی تو فرمایا مجھے ڈر ہے کہیں اس کے جواب میں لالبیک نہ کہا جائے یعنی تیری حاضری معتبر نہیں اس کے بعد بڑی مشکل سے لبیک کہی تو غشی آگئی اور اونٹنی پر سے گر گئے اس کے بعد جب لبیک کہتے یہی حال ہوتا۔ سارا حج اسی طرح پورا کیا احمد کہتے ہیں کہ میں ابو سلمان کے ساتھ حج کو گیا جب احرام باندھنا شروع کیا تو انہوں نے لبیک نہیں کہی یہاں تک کہ ہم ایک میل چلے اس کے بعد انکو غشی آگئی جب غشی سے افاقہ ہوا تو مجھ سے کہنے لگے کہ احمد حق تعالےٰ شانہٗ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف یہ وحی نازل کی تھی کہ ظالموں سے کہہ دو میرا ذکر کم کیا کریں اس لئے کہ جب آدمی اللہ شانہٗ کا ذکر کرتا ہے تو اللہ جل شانہٗ بھی اس ظالم کا ذکر تے ہیں اس بنا پر فرمایا کہ میں اس ظالم کا ذکر لعنت سے کرتا ہوں اس کے بعد ابو سلمان نے کہا کہ احمد مجھے یہ بتایا گیا کہ جو شخص ناجائز امور کے ساتھ حج کرتا ہے اور لبیک کہتا ہے تو حق تعالےٰ شانہٗ فرماتے ہیں لا لبیک تیری لبیک قبول نہیں جب تک ان ناجائز امور کو نہ چھوڑے (اتحاف) ترمذی شریف میں حضرت شداد ابن اوس سے روایت ہے کہ عقل مند شخص وہ ہے کہ جو اپنے نفس سے حساب کرتا رہے

اور آخرت کے لئے عمل کرتا رہے اور عاجز و بیوقوف ہے وہ شخص جو اپنے نفس کو خواہشوں کی طرف لگائے رکھے اور اپنی آرزوؤں کے پورا ہونے کی امیدیں باندھے رہے۔ لیکن اس سب کے باوجود اللہ کے لطف و کرم کا امیدوار بھی رہنا چاہیئے کہ اس کا فضل - - - - - - - - - - - - - - -

اور کرم ہمارے گناہوں سے کہیں زیادہ ہے حضور کی دعا کے الفاظ ہیں یا اللہ تیری مغفرت میرے گناہوں سے بہت زیادہ وسیع ہے اور تیری رحمت میری اعمال حسنہ سے زیادہ امید کے قابل ہے ایک بزرگ مکہ میں ستر برس رہے اور برابر حج و عمرہ کرتے رہے۔ لیکن جب وہ حج یا عمرہ کا احرام باندھتے اور لبیک کہتے تو جواب "لا لبیک" ملتا ایک مرتبہ ایک نوجوان نے ان کے ساتھ احرام باندھا اور انکو جب "لا لبیک" کا جواب ملا تو اس نے بھی سنا تو کہنے لگا۔ کہ چچا جان آپ کو تو "لا لبیک" کہا۔ کہنے لگے بیٹا تو نے یہی سنا اس نے کہا میں نے بھی سنا ہے۔ اس پر شیخ رو دیئے اور کہنے لگے کہ بیٹا میں تو ستر برس سے یہی جواب سنتا ہوں جوان نے کہا پھر آپ اتنی مشقت سہنیہ کیوں اٹھاتے ہیں۔ شیخ نے کہا کہ بیٹا اس کے سوا کونسا دروازہ ہے جس کو پکڑ لوں اور اس کے سوا کون ہے میرا جس کے پاس جاؤں میرا کام تو کوشش ہے وہ چاہے رد کرے یا قبول کرے بیٹا غلام کو یہ زیبا نہیں ہے کہ وہ اپنی بات پر آقا کے در کو چھوڑ دے یہ کہکر شیخ رونے لگے حتیٰ کہ آنسو سینہ تک بہنے لگے۔ اس کے

بعد پھر لبیک کہی تو نوجوان نے سنا کہ جواب میں کہا گیا کہ ہم نے تیری پکار قبول
کر لی اور ہم ایسا ہی کرتے ہیں ہر ایک شخص کے ساتھ جو ہمارے ساتھ حسن ظن
رکھے بخلاف اس کے جو اپنی خواہشات کا اتباع کرے اور ہم پر امید میں
باندھے جوان نے جب یہ جواب سنا تو کہنے لگا۔ چچا تم نے بھی یہ جواب سنا
شیخ یہ کہکر میں نے بھی سن لیا اتنے روئے کہ چیخیں نکل گئیں۔ ابو عبداللہ
جلا کہتے ہیں کہ میں ذوالحلیفہ میں تھا ایک نوجوان نے احرام باندھنے کا
ارادہ کیا اور وہ بار بار یہ کہہ رہا تھا اے میرے رب مجھے یہ ڈر ہے کہ میں
لبیک کہوں اور تو لا لبیک کہدے کئی مرتبہ یہی کہتا آخر ایک مرتبہ اس نے زور
سے لبیک اللھم کہا اسی میں روح نکل گئی (سامرات) علی بن موفق کہتے
ہیں کہ میں عرفہ کی شب میں منیٰ کی مسجد میں رات کو سویا تو میں نے خواب
میں دیکھا کہ دو فرشتے سبز لباس پہنے ہوئے آسمان سے اترے ایک نے دوسرے
سے معلوم کیا کہ اس سال کتنے آدمیوں نے حج کیا دوسرے نے جواب دیا
کہ مجھے تو معلوم نہیں تو اس معلوم کرنے والے نے کہا کہ ۶ لاکھ آدمی ہیں اس
نے پھر کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ ان میں سے کتنے آدمیوں کا حج قبول ہوا اس نے
جواب دیا کہ مجھے تو معلوم نہیں اس نے خود ہی بتایا کہ ان میں سے صرف ۶
آدمیوں کا حج قبول ہوا یہ کہکر وہ دونوں آسمان کی طرف چلے گئے ابن
موفق کہتے ہیں کہ اس خواب کی وجہ سے گھبرا کر آنکھ کھل گئی اور مجھے بڑا سخت

فکر و غم سوار ہوگیا. خود اپنے بارہ میں سوچ میں پڑ گیا کہ چھ آدمی کل ہیں جنکا حج قبول ہوا میں بھلا ان میں کیسے ہو سکتا ہوں اس کے بعد عرفات سے واپسی پر بھی میں مجمع کو دیکھ رہا تھا اور سخت فکر میں تھا کہ اتنا بڑا مجمع اور اس میں سے صرف چھ آدمیوں کا حج قبول ہوا ہے مزدلفہ میں اسی سوچ میں میری آنکھ لگ گئی تو وہی دو فرشتے پھر نظر آئے اور وہی سوال وجواب جو اوپر گذرے آپس میں کئے اس کے بعد اس فرشتے نے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ اللہ جل شانہ نے اس میں کیا حکم فرمادیا دوسرے نے کہا مجھے تو معلوم نہیں تو اس نے کہا یہ فیصلہ ہوا ہے کہ ان چھ میں سے ہر ایک کے طفیل میں ایک ایک لاکھ کا حج قبول کرلیا جائے ابن موفق کہتے ہیں کہ پھر جو میری آنکھ کھلی تو مجھے اتنی خوشی ہو رہی تھی کہ بیان سے باہر ہے انہیں بزرگ کا ایک اور قصہ لکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک سال حج کیا اس کے بعد مجھے ترس آیا کہ بعض آدمی ایسے بھی ہوں گے کہ جن کا حج قبول نہ ہوا ہو — تو میں نے دعا کی کہ یا اللہ میں نے اپنا حج اس کو بخشا جس کا حج قابل قبول نہ ہو. روض الریاحین میں اس قصہ میں کچھ الفاظ کی کمی بیشی ہے. اس میں لکھا ہے کہ میں نے پچاس سے زیادہ حج کئے اور ان سب کا ثواب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور خلفاء راشدین

اور اپنے والدین کو بخشتا رہا ایک حج رہ گیا میں نے عرفات کے میدان میں
لوگوں کے رونے کی آوازیں سنکر اس کو بخشدیا جس کا حج قبول نہ ہوا ہو اس
کے بعد مزدلفہ میں مجھے خواب میں اللہ جل شانہ کی زیارت ہوئی حق تعالےٰ
شانہ، نے فرمایا کہ اے علی تو مجھ سے زیادہ سخی بنتا چاہتا ہے۔ میں نے
سخاوت پیدا کی اور میں نے سخی لوگوں کو پیدا کیا۔
میں تمام سخی لوگوں سے زیادہ سخی سارے کریموں سے زیادہ کریم سارے
بخشش کرنے والوں سے زیادہ بخشش کرنے والا ہوں اور ہر اس شخص کا حج جو قابل
قبول نہ تھا اس کے طفیل قبول کر لیا جس کا حج قبول تھا اور روض الریاحین
میں ہے کہ میں نے ان سب کو بخشدیا اور ان کے ساتھ ان سے کئی چند
لوگوں کو (اتحاف) اور ان میں سے ہر شخص کی سفارش اس کے گھر والوں میں
اس کے دوستوں میں اور اس کے پڑوسیوں میں قبول کی۔ ان واقعات
سے معلوم ہوا کہ اللہ جل شانہ، کے لطف وکرم سے یہ امید رکھنا چاہیئے کہ
وہ محض اپنے کرم سے نوازدے گا۔ اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ وہ شخص
بہت بڑا گنہ گار ہے جو عرفات کے میدان میں بھی یہ سمجھے کہ میری مغفرت
نہیں ہوئی۔ (اتحاف)
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حاجی کی سفارش چار
سو گھرانوں میں قبول ہوتی ہے یا یہ فرمایا کہ چار سو آدمیوں کے بارہ میں

قبول ہوتی ہے۔ راوی کو شک ہو گیا کہ کیا الفاظ فرمائے تھے اور یہ بھی فرمایا! کہ حاجی اپنے گناہوں سے ایسا پاک و صاف ہو جاتا ہے جیسا کہ پیدائش کے دن تھا۔

ایک حدیث میں ہے جو ابن عمر رضؓ سے منقول ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب کسی حاجی سے ملاقات ہو تو اس کو سلام کرنا اس سے مصافحہ کرو اور اس سے پہلے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو اپنے لئے دعائے مغفرت کی اس سے درخواست کرو کہ وہ اپنے گناہوں سے پاک صاف ہو کر آیا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ مجاہد اور حاجی اللہ کا وفد ہیں جو مانگتے ہیں وہ ان کو ملتا ہے جو دعا کرتے ہیں وہ مقبول ہوتی ہے اور دوسری احادیث میں بھی مختلف الفاظ سے یہ مضمون وارد ہوا ہے ایک حدیث میں خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا آئی ہے کہ یا اللہ تو حاجی کی بھی مغفرت کر اور جس کی حاجی دعا کرے اس کی بھی مغفرت فرما ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور نے تین مرتبہ یہ دعا کی اس سے اور بھی زیادہ تاکید معلوم ہوتی ہے حضرت عمر رضؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ حاجی کی اللہ کے یہاں سے مغفرت ہے اور حاجی ۲۰ ربیع الاول تک جس کے لئے دعائے مغفرت کرے اسکی بھی مغفرت ہے سلف کا معمول تھا کہ وہ حجاج کو رخصت بھی کرتے تھے اور انکا استقبال

بھی کرتے تھے اور ان سے دعا کی درخواست بھی کرتے تھے (اتحاف)
(فضائل حج)

ماخوذ از

(مؤلفہ حضرت شیخ الحدیث محمد زکریا صاحب مدظلہ)

یہ مختصر مضمون حج کا شوق دلانے کے واسطے بیان کیا گیا ہے آئندہ رسالہ ہذا میں فضائل اور بھی درج کئے جائیں گے۔ اور زیادہ تفصیل کے ساتھ "فضائل حج" میں ملاحظہ فرمائیے۔

فضائل کے ساتھ ہی حج نہ کرنے کی وعید میں جو احادیث ہیں ان کو بھی یہاں ذکر کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

حج نہ کرنے کی وعیدیں

جیسا کہ مذکورہ بالا مضمون سے معلوم ہوا کہ حج ارکان میں ایک اہم رکن ہے اور اس کی اہمیت اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ ارکان اسی پر تمام ہوئے اور آخری رکن ہے۔ اس کے ادا نہ کرنے کا گناہ بھی سخت ہونا ضروری ہے اس سلسلہ میں جو وعیدیں احادیث میں ملتی ہیں اسمیں سے چند نقل کی جاتی ہیں احادیث سے قبل قرآن شریف کی وہ آیۃ جس سے حج کی فرضیت کی ابتدا ہوئی ہے وہ سب سے پہلے لکھی جاتی ہے

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ۔

اور اللہ جل شانہ کے خوش کرنے کے واسطے لوگوں کے ذمہ اس مکان کا حج فرض ہے اس شخص کے ذمہ ہے جو وہاں جانے کی سبیل رکھتا ہو اور جو منکر ہو تو اللہ جل شانہ کا کیا نقصان اللہ جل شانہ تمام جہان سے غنی ہیں۔

اللہ جل شانہٗ نے اس آیۃ شریفہ میں بہت سی تاکیدیں جمع فرمائی ہیں۔ اول للہ کا لام ایجاب کے لئے ہے جیسا کہ عینی نے لکھا ہے دوسرے علی الناس کا لفظ جو نہایت لزوم پر دلالت کرتا ہے یعنی لوگوں کی گردنوں پر لازم ہے تیسرے علی الناس کے بعد من استطاع کا ذکر کرنا جس میں دو طرح کی تاکید ہے ایک بدل کی۔ دوسرے اجمال کے بعد تفصیل کی چوتھے حج نہ کرنے والے کو من کفر سے تعبیر کیا پانچویں اپنے استغناء اور بے پروائی کا ذکر فرمایا جو بڑے غصہ کی علامت ہے اور اسکی رسوائی پر دلالت کرتا ہے چھٹے اس کے ساتھ سارے جہان سے استغنا کا ذکر فرمایا جس سے اور بھی زیادہ غصہ کا اظہار ہوتا ہے (اتحاف) اسمیں کئی نمبر ایسے ہیں جو عربی سے تعلق رکھتے ہیں اس ذکر کرنے سے میرا مقصد

یہ ہے کہ اس ایک ہی آیتہ شریفہ میں کئی وجہ سے تاکید اور حج نہ کرنے والوں پر عتاب ہے۔ حضرت ابن عمر رضؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص تندرست ہو اور پیسہ والا ہو کہ حج کو جاسکے اور پھر بغیر حج کئے مر جائے قیامت میں اسکی پیشانی پر کافر کا لفظ لکھا ہو گا۔ اس کے بعد انہوں نے یہ آیتہ شریفہ ومن کفر آخر تک پڑھی (درمنثور) حضرت سعید بن جبیرؒ، ابراہیم نخعی، مجاہد، طاؤس جو تابعین علماء میں مشہور ہیں ان حضرات میں سے ہر ایک سے یہ نقل کیا گیا کہ اگر مجھے کسی شخص سے یہ معلوم ہو جائے کہ وہ غنی تھا اسپر حج واجب تھا پھر بغیر حج کئے مرگیا تو میں اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھوں (اتحاف)

اگرچہ ائمۂ اربعہ کے نزدیک حج نہ کرنے سے آدمی کافر نہیں ہوتا جب تک حج کا انکار نہ کرے، جو وعیدیں اوپر ذکر کی گئیں وہ کچھ کم نہیں ہیں اور بھی بہت سی احادیث ہیں یہ مختصر مضمون کافی ہے اور یہی تفصیلی مضمون فضائل حج میں موجود ہے لیکن زیادہ طویل ہونے کی وجہ سے یہاں نقل نہیں کیا گیا۔

میں ۱۰ رجون کو حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں بمبئی پہنچا اور ارادہ یہ تھا کہ احمد آباد جاونگا بمبئی تک حضرت شیخ کی دعوات صالحات میں شرکت کرونگا۔

۱۲ رجون کو جس وقت حضرت شیخ کا جہاز چلنے والا تھا اللہ تبارک وتعالے نے دلمیں یہ خواہش پیدا فرمادی کہ میں بھی حضرت کے ہمراہ اس فریضہ کو ادا کرتا مگر جہاز پُر ہو گیا دوسرے کچھ نہ کچھ تیاری پہلے سے اس مبارک اور طویل سفر کے لئے ضرور تھی۔ میں اس دن نہ جاسکا اور کسی دوسرے جہاز سے سیٹ بک کرانے کے لئے مغل لائن گیا مگر معلوم یہ ہوا کہ تمام جہازوں کی نشستیں محفوظ ہو چکی ہیں بہت جدوجہد کے بعد حکیم اعظمی صاحب نے یہ مشورہ دیا کہ ویٹنگ لسٹ میں نام درج کرا لیا جائے اور قسمت آزمائی کی جائے اس کا طریقہ یہ تھا کہ دس روپیہ اور فوٹو کے ساتھ درخواست دیجائے۔ لہٰذا مسافر خانے میں فوٹو بنوایا اور دس روپے کے ساتھ مغل لائن میں درخواست دی۔

ویٹنگ لسٹ میں ۲۸۴ نمبر پر نام درج ہوا ۱۷ رجون کو سنبھل واپس آگیا چونکہ ۱۲ رجولائی سے قبل کسی جہاز میں جگہ نہیں مل سکتی تھی اب سفر کے شرائط کی معلومات کے لئے مختلف کتب کا مطالعہ کیا کیونکہ یہ ایک اہم عبادت ہے اور اسمیں قرب خداوندی حاصل ہوتا ہے اگر صحیح

---

۱ حضرت مولانا اس وقت حیات اور شریک حج تھے۔

طریقے ان سب آداب کو بجا لایا جائے تو رضائے الہیٰ کی دولت نصیب ہو گی اس سلسلہ میں مولانا احتشام الحسن صاحب کاندھلوی نے اپنے رسالہ تجلیات کعبہ میں مختلف کتب سے نقل فرمایا ہے میں اختصار کے ساتھ لکھ رہا ہوں تاکہ عام حضرات اس سے متمتع ہو سکیں۔

(۱) جب اسباب سفر مہیا ہو جائیں اور مصارف موجود ہوں تو حج کے ارادہ میں تاخیر اور سستی نہ کرے بالخصوص اگر حج فرض ہو تو اس فریضہ سے جلد سبکدوشی حاصل کرنے کی کوشش کرے اور معمولی موانع کی پرواہ نہ کرے شیطان اس اہم عبادت کی ادائیگی میں بڑی رکاوٹ ڈالتا ہے اور طرح طرح کے خیالات اور وسوسے پیدا کرتا ہے اور مختلف ضرورتوں کو سامنے لاتا ہے ان سب کا مردانہ وار مقابلہ کرے نام خدا باربانی کے لئے کھڑا ہو جائے۔

(۲) جب اس مبارک سرزمین کی زیارت کا شوق پیدا ہو تو پہلے کسی دیندار مخلص اور خیر خواہ سے اپنی تمام حالت بتا کر مشورہ کرے اور اگر اس وقت سفر کرنا احباب اور مخلصین کی رائے میں بھی مناسب ہو تو استخارہ مسنونہ شروع کرے اور جب تک کوئی بات پختہ طور پر نہ جم جائے برابر استخارہ کرتا رہے استخارہ نفس حج کا نہ کرے۔ اس لئے کہ حج سراسر خیر ہے اور در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست)

بلکہ تعین وقت اور موجودہ حالات میں سفر کرنے کا استخارہ کرلے استخارہ درحقیقت اللہ رب العزت سے استشارہ ہے اور طلب خیر ہے۔ اس لئے شریعت میں اس کی بہت اہمیت ہے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو تمام امور میں استخارہ کا حکم فرماتے تھے قرآن کی سورت کی طرح ان کو دعاء استخارہ یاد کراتے تھے اور استخارہ کا طریقہ حج کی کتابوں میں درج کیا گیا ہے کتاب رفیق حج میں مطالعہ کریں۔

(۳) جب حج کا ارادہ پختہ ہو جائے تو سب گناہوں سے سچی توبہ کرلے اور اپنی سابقہ زندگی پر نادم اور شرمسار ہو اور دوسروں کے حق اور قرض تنخواہ قرض ادا کرے اگر کسی پر ظلم کیا ہو یا بے وجہ کسی کو تکلیف دی ہو یا کسی کی غیبت اور برائی کی ہو تو اس سے معافی مانگے اور جس طرح ہو اس کو خوش کر دے حضور اکرم ؐ کا ارشاد ہے ذرا سے حرام مال کی واپسی کرنا بارگاہ خداوندی میں ستر حج کی برابر ہے اگر اپنے مظالم کی مکافات نہ کر سکتا ہو یا دوسروں کے حقوق ادا نہ کر سکتا ہو تو اللہ تعالیٰ سے سچا عہد کرے کہ جب قدرت و استطاعت ہو گی دوسروں کے حقوق کو ادا کروں گا اور مظالم کی مکافات کر دوں گا اور اس کی یادداشت لکھ کر اپنے پاس رکھ لے ایسے ہی اگر زکوٰۃ وغیرہ کا روپیہ اپنے ذمہ ہے یا روزہ نماز اپنے ذمہ ہے اور اس وقت انکی ادائیگی ناممکن ہے تو ان کی

ادائیگی کا پختہ ارادہ کرے اور ارادہ کرلے کہ ادا کرلے کی جب بھی استطاعت ہو گی ادا کروں گا خواہ وہ حقوق خالق ومالک کے ہوں یا انکی مخلوق کے غرض تمام ذمہ داریوں سے سبکدوش ہوکر اور گناہوں کی گندگیوں سے پاک وصاف ہوکر بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوتا کہ الطاف خداوندی سے سرفراز ہو ورنہ رب البیت کے عتاب کا اندیشہ ہے - اور اس مقدس مقام کے فیوض وبرکات سے محرومی کا خدشہ ہے جانے سے قبل والدین سے اجازت لے اگر والدین ناخوش ہیں تو ان کو خوش کرے اور اجازت لے اور جن لوگوں کا خرچہ اور نفقہ ذمہ ہے ان کے لئے کوئی ایسا بندوبست کرے کہ وہ واپسی تک پریشان نہ ہوں (۲) اپنے ارادہ اور نیت کو درست کرلے اور دل میں گناہوں کی مغفرت باطن کی صفائی خداوند کریم کی رضا جوئی حکم خداوندی کی بجاآوری کی خواہش اور آرزو کو مستحکم اور مضبوط کرلے اور دیگر تمام اغراض اور خیالات کو دل سے نکالدے اس سفر میں اکثر نمود وریا کو دخل ہوتا ہے آرزو ہوتی ہے کہ حاجی کہلاؤں اور لوگوں کی نگاہوں میں عزت اور وقعت ہو - اور سمجھنا یہ ہے کہ دل میں زیارت بیت اللہ کا شوق ہے ریا اور نمود کے لئے بڑی سے بڑی عبادت کو ادا کرنا اس عبادت کو ضائع کرنا ہے اور اس کا نفع اجروثواب اور برکات سے محرومی ہے - جہاں تک ہوسکے دنیاوی منافع

اور مفاد کے خیالات سے دل کو پاک اور صاف رکھے۔ تجارت وغیرہ کا
بھی ارادہ نہ کرے تاکہ پریشان خاطر نہ ہو اور قلب و جوارح اطمینان
اور سکون کے ساتھ شعائر اسلامی اور ارکان حج کی بجا آوری اور تعظیم و تکریم
میں مشغول رہیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔
قریب ہی لوگوں پر ایسا زمانہ آئیگا کہ میری امت کے بادشاہ شہرت کے لئے
حج کریں گے۔ امراء بڑائی اور روقعت کے لئے حج کریں گے اور متوسط طبقہ
کے لوگ تجارت کی غرض سے حج کریں گے اس ارشاد نبوی میں ان تمام
اغراض و مقاصد کو بیان کر دیا گیا جو حج کے منافی ہیں اور خلوص نیت
کو برباد کر کے حج کی فضیلت اجر و ثواب سے محروم کر دیتے ہیں۔

اگر خرچ کم ہو اور بغیر تجارت کے یا مزدوری کے چارہ کار نہ ہو
تو تجارت یا مزدوری میں کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن ضمناً اور تبعاً
کرے اس کو مقصود اصلی نہ بنائے اور اس سے بھی بدتر شئے یہ ہے
کہ خود حج بدل کرے اور اس کو حصول زر کا ذریعہ بنائے۔ اور دوسروں
سے روپیہ لے کر انکی جانب سے حج ادا کرے۔

اور اس طرح روپیہ جمع کرے اس لئے کہ یہ دین کے عوض دنیا کی خریداری
ہے اور یہ بدترین جرم ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص سفر حج کی استطاعت
نہ رکھتا ہو یا دیگر ضروریات حالات کی وجہ سے خود سفر کرنے سے مجبور ہو

اور واقعی حج و زیارت کا شوق دامنگیر ہو۔ ....

...... تو دوسرے کی طرف سے حج ادا کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ دنیوی منفعت کے خیال سے بالکل خالی ہو اور مقصد محض زیارت بیت اللہ اور اپنے مسلمان بھائی کی اعانت ہو ایسے حج کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اللہ تعالیٰ تین شخصوں کو ایک حج کے عوض جنت میں داخل فرمائیں گے۔ (۱) حج کی وصیت کرنے والے کو۔

(۲) حج کے لئے روپیہ دینے والے کو۔

(۳) اپنے بھائی کی طرف سے حج کرنے والے کو۔

ایک دوسری حدیث میں ہے۔ کہ جو شخص کسی کی طرف سے حج کرے اس کو بھی وہ ہی ثواب ملتا ہے جیسا اس شخص کو جس کی طرف سے حج کیا جاتا ہے (فضائل)

پس اگر دوسرے کے روپیہ سے حج کیا جائے تو اس سے مقصد حج کی سعادت اور اجر و ثواب کا حصول ہو مال مقصود نہ ہو اور اس کو مستقل ذریعہ تجارت نہ بنائے اس لئے کہ دین کے طفیل دنیا عطا ہوتی ہے لیکن دنیا کے بدلے دین عطا نہیں ہوتا۔

(۵) حج کی کیفیت ارکان اور شرائط و مناسک کی ادائیگی کا طریقہ حج کے آداب اور مستحبات اور فضائل و مناقب کو معلوم کر کے خوب

ذہن نشین کر لینا چاہئے اس لئے کہ عمل بغیر علم کے نہیں ہو سکتا اور ناواقف کا کرنا اکثر نہ کرنے سے بدتر ہو جاتا ہے اس لئے بقدر ضرورت ہر چیز کا علم حاصل کرنا ضروری اور فرض ہے۔

بہت لوگ سفر کی صعوبتیں اور کثیر اخراجات کے باوجود اپنی ناواقفیت کی وجہ سے حج ادھورا اور ناتمام کرتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی لغزشوں کے باعث بڑی بڑی نعمتوں سے محروم رہ جاتے ہیں بلکہ بسا اوقات الٹی لعنت اور اللہ کے غضب کو لے کر لوٹتے ہیں۔ حج جیسا قابل اہتمام ذیشان کام معلم کے بھروسہ پر چھوڑ دینا عقل اور سمجھ کے بالکل خلاف ہے۔ بہتر یہ ہے کہ حج کی روانگی سے پہلے حج کے متعلق معتبر اور مستند کتابوں کو بار بار پڑھ لے تاکہ فی الجملہ ان مسائل سے واقفیت اور مناسبت پیدا ہو جائے اور پھر ان کتابوں کی مدد سے واقفوں کی رہنمائی میں تمام حج کو ادا کرے اور ہر کام میں کتابوں اور عالموں کی جانب رجوع کرے۔ حج کے متعلق بہت کتابیں اور رسالے شائع ہو چکے ہیں ان میں سے معتمد اور مستند کتابوں کا انتخاب کرے اگر ان چند کتابوں کو بھی مطالعے میں رکھے تو انشاء اللہ بہت مفید ہو گا اور ہر قسم کی مدد ملے گی۔ زبدۃ المناسک مولفہ قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی ؒ

زیارت الحرمین مولفہ حضرت مولانا عاشق الہیٰ صاحب میرٹھی۔
فضائل حج مولفہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب
مدظلہ۔ معلم الحجاج مفتی سعید احمد صاحب۔ رفیق حج مولفہ حضرت
مولانا احتشام الحسن صاحب اور حجۃ الوداع بھی ہمراہ رکھیں شاید
ان سے کچھ نفع پہنچ جائے۔ اور بہتر یہ ہے کہ پہلے فضائل حج کا خوب
مطالعہ کرے تاکہ اس سے وہ ذوق و شوق اور کیفیت پیدا ہو جائے
جو حج کی اصلی روح ہے اور حج کے تمام ارکان و افعال کی عظمت
و فضیلت خاطر نشین ہو جائے جس قدر ذوق و شوق و محبت کے ساتھ
اس راہ کو طے کیا جائے گا اور شعائر حج کی ادائیگی ہو گی۔ اسی قدر
حج کے منافع اور برکات سے سرفراز ہو گا۔

(۵) روانگی سے قبل ایسے رفیق سفر تلاش کرے جو دیندار اور
صالح ہوں امور خیر کی جانب سبقت کرنے والے ہوں نیک کاموں
کے خوگر ہوں اور برائیوں اور برے کاموں سے متنفر اور بیزار ہوں
اور اپنی طبیعت سے مطابقت اور مناسبت رکھتے ہوں اگر ان اوصاف
کے علماء کا ساتھ ہو جائے تو اور بھی بہتر ہے تاکہ مسائل معلوم کرنے
میں سہولت ہو اور انکی معیت میں ہر کام سنت کے موافق ہو رفقاء
کی صلاحیت کی برکت سے بعض دفعہ حج کی قیمت بہت بڑھ جاتی

ہے اور اس مبارک سفر کے منافع بیش از بیش حاصل ہوتے ہیں مخول بن عبداللہ سے منقول ہے کہ فہیم عجلی میرے پاس آئے کہ میرے کو اچھا رفیق تلاش کر دیجئے میں ان کو اپنے دوست اور پڑوسی کے پاس لے گیا جو اس سال حج کا ارادہ کر رہے تھے اور دونوں کا تعارف کرا دیا ہم اپنے گھر لوٹ گئے اس کے بعد میرا دوست آیا اور کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ فہیم بہت رونے والے ہیں انکی اس عادت سے سارے سفر میں تکدر رہے گا بہتر یہ ہے کہ تم میرے لئے کوئی دوسرا رفیق تلاش کرو میں نے ان کو سمجھایا کہ تمہیں فہیم سے بہتر رفیق نہیں ملے گا چنانچہ جب وہ دونوں رخصت ہونے لگے تو میں نے دیکھا کہ فہیم زار وقطار رو رہے ہیں جس سے انکی ڈاڑھی اور کپڑے سب تر ہو گئے میرے دوست نے مجھ سے کہا کہ دیکھو میں نے پہلے ہی تم سے کہا تھا کہ ایسے شخص کا ساتھ نبھانا بہت مشکل ہے میں نے ان کو سمجھایا کہ شاید اہل وعیال کو چھوڑنے سے اس وقت یہ کیفیت پیدا ہو گئی ہو تم ان کی رفاقت کو غنیمت سمجھو فہیم نے کہا یہ بات نہیں بلکہ مجھے اس وقت سفر آخرت یاد آ رہا ہے یہ کہا اور چیخیں مار کر رونے لگے میرے دوست نے مجھ سے کہا تم نے مجھے مشکل میں مبتلا کر دیا ہے اور میرے ساتھ بڑی دشمنی کی ان کو تو شیخ داؤد طائی کے ساتھ کیا ہوتا۔

تاکہ دونوں ملکر روتے اور فنا ہو جاتے۔ میں نے اس کو پھر سمجھایا اور کہا کہ انکی رفاقت تمہارے لئے سود مند ہوگی بالآخر دونوں حج کو روانہ ہو گئے۔

جب حج سے واپس ہوئے تو میں دوست سے ملنے گیا تو وہ مجھ سے دیکھتے ہی بولے خدا تمہیں جزاء خیر عطا فرمائے میرے خیال میں فہیم جیسا آدمی دنیا میں موجود نہیں ہے۔ وہ مجھ پر خرچ کرتے تھے حالانکہ وہ تنگدست تھے اور میں مالدار اور وہ میری خدمت کرتے تھے۔ اگرچہ وہ بوڑھے تھے اور میں جوان، خود روزہ رکھتے تھے اور مجھ بے روزہ دار کے واسطے کھانا تیار کرتے تھے۔ میں نے دریافت کیا کہ فہیم کا اصلی رونا جو تمہیں ناگوار تھا اس کا کیا ہوا۔

میرے دوست نے کہا کہ ان کے رونے نے مجھ پر بھی اثر کیا میں بھی ان کے ساتھ رویا اور دوسرے رفیق بھی ان کے ساتھ رو دیئے اس آہ و بکا کے ذریعہ فہیم نے سب کو مسرور کر دیا پھر میں فہیم سے ملا اور ان سے دریافت کیا آپ نے اپنے رفیق سفر کو کیسا پایا انہوں نے کہا وہ بہترین رفیق تھا اللہ تعالےٰ کا ذکر بہت کرتا تھا۔ قرآن پاک کی تلاوت خوب کرتا تھا اور آخرت کی یاد سے جلد رو دیتا تھا خدا تمہیں جزاء خیر عطا فرمائے۔ اس سفر کی رفاقت کا ایک

ادنیٰ نمونہ ہے اور چھوٹی سی مثال ہے جیسیوں کے ساتھ انسان اس سفر کو گذاریگا انہی کے رنگ میں رنگا جائے گا اور انہی کی اوصاف اختیار کریگا۔

جو سواری کرایہ پر کرے اچھی اور جاندار ہو۔ کرایہ کا معاملہ بالکل صاف ہو۔ مالک کی اجازت سے زائد اس پر سامان نہ رکھے جو کچھ سامان رکھنا ہو مالک کو دکھلا دے سواری کی راحت اور مالک کی سہولت کا برابر خیال رکھے یہ سفر عبادت ہے اس میں دوسرے کو اذیت نہ ہو اور کسی قسم کی خیانت نہ ہو اگر سفر ریل یا موٹر یا جہاز پر ہو تو قانون اور دستور سے زیادہ سامان نہ لیجائے نہ اپنی جگہ سے زائد پر قابض ہو۔ رشوت دیکر دوسرونکی حق تلفی بہت نازیبا حرکت ہے۔

(۷) سفر خرچ اور زاد راہ حلال اور غیر مشتبہ مال سے لینا چاہیئے حرام مال سے ہرگز سفر حج نہ کرے مال کے حلال ہونے میں حج کے قبولیت کو بڑا دخل ہے ارشاد نبوی ہے۔

جب انسان حرام مال سے حج کرتا ہے اور لبیک کہتا ہے تو حق تعالےٰ کی جانب سے جواب ملتا ہے تیری لبیک قبول نہیں اس لئے کہ تیرا توشہ حرام کا ہے تیری سواری حرام کی ہے تیرے کپڑے حرام کے ہیں پس اپنے گناہوں سمیت لوٹ جا تیرے لئے کوئی اجر و ثواب نہیں حرام مال سے حج کرنے میں اگرچہ فرض ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے مگر

ایسے حج کی قبولیت کی کوئی امید نہیں اور حج کے اجر و ثواب اور اثرات و برکات سے محرومی یقینی ہے۔

حرام سوال کے ذریعہ جو روپیہ حاصل کیا ہو وہ بھی بمنزلہ حرام مال کے ہے۔

عَنْ عبد اللّٰہِ بن مسعودٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لَا یَکْسِبُ عبدٌ مالَ حرامٍ فَیَتَصَدَّقُ مِنْہُ فَیُقْبَلُ مِنْہُ وَلَا یُنْفِقُ مِنْہُ فَیُبَارَکُ لَہٗ فِیہِ وَلَا یَتْرُکُہٗ خَلْفَ ظَھْرِہٖ اِلَّا کَانَ زَادَہٗ اِلَی النَّارِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَمْحُو السَّیِّئَ وَلٰکِنْ یَمْحُو السَّیِّئَ بِالْحَسَنِ اِنَّ الْخَبِیْثَ لَا یَمْحُو الْخَبِیْثَ رواہ احمد ......

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ : رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا جو بندہ بھی مالِ حرام اکٹھا کر کے صدقہ کرتا ہے اس کا صدقہ قبول نہیں کیا جاتا اور نہ اس مال کے خرچ کرنے سے برکت ہوتی ہے اور بندہ جتنا یہ مال بھی چھوڑ جائے گا وہ جہنم میں لے جانے کا باعث ہوگا۔ اللہ تعالےٰ برائی کو برائی کے ذریعہ نہیں مٹاتا بلکہ برائی اچھائی سے مٹتی ہے ناپاک چیز سے ناپاکی دور نہیں کی جا سکتی۔

(۸) روپیہ پیسہ اپنی وسعت اور ہمت کے موافق خوب ساتھ لینا چاہیے تاکہ راستہ میں ضعیفوں اور محتاجوں اور ہمراہیوں پر دل کھول کر خرچ کر سکے حج کی راہ میں خرچ کرنا بڑی سعادت اور بڑی فضیلت کی بات ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ حج کی راہ میں خرچ کرنا ویسے صدقہ و خیرات کرنے سے ستر گنا زائد اجر میں بڑھا ہوا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا (حج مبرور) کس کو کہتے ہیں حضور اکرم نے ارشاد فرمایا حج مبرور اچھی طرح گفتگو کرنا اچھا کھانا کھلانا ہے یعنی خندہ پیشانی سے گفتگو کرنا اور خوشدلی سے دوسروں کو کھانا کھلانا حج مقبول ہونے کی علامت ہے پھر کھانا لذیذ مزیدار بھی ہو حضرت مجاہد فرماتے ہیں توشہ کا لذیذ ہونا انسان کے کریم ہونے کی علامت ہے اس راہ میں خرچ کرنا چونکہ صدقہ و خیرات سے بدرجہا بہتر ہے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی کا ذریعہ ہے۔ اس لئے جو کچھ بھی خرچ کرے طیب نفس کے ساتھ اور انشاطِ خاطر کے ساتھ خرچ کرے زیادتی خرچ کی وجہ سے تنگدل اور ملول نہ ہو جس قدر سفر حج میں خرچ زیادہ ہوگا اسی قدر حج وزنی اور قیمتی شمار ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا تمہارے حج کا ثواب تمہارے خرچ کے بقدر ہوگا۔

(۹) مناسب ہے کہ اس سفر مبارک میں کھانے پکانے میں کسی کی شرکت نہ کرے اس میں ہر وقت تنگی اور جھگڑے رہتے ہیں البتہ باری باری رفقاء کے یہاں کھانا اور ساتھ ملکر کھانا مستحسن ہے اس سے تعلقات قائم ہوتے ہیں اور محبت بڑھتی ہے اگر کسی وجہ سے شرکت پر مجبور ہو تو سب سے زائد خرچ کرے اور سب سے زائد کام کرے اور سب سے کم کھائے اس لئے کہ اس مبارک سفر میں جس قدر زائد خرچ اور خدمت کرے گا۔ اسی قدر فائز و کامیاب ہوگا۔ خرچ اور خدمت دونوں ثواب کی چیزیں ہیں اور اللہ تعالے کو پسندیدہ ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ جب حج کا ارادہ کرتے تو ان کے ملنے والے جمع ہو جاتے اور کہتے کہ ہم بھی آپ کے ساتھ چلیں گے۔ حضرت ابن مبارک ان سے فرماتے کہ تم اپنا سفر خرچ لے آؤ۔

سب کا سفر خرچ لیکر صندوق میں رکھتے اور اس کو مقفل کر دیتے پھر اپنے پاس سے ان سب کے لئے سواری کرایہ کرتے اور شہر مرو سے بغداد پہنچتے اور بغداد سے مدینہ منورہ راستہ میں اچھے اچھے کھانے اور مٹھائیاں ان کو کھلاتے تھے اور ہر طرح سے خاطر و مدارات کرتے تھے مدینہ منورہ پہنچ کر ہر ایک سے دریافت فرماتے تھے تمہارے گھر والوں نے یہاں کی کس چیز کی فرمائش کی ہے جو شخص جو چیز بتلاتا وہ اسکو

خرید دیتے پھر مکہ مکرمہ پہنچتے اور حج سے فارغ ہونے کے بعد ہر ایک سے دریافت فرماتے تمہارے گھر والوں نے یہاں کی کس چیز کی فرمائش کی ہے وہ بھی سب خرید کر ان کو دیدیتے اور اسی طرح خاطر و مدارات کے ساتھ کھلاتے پلاتے ان کو مرد واپس لاتے اور ہر ایک کے لئے کپڑا بنوانا تیار کراتے اور تین روز تک اپنا مہمان رکھتے تیسرے روز ایک عام دعوت کرتے اور پھر اس صندوق کو منگوا کر ہر ایک کے سفر خرچ کی تھیلی جس پر اس کا نام لکھا ہوا ہوتا تھا۔ اس کے حوالے کرتے اور ان کو عزت و حرمت کے ساتھ رخصت فرماتے تھے۔ اگر ایسی شرکت ہو تو پسندیدہ ہے۔

(۱۰) سفر کی ابتدا جمعرات کو کرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کو سفر فرماتے تھے ورنہ پھر پیر کو سفر شروع کرے۔ اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر کے دن مکہ معظمہ سے ہجرت فرمائی۔ سفر ابتدائے اول دن میں شروع کرے اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی ہے الٰہی میری امت کی ابتداء دن کے سفر میں خیر و برکت عطا فرما۔

(۱۱) جب گھر سے روانہ ہو تو دو رکعت نفل پڑھے اور اس مبارک سفر کی خیر و برکت مانگے اور متعلقین کے لئے دعائے خیر کرے پھر دوستوں رشتہ داروں بال بچوں کو خدا کے حوالے کر کے رخصت ہو اور یہ دعا پڑھے۔ استودعکم اللہ الذی لا یضیع ودیعۃ۔

تمہیں اللہ کے حوالہ کرتا ہوں جو اپنے پاس رکھائی ہوئی چیز کو ضائع نہیں کرتا۔

(۱۲) مناسب یہ ہے کہ سفر و حضر کی تمام مسنون دعاؤں کو یاد کرے اور ہر ایک موقعہ اور مقام کی دعا پڑھنے کا اہتمام رکھے اس سفر سے مقصد حق سبحانہ کی طرف متوجہ رہنا ہے۔ ان دعاؤں کے پڑھتے رہنے سے حق سبحانہ وتعالےٰ کی جانب توجہ بھی رہے گی اور سنت نبوی کا اتباع بھی ہوگا جو اہم مقاصد میں سے ہے۔

(۱۳) اس مقدس سفر میں تواضع اور انکساری عاجزی اور فروتنی کو اختیار کرے۔ اور ہر وقت ان آداب کو ملحوظ خاطر رکھے، جو بارگاہِ صمدیت کی شایانِ شان ہوں۔ اور اس سفر کے مناسبِ حال ہوں کھانا، پینا اٹھنا، بیٹھنا قیام ولباس، سواری، مکان۔ غرض کوئی چیز ایسی نہ ہو جس سے ترفع اور بڑائی کی بو آتی ہو ایک ذلیل وخوار بندہ بنکر غلاموں کی طرح مجرم وخطا کار کی ہیئت بنائے ہوئے اپنے مولائے کریم کے دربار میں حاضر ہو اور مسکینوں کی طرح اس عالی دربار میں رہنے کو اپنی سعادت سمجھے۔ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس حاجی کو پسند نہیں فرماتے ہیں جس کے بال بکھرے ہوئے ہوں اور کپڑے گرد آلود ہوں۔ خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح مکہ کے وقت مکہ مکرمہ میں داخل

ہوئے تو غایت تواضع سے سرِ مبارک سواری کے کوہان سے ملا ہوا تھا۔
اس مبارک سفر میں ترفع اور بڑائی اور اظہار شان وشوکت اور نام ونمود
اس سفر کی برکات سے محروم کر دیتا ہے اور اس عبادت کے مقصد کو
فوت کر دیتا ہے مقصدِ سفر اعتراف نیاز مندی اور اظہار ندامت وشرمندگی
اور خطاؤں کی عذر خواہی اور طلب معافی ہے اور ترفع بڑائی اور اظہار
شان وشوکت سے یہ عبادت عبادت نہیں رہتی بلکہ عبادت کے ساتھ
ایک نوع کا استہزا ہوتا ہے اور محض تفریح طبع ہوتی ہے۔

بادشاہ ہارون رشید ایک مرتبہ بڑی شان وشوکت اور حشم وخدم
کے ساتھ حج کے لئے نکلا راستہ میں حضرت بہلول مل گئے وہ لوگوں کو وعظ و
نصیحت کر رہے تھے۔ شاہی خدام نے ان کو روکنا چاہا مگر وہ باز نہ آئے
جب ہارون رشید ان کے قریب پہنچا تو حضرت بہلول نے آنکھ اٹھا کر ہارون
رشید کو دیکھا اور فرمایا مجھے ایک حدیث پہنچی ہے کہ جب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے حج کیا تو آپ ایک اونٹ پر سوار تھے اور آپ کے نیچے
پرانی گدڑی بچھی ہوئی تھی جو چار درہم کی بھی نہ ہوگی نہ آپ کے ساتھ
ڈھول ڈھمکا تھا اور نہ ہٹو بچو اور نہ شور وغل۔

لوگوں نے کہا کہ امیر المومنین بہلول مجنون ہے آپ اس کی بات
کا خیال نہ کریں ہارون رشید نے کہا میں جانتا ہوں اور کہا بہلول کچھ

اور سناؤ حضرت بہلول نے فرمایا کہ مانا کہ تم تمام روئے زمین کے بادشاہ ہو اور یہ سارے تمہارے غلام ہیں مگر انجام کار قبر میں جانا ہے اور یہی غلام تمہارے اوپر مٹی ڈالیں گے اس کے بعد اور بہت سی نصیحتیں فرمائیں۔

(۴۰) اپنے ساتھی اور ملازم کے ساتھ نرمی اور خوش خلقی کا برتاؤ کرے اور ہر کام میں انکی اعانت اور مدد کرے اور ان کا شریک کار رہے اور ہمیشہ انکی سہولت کو پیش نظر رکھے باہمی منافقات اور منافرت بغض وعداوت اور جھوٹ و غیبت اور فحش ولعن سے احتراز کرے اگر کسی سے جھگڑا ہو جائے یا کوئی ناگوار بات پیش آجائے تو فوراً اسکی تلافی کر دے اور معافی چاہے اور دل کو ہر وقت کدورت اور رعونت سے پاک وصاف رکھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جو شخص حج ادا کرے اور بیہودگی اور فسق و فجور سے محفوظ رہے وہ گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو جاتا ہے گویا آج ہی پیدا ہوا ہے اور بالکل معصوم ہے محتاجوں اور سوال کرنے والوں کے ساتھ رحمدلی اور نرمی کا برتاؤ کرے ہمدردی اور خیر خواہی اور عبادت میں اس کی اعانت کرے۔

(۱۵) جو کچھ تکالیف اور نقصانات اس مبارک سفر میں پیش آئیں اور جن مصائب اور مشکلات کا سامنا ہو ان سے پریشان اور بد دل نہ ہو بلکہ ہر ناگوار امر پر اجر و ثواب کی امید رکھے اور اس کو حج کے مقبول ہونے کی علامت سمجھے مشکلات و مصائب راہ خداوندی کے بیش بہا تحائف ہیں جو صرف مقبولین اور مقربین کو عطا ہوتے ہیں اور انکی قدر وہی جانتے ہیں جو اس لذّت سے آشنا ہیں۔

خون دل پینے کو اور لختِ جگر کھانے کو
یہ غذا ملتی ہے جاناں ترے دیوانے کو

(۱۶) اگر جاندار سواری پر سفر ہو تو سواری کی راحت و آرام کا خیال رکھے۔ سواری کی طاقت سے زیادہ اس سے کام نہ لے اور نہ زائد بوجھ اس پر رکھے جب کسی دشوار گذار راہ سے گذرے تو سواری سے اتر جائے، اور صبح و شام خود بھی تھوڑی دور پیدل چلے تاکہ پیدل چلنے کا ثواب بھی ملے اور سواری کو راحت بھی ملے جس جانور پر حج ادا کیا جاتا ہے اس کو بھی بارگاہ خداوندی میں قبولیت اور شرف حاصل ہے حضرت عمر بن لیار کلی فرماتے ہیں جس اونٹ پر ایک مرتبہ حج ادا کیا جائے۔ اس کی چالیس نسل تک خیر و برکت رہتی ہے۔

(۱۷) اگر اپنے میں مشقتوں کا تحمل اور برداشت ہو اور کوئی عذر

مانع نہ ہو تو اونٹ کی سواری اختیار کرے اس میں سنت کا اتباع ہے اور سلف صالحین کی پیروی ہے اور مشقتوں کی وجہ سے اجر و ثواب کی زیادتی ہے مشقتوں کی وجہ سے دل نرما جاتا ہے گناہوں کے اثرات ایک گونہ کم ہو جاتے ہیں اور اس دربار میں حاضری کی کچھ صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے پھر رفتہ رفتہ سفر طے ہو جاتا ہے وہاں کے مناظر سے نگاہیں سیر ہوتی ہیں جو اس سفر کی اصلی روح ہیں جس راہ کو آنکھوں کے بل طے کرنا بھی سوئے ادب ہے اس کو موٹر میں طے کرنا اور لاپرائی اور بے اعتنائی کے ساتھ دندناتے ہوئے اس بارگاہ تک پہنچنا بڑی سخت نادانی ہے۔

(۱۸) فرض نمازوں کو مستحب اوقات میں جماعت کے ساتھ پڑھنے کا اہتمام رکھے نماز کے معاملہ میں ہرگز تساہل اور سستی نہ کرے۔

نماز حج سے بدرجہا افضل اور موکد ہے ایک فرض کی ادائیگی میں دوسرے اہم ترین فرض کو ضائع کرنا سراسر نادانی ہے پس جس قدر آسانیاں اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسافر کے لئے مرحمت فرمائی ہیں ان سے زیادتی نہ کرے نفل نمازوں کو سواری پر پڑھ سکتا ہے اس میں قبلہ کی طرف منہ کا ہونا بھی ضروری نہیں جدہر سواری جا رہی ہو اسی طرف رخ کر کے بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے لیکن فرض نماز اور وتر سواری پر جائز نہیں انکے

لئے نیچے اترنا قبلہ کی طرف منہ کرکے کھڑے ہوکر پڑھنا ضروری ہے البتہ اگر کوئی واقعی عذر بیماری وغیرہ ہو جس کی وجہ سے سواری سے نہ اترا جاسکے تو کچھ حرج نہیں اس وقت سواری پر بیٹھکر قبلہ رخ ہوکر فرض نماز ادا کرسکتا ہے

تعجب اور حیرت کا مقام ہے کہ اکثر لوگ ایک فرض حج کی وجہ سے فرض نمازوں کو ضائع کردیتے ہیں بلکہ بعض دفعہ نماز قضا کردیتے ہیں جس مقدس سفر میں نوافل اور مستحبات کا اہتمام اور التزام رکھنا چاہئے تھا اس میں فرض نمازوں میں سستی اور لاپرواہی کرنا سراسر خسران اور محرومی کی دلیل ہے سلف صالحین کا ہمیشہ سے معمول رہا ہے اس مبارک سفر میں ریاضت کی زیادتی کرتے تھے اور بکثرت نفل نماز پڑھتے تھے۔ اور نفل روزے رکھتے تھے تاکہ اس مشقت و ریاضت کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ تقرب خداوندی حاصل ہو۔ اور انعامات اور احسانات کی زیادتی ہو۔

(۱۹) جہاں تک ممکن ہو تنہا سفر اختیار نہ کرے بلکہ کم از کم تین ساتھی ہوں جماعت پر حق تعالیٰ کی خصوصی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ جماعت شیطانی اثرات سے محفوظ رہتی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے تنہا سفر کرنے والا شیطان ہے اور دو بھی شیطان ہیں تین جماعت ہے۔

جب تین ہم سفر ہوں تو اپنے میں سے ایک کو امیر بنالیں اور اسکی

فرمانبرداری کریں۔ اس سے باہمی تنازعات پیدا نہ ہوں گے احادیث میں
اس کی بڑی تاکید آئی ہے۔

(۲) روانگی سے قبل کچھ صدقہ خیرات کرے اور راستہ میں حسب توفیق
صدقہ خیرات کرتا رہے۔ صدقہ اور خیرات سے آفتیں اور بلائیں ٹلتی رہتی ہیں اور مشکلات
میں آسانی ہوتی ہے صدقہ و خیرات رحمت خداوندی کا اعلیٰ ذریعہ ہے
اور حق سبحانہ، کی ناگواری کو دور کرتا ہے اور ہمیشہ حفظ و امان میں
رکھتا ہے۔ اس مبارک سفر میں گناہوں سے بچنے کی پوری کوشش کرے اور اس راہ کا بہترین توشہ
تقویٰ و پرہیزگاری ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور توشہ ساتھ لو اور بہترین توشہ پرہیزگاری ہے
خدا کے مہمان ہوتے ہوئے بھی توشہ کی اسی لئے ضرورت ہے تاکہ
دلجمعی باقی رہے اور تقویٰ و پرہیزگاری میں فرق نہ آنے پائے۔

اس مبارک سفر کی غرض یہی ہے کہ چند روز یکسوئی اور پاکبازی
سے بسر ہوں اور انسان و فرشتوں کی طرح معصوم زندگی کا ذائقہ چکھے
اور اصلی بندگی کا ذوق نصیب ہو، ارشاد ربانی ہے۔

پس جو شخص (اشہر حج) میں اپنے پر حج مقرر کرے تو پھر
حج میں۔

نہ کوئی فحش جائز ہے اور نہ کسی قسم کی نافرمانی اور نہ کسی قسم کا جھگڑا۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک حج کے

موقعہ پر کہ ایک نوجوان حضورؐ کے ساتھ سواری پر سوار تھے۔ ان کی نظر عورتوں پر پڑ گئی اور ان کو دیکھنے لگے حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔

بھتیجے یہ ایسا دن ہے جو شخص اس دن اپنے کان آنکھ زبان کی حفاظت رکھے اس کی مغفرت ہو جاتی ہے۔

(۲۲) اس مبارک سفر کو انتہائی ذوق و شوق اور عاشقانہ انداز کے ساتھ طے کرے۔ اس سفر میں حق سبحانہ کے ساتھ پورا تعلق اور کمال وابستگی ہو اور ہر وقت عشق و محبت کے جذبات موجزن ہوں یہ سفر از اول تا آخر عشق و محبت کے مظاہر ہیں اور عشاق کی دیوانگی کے مناظر اگر خود محب صادق نہ ہو تب بھی عاشقانہ رنگ اور مجنونانہ رنگ اختیار کرے اور سمجھے کہ میری خوش قسمتی ہے کہ عشاق کے ساتھ مجھ نا ستاد کو بھی طلب اور مدعو کر لیا۔

حج اللہ رب العالمین کا دربار عالی ہے جس میں اپنے بندوں کو مدعو کیا گیا ہے بلا طلب وہاں کسی کا داخلہ اور حاضری نہیں ہو سکتی اگر کسی خوش قسمت کے پاس دعوت نامہ آگیا اور بارگاہ الہی سے بلاوا آگیا تو بہ خوش قسمتی اور خوش نصیبی ہے اسی شان سے اس کا استقبال اور خیر مقدم ضروری ہے

مری طلب بھی کسی کے کرم کا صدقہ ہے　　　قدم یہ خود نہیں اٹھتے اٹھائے جاتے ہیں

پس اس سعادت عظمیٰ کے حصول اور اس لطف و نوازش

عطا پر ہر وقت شاداں و فرحاں، ترساں و لرزاں اور شاکر و قدر داں رہے اور مزید نعمتوں اور رحمتوں کا امیدوار رہے۔

(۲۳) اپنی ہر عبادت میں اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم سے قبولیت کا یقین اور وثوق رکھے جس کو کریم نے اپنے در پہ بلایا ہے اور اپنا مہمان بنایا ہے وہ انہیں لطف و کرم اور انعام و احسان سے ہرگز محروم نہیں رکھ سکتا اس عالی چوکھٹ پر حاضر ہونے والا کبھی ناکام نہیں ہو سکتا وہ شخص بڑا نادان اور نافہم ہے جو کریم کے دربار میں پہنچکر بھی ناامید اور مایوس ہو۔

حدیث میں آیا ہے وہ شخص بڑا خطاکار ہے جو عرفات کے میدان میں بھی یہ سمجھے کہ میری مغفرت نہیں ہوئی۔

(۲۴) بار بار یہ مبارک سفر اور مبارک اوقات نصیب نہیں ہوتے اس لئے وقت کو غنیمت جانے اور فرصت کو نعمت سمجھے اور کسی وقت یاد الٰہی سے غافل نہ ہو ہر وقت زبان پر ذکر اللہ توبہ استغفار صلوٰۃ و سلام زبان پر جاری رکھے اور تلاوت قرآن پاک میں مشغول رہے اور دین سیکھنے اور سکھانے کو اپنا مشغلہ زندگی بنائے رکھے۔

ان مبارک اور مسعود اوقات میں فضول باتوں اور فضول کاموں میں وقت ضائع کرنا سخت نادانی اور بڑی بدنصیبی ہے۔

روانگی۔

تمام تیاریاں کرنیکے بعد ایک یہ سوال تھا کہ کونسی تاریخ کو ممبئی پہنچا جائے کیونکہ ایک جہاز ۶ جولائی کو دوسرا ۱۲ جولائی کو تیسرا چودہ جولائی کو چلنے والا تھا دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ۶ جولائی کو پہنچ جانا چاہیے ممکن ہے اسی جہاز سے روانگی عمل میں آجائے چنانچہ ۲ جولائی کا پروگرام بنالیا اور کوشش اس امر کی کی کہ یہ خبر عام نہ ہوجائے کیونکہ شیطان ایسے مواقع پر فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے۔

چلنے سے قبل دو رکعت نماز پڑھی پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھی اور پھر اللہ تبارک وتعالےٰ سے دعا کی اور پھر اپنا سب کچھ انکے حوالہ کر دیا (جن کے دربار میں میں حاضر ہونے جا رہا تھا) اگرچہ کوشش اس امر کی تھی کہ خبر عام نہ ہوجائے. لیکن پھر بھی ایک سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے کو اطلاع ہوگئی اور خاندان کے اکثر افراد اور کچھ مخصوص احباب اسٹیشن پر آگئے ٹرین چلنے والی تھی الوداع کہنے والے حضرات پلیٹ فارم پر تھے اور میں ٹرین پر سوار ہوگیا تھا اور بہت ڈر رہا تھا کہ کہیں دلمیں دوسرا خیال نہ آجائے (ریا) کا کوئی شائبہ دلمیں

نہ پیدا ہو جائے اور کہہ رہا تھا کہ یا اللہ تو دل کی بات جانتا ہے تو علیم ہے . . .

گاڑی اسٹارٹ ہوئی اور اس مبارک سفر کی ذمہ داریوں کا احساس زیادہ ہونا شروع ہوا۔ اب جماعت کی نمازوں کا ایک بڑا اہم سوال تھا لیکن دہلی کے بعد اس کا صحیح اہتمام نہیں رہ سکا اللہ تعالےٰ معاف فرمائے۔

ناظرین کرام اس سے سبق حاصل کریں اور ایسے آدمیوں کے ہمراہ سفر کرنے کی کوشش کریں کہ جماعت کا اہتمام قائم رہے۔ یہاں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ عام طور سے حج کے زمانے میں اور خاص طور پر کسی جہاز کی روانگی سے دو چار یوم قبل دہلی سے بمبئی کو جو گاڑیاں چلتی ہیں ان میں رش (RUSH) بہت زیادہ ہو جاتا ہے اس لئے رات میں بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے اور دہرہ ایکسپریس سے دو راتیں گذارنا پڑتی ہیں — دہرہ ایکسپریس میں سلیپنگ کار لگائی جاتی ہے اس میں پوری ایک برتھ صرف تین روپے دینے سے ایک رات کے لئے ریزرو ہو جاتی ہے اگر چھ روپیہ دیکر دو راتوں کے لئے ریزرو کرا لیا جائے بہتر ہے اختر نے ایسا ہی کیا تھا لیکن ایک رات دہلی قیام کرنا پڑا اس لئے جو حضرات براہ راست جانا چاہیں وہ ایک یوم قبل ریزرو کرائیں ٹائم ٹیبل اور قواعد تبدیل ہوتے رہتے ہیں پہلے سے تحقیق کر لی جائے تو مناسب ہے۔

بمبئی پہنچنے پر معلوم ہوا کہ حجاج بہت زیادہ آ گئے ہیں اور جہاز میں جگہ ناکافی ہے دہلی میں لیٹ ملاحظہ ہونے کی وجہ سے ۶/جولائی کو بمبئی پہنچے اور آج جہاز علوی جارہا تھا اب اسلامی اور مظفری دو جہاز باقی تھے اور ایک ہزار سے زائد مسافر ویٹنگ لسٹ Waiting List میں اپنا نام درج کرا چکے تھے اور اس کے علاوہ بھی بہت سے حضرات ایسے پڑے ہوئے تھے۔

جو ویٹنگ لسٹ میں نام درج نہ کرا سکے لیکن انتظار شوق میں پڑے ابھی تک صرف دو سو پچاس نمبر ویٹنگ لسٹ سے لئے گئے تھے اور دو سو چھتیس نمبروں کا ہمیں اور انتظار کرنا ہے لیکن اب کچھ امید پیدا ہو گئی ہے لہٰذا اس فرصت کے وقت تمام قوانین حج کے معلوم کرنے کی سعی کی جو کچھ قواعد و ضوابط معلوم ہوئے ناظرین کرام کی سہولت کے لئے تحریر کئے جاتے ہیں تاکہ ان معلومات سے متمتع ہوں اور اپنے اس قیمتی وقت کو عبادت میں صرف کریں مجھ جیسے سیہ کار کی طرح وقت ضائع نہ کریں۔

پلگرمس پاس۔

حج کے سفر سے قبل حج کا پاسپورٹ بنوانا ضروری ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے جہاز کے ٹکٹ کے روپیہ داخل کئے جائیں۔ اس کے بعد حج

پورٹ کمیٹی اس کی رسید دیکھکر حج کا پاسپورٹ بنوا دیتی ہے۔

(نوٹ) عام طور پر حاجی صاحبان اپنے ضلع سے پاسپورٹ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں ایسا نہ کریں کیونکہ بمبئی میں بہت آسانی سے پاسپورٹ بن جاتا ہے اس میں وقت اور پیسہ بہت کم صرف ہوتا ہے یہ سب کچھ مسافرخانہ صابو صدیق میں ہوتا ہے۔

انکم ٹیکس سرٹیفکیٹ۔

جمعیۃ علما کی کوشش سے اب ڈیک کلاس کے مسافرونکو اس سے مستثنیٰ کردیا ہے البتہ فرسٹ کلاس کے مسافروں کے لئے سرٹیفکٹ کی ضرورت ہے ۱۸ سال سے کم عمر کے لڑکے کے لئے بھی سرٹیفکٹ کی ضرورت نہیں یہ اپنے تحصیل سے حاصل کیا جائے۔

محفوظ نشستوں کا طریقہ۔

سنہ ۵۵ء سے حج بیت اللہ کے لئے جہازونکی نشستیں حاصل کرنے کا نیا طریقہ یہ ہے۔ کہ جس وقت جہازونکی روانگی کی تاریخوں کا اعلان ہوگا اسی وقت سے نشستیں محفوظ کرنیکا کام مغل لائن شروع کردیتی ہے جب عازمین حج یہ طے کرلیں کہ ان کو کس جہاز سے جانا ہے تو فوراً مغل لائن

ایک فارم بھر کر بھیجدیں اور اس کے ساتھ سو روپیہ ارسال کر دیں ہر بالغ کے ساتھ ایک سو روپیہ بھیجنا ضروری ہے اور ہر بچہ کی جسکی عمر ایک سال سے زیادہ اور ۱۰ سال سے کم ہو بھیجنا ضروری ہے

نام

عمر

پتہ

جہاز کا نام معہ تاریخ

اپنی محفوظ نشست پر کسی دوسرے کو نہیں بھیجا جا سکتا۔ درجہ اول کا مسافر اپنے ملازم کا نام تبدیل کرا سکتا ہے۔ اگر آپ کسی وجہ سے سفر نہ کر سکیں تو یہ رقم واپس ہو سکتی ہے لیکن اگر نہ جانے کی وجہ کوئی خاص نہ ہو تو دس فیصدی کٹ جائے گا۔

انٹرنیشنل ہیلتھ سرٹیفکیٹ۔

سفر حج کے لئے "کالرا کا انجکشن اور چیچک کے ٹیکے" لینا ضروری ہیں اس کے بغیر سفر نہیں ہو سکتا۔

اس کے لئے یہ طریقہ ہے کہ پہلے کالرا کا انجکشن لیا جائے اور کم از کم ایک ہفتہ بعد دوسرا کالرا کا انجکشن لیا جائے اس کے ایک ہفتہ بعد چیچک

کا ٹیکہ لینا چاہیے آخری ٹیکہ جہاز کی روانگی سے ایک ہفتہ قبل لینا ضروری ہے۔ یہ انجکشن سرکاری ڈاکٹروں یا لوکل بورڈوں کے ہیلتھ آفیسر H. O. M دے سکتے ہیں۔ سینیٹری انسپکٹر یا دوسرے ڈاکٹروں کے سرٹیفکیٹ غیر مستند ہیں اور نہیں مانے جاتے ہیں۔

کرایہ جہاز۔

بمبئی سے جدہ۔ آمد و رفت	ڈیک کلاس معہ خوراک	-/494/2
" " "	فرسٹ کلاس " "	-/1235/2

مندرجہ بالا کرایوں میں جہاز کے کھانے چائے کے علاوہ جدہ کے مسافر خانہ کا صفائی ٹیکس بھی شامل ہے۔ نیز جہاز سے مدینۃ الحجاج تک پہنچنے کا موٹر کا کرایہ بھی شامل ہے۔

کرنسی۔

ہر ڈیک کلاس کا مسافر اپنے ہمراہ دو ہزار روپیہ لے جا سکتا ہے۔ نصف ٹکٹ کے ساتھ بارہ سو روپیہ لے جا سکتا ہے فرسٹ کلاس کے مسافر تین ہزار چار سو روپیہ نقد لے جا سکتے ہیں اور نصف ٹکٹ والے ایک ہزار سات سو روپے نقد لے جا سکتے ہیں مندرجہ بالا رقم بذریعہ ڈرافٹ

بھی بھیجی جا سکتی ہے۔

پاکستان سے جانے والے ڈیک کلاس کے مسافر نو سو روپے۔
اور فرسٹ کلاس یا ہوائی جہاز سے جانیوالے مسافر ایک ہزار چھ سو روپے
نقد لے جا سکتے ہیں اس کے علاوہ پاکستان سے کوئی رقم بذریعہ بینک ڈرافٹ بھی
نہیں جا سکتی ہے۔

قلی۔

مسافر خانہ سے گودی پر جانے اور جہاز پر سامان رکھنے کے واسطے
فی کس پانچ روپیہ حج پورٹ کمیٹی کی جانب سے مقرر ہیں۔
اگر کسی کا سامان کم ہو اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ روپیہ زیادہ ہیں تو
مزدوری خود طے کر سکتا ہے سامان اٹھوانے سے پہلے اپنا پتہ ضرور
تحریر کرالیں اور اچھا تو یہ ہے کہ پاسپورٹ نمبر بھی تحریر کرالیں۔

گودی۔

مسافر خانہ سے گودی تک انجمن خدام النبی کی جانب سے موٹروں
کا انتظام ہے۔ یہ گودی تک حجاج کو مفت دی جاتی ہیں۔
نوٹ:- اب قانون تبدیل ہو گیا ہے یعنی ڈیک کلاس کا مسافر صرف ۲۰۰ روپے

لے جا سکتا ہے علاوہ جہاز کے کرایہ کے اور نصف ٹکٹ والا چھ سو روپیہ ۱۲/ -
اپنے ہمراہ لے جا سکتا ہے۔

۱۰ / جولائی کو اللہ تبارک و تعالےٰ کے فضل سے لاؤڈ اسپیکر پر میرے
نمبر کا اعلان ہو گیا۔ جو کچھ خوشی ہوئی اس کا عکس کاغذ پر اتارنا مشکل ہے۔
فوراً دوڑے دوڑے گئے اور ٹکٹ خریدنے کے لئے لائن میں کھڑے
ہو گئے۔ کئی گھنٹے کے بعد نمبر آیا اور ٹکٹ خرید لیا لیکن یہ گھنٹے کچھ طبیعت
پر ناگوار نہیں گذرے ضروری اشیاء بازار سے خریدنے چلے۔ یہ بتایا گیا کہ
پلنگ خریدنا ضروری ہے کیونکہ جہاز میں اندر لیٹے لیٹے جب دل گھبرائے
تو اوپر پلنگ ڈال لیا جائے۔

اس کے علاوہ مکہ معظمہ اور ..... مدینہ منورہ میں ایک رات کے
واسطے ایک ریال یا نصف ریال میں ملتا ہے اس سے وہاں بہت آرام
ملتا ہے۔ . . . .

. . . . اگر حرمین شریفین کے قیام میں پلنگ نہیں استعمال
کریں تو بہتر ہے۔ اسمیں احترام ہے۔

ایک چمڑے کا ایسا بیگ جسمیں ایسا تسمہ لگا ہوتا ہے جو گلہ میں ڈالا جا سکے۔
یہ بھی ضروری ہے کیونکہ احرام میں کوئی جیب وغیرہ نہیں ہوتی۔
اور چھوٹی چیزیں ہر وقت کے استعمال کی اس میں ڈالی جا سکیں۔

اور ہر وقت ساتھ رکھی جا سکتی ہیں اور محفوظ رہ سکتی ہیں۔

ایک حسبت کا ڈرام زمزم شریف کے لئے اور ٹین کھجوروں کے واسطے یہیں سے خرید لینا چاہئیں کیونکہ یہاں سستے ملتے ہیں اور مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ میں گراں ملتے ہیں (موسمی بھی کچھ خریدی گئیں) کیونکہ جہاز میں چکر آنے وغیرہ کا بہت ڈر رہتا ہے اور ترش چیز کھانے سے کچھ ٹھیک ہو جاتا ہے جہاز میں ایک روپیہ کی تین ملتی ہیں۔

۱۱ر جولائی کو تمام دن بازار میں صرف ہوا رات کو بعد نماز مغرب اپنا تمام سامان قلی کے حوالہ کر دیا اور اس کا نمبر نوٹ کر لیا۔

اگرچہ بس کا انتظام حج کمیٹی کی جانب سے مفت ہے مگر میں ٹیکسی میں گیا تھا۔ یہاں ٹیکسی کا زیادہ گراں نہیں ہیں نہ طے کرنا پڑتا ہے چھوٹی کار والے سات آنے میل کے حساب سے اجرت لیتے ہیں میٹر لگے ہیں ان سے معلوم ہو جاتا ہے کہ کس قدر فاصلہ طے کیا مجھ سے غالباً ایک روپیہ کچھ آنے گودی تک چارج کئے گئے تھے جہاز ۱۲ بجے جانے والا تھا لیکن صبح سے ہی مسافر خانہ سے گودی تک بہت زیادہ چہل پہل تھی۔ گودی پر داخل ہوتے ہی سب سے پہلے پاسپورٹ پر رقم درج کرائی اس کے بعد ڈاکٹری ہوئی یہاں معمولی طریقہ پر ڈاکٹری معائنہ ہوا انٹرنیشنل ہیلتھ فارم کی خانہ لوپری کی جانچ ہوئی۔ اگر ڈاکٹر کسی خانہ پری سے مشکوک ہوتے

ہیں تو پاسپورٹ روک لیتے ہیں اور جہاز پر سوار ہونے کی اجازت دیدیتے
ہیں اور پاسپورٹ جہاز کے ڈاکٹر کے حوالے کر دیا جاتا ہے اور راستہ
میں انجکشن ہو جاتے ہیں مگر یہ صرف اس صورت میں ہے کہ انٹرنیشنل
ہیلتھ فارم پر کسی سرکاری ڈاکٹر یا ایم۔ او۔ ایچ کے دستخط نہ
ہوں بلکہ سنیٹری انسپکٹر یا کسی دوسرے ڈاکٹر سے انجکشن کرائے
گئے ہوں۔ اگرچہ کسٹم کا پورا اسٹاف یہاں رہتا ہے مگر معمولی
طریقہ سے اگر کسی پر شک ہو تو سامان دیکھتے ہیں ورنہ ___ ہمیں میرا
سامان کسی نے نہیں دیکھا میں تو ڈاکٹری کرانے کے بعد سیدھا جہاز
پر چلا گیا تھا میرا سامان قلی مجھ سے پہلے اوپر چڑھا چکا تھا۔
جہاز میں سوار ہوتے ہی حج کمیٹی کے کچھ کارکن کھڑے ہوئے ملے ان کے
ہاتھوں میں ٹائپ شدہ ایک فہرست تھی جسمیں قلی کے نمبر کے سامنے
ان کے کمروں کے نمبر تحریر تھے۔ معلوم کرنے سے پتہ چلا کہ ہمارے قلی
کا نمبر ۱ میں ہے لہذا میں نمبر ایک میں داخل ہوا میرے قلی نے
تمام سامان میرا احتیاط سے رکھدیا تھا بستر مسہری پر تھا بقیہ سامان
مسہری کے نیچے لگا دیا تھا قلی نے سب سے نیچے کے درجہ میں میرا سامان رکھ دیا
اور یہ بتایا کہ یہاں بہت آرام رہتا ہے۔
اور تجربہ سے یہ ہی معلوم ہوا۔ مختلف حضرات مختلف جگہ پسند

کرتے ہیں۔

کچھ حضرات اوپر کا حصہ پسند کرتے ہیں کچھ درمیان اور کچھ سب سے نیچے کا حصہ پسند کرتے ہیں۔

۱۲ر جولائی کو تقریباً ۲ بجے جہاز نے لنگر اٹھایا اور عام مسافروں نے ایک ساتھ دعائیں مانگنی شروع کر دیں۔ چونکہ میری جگہ اندر تھی اور جہاز کے کھڑے ہونے کی حالت میں بہت زیادہ گرمی محسوس ہو رہی تھی اس لئے اوپر ہی کے حصے میں ٹہلنا شروع کر دیا تھا۔ مراد آباد کے کچھ حضرات اوپر فرش کئے ہوئے بیٹھے تھے میں بھی ان کے پاس بیٹھ گیا۔ دو تین گھنٹے کے بعد جہاز میں حرکت زیادہ ہونی شروع ہوئی۔ اب اندیشہ یہ ہوا کہ اگر اب حرکت اور زیادہ ہوئی اور عام شہرت کے مطابق چکر آنا شروع ہوا تو جگہ تک پہنچنا دشوار ہوگا۔ لہٰذا وہاں سے اٹھ کر اپنی جگہ پہنچ گیا جس وقت میں اندر پہنچا تو لوگ ہر سمت سے قے کرتے ہوئے دکھائی پڑے۔

چند گھنٹوں کے بعد مجھے بھی چکر آنا شروع ہو گئے۔ میں نے عابدی سے وضو کر کے اپنی مسہری پر عصر کی نماز پڑھی اور اس کے بعد فوراً لیٹنے پر مجبور ہو گیا اور رفتہ رفتہ طبیعت زیادہ خراب ہوتی گئی مغرب کی نماز بمشکل ادا ہوئی۔

اور غالباً صرف فرض ہی ادا ہو سکے اس کے بعد بالکل ہوش بھی نہ رہا۔ سمندر میں طوفانی کیفیت تھی اور طوفان بہت زیادہ تھا۔ شاید ہی کوئی مسافر ایسا ہو جس پر اثر نہ ہو ورنہ عام طور پر اس طوفان سے سب ہی متاثر تھے تین یوم تک میں ایسا ہی رہا بہت زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ اس متبرک سفر میں نہ صرف یہ کہ جماعتوں کا نظام برقرار رہا بلکہ نمازوں کی ادائیگی بھی اطمینان سے نہ ہو سکی۔ ۵ یوم کے بعد ایسا سکون ہو گیا کہ جماعتوں کا اہتمام شروع کر دیا۔ جماعت میری مسہری کے قریب ایک چھوٹے سے چبوترے پر ہوتی تھی۔ تبلیغ کا سلسلہ بھی شروع ہوا اور الحمد للہ اکثر لوگ نماز وغیرہ کا خیال رکھنے لگے۔ اس سلسلہ میں بہت زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ کچھ حضرات باوجود کوشش کے بھی نماز نہ پڑھتے تھے ناظرین کرام خود تصور کریں کہ اس قسم کے واقعات سے وہاں کس قدر تکلیف ہوتی ہو گی۔

میں نے وہیں اس پر غور کیا کہ حج کو جو حضرات جاتے ہیں انکی ٹریننگ کس قدر ضروری ہے۔ اس لئے کہ ایسے واقعات یہ ظاہر کرتے ہیں کہ بعض حضرات کی نظر میں اس سفر کی اہمیت کچھ نہیں ہوتی۔ علماء اور صاحب خیر حضرات کے لئے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ وہ حج کے قریب اپنے قصبات اور شہروں میں حج کی ٹریننگ شروع کریں اور ایسے حجاج جو ناواقف

ہوں ان کو تمام مسائل و فضائل خوب یاد کرائیں اور ایسا پروگرام بنائیں
کہ ضروری مسائل بار بار دہرائے جاتے رہیں۔

بہرحال اب سفر میں کچھ کتب بینی شروع ہوئی حجاج کرام سے تبادلۂ خیال
ہوا مسائل کی معلومات اور ان کے مباحثے اور عام لوگوں میں مسائل
کے معلوم کرنے کا شوق پیدا ہوا۔

فجر اور عصر کی نماز کے بعد مسائل حج اور فضائل حج باقاعدہ
شروع ہوئے جوں جوں جہاز جدہ کی جانب قریب ہوتا جا رہا تھا
شوق زیارت میں شدت پیدا ہو رہی تھی۔

بعض حضرات نے آپس میں لڑنا شروع کر دیا تھا۔ مجھے یہ عرض کرنا
ہے کہ پہلے سے ساتھیوں کا انتخاب صحیح کرنا چاہیے اور جذبۂ خدمت اور
ایثار قربانی ہونا چاہیے اور یہ بات اکثر لوگوں کی نظر میں نہیں رہتی کہ
اس سفر میں اصلاحِ نفس کی طرف خاص توجہ رکھنی چاہیے اسی لئے
اس میں فساد کی نوبت آتی ہے اس سفر میں پائی پائی خرچ کرنا محمود
و مقصود ہے ایسے ہی مشقت اٹھانے میں دوسروں کو آرام پہنچانے کی
کوشش کریں یہ اجر عظیم کا ذریعہ ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا لیکن تمہارا ثواب تمہاری مشقت کی بقدر ہے۔

یہ الفاظ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا سے فرمائے

تھے۔

امام غزالی رحہ نے لکھا ہے کہ اس سفر میں آدمی جو کچھ بھی خرچ کرے اس کو نہایت خوش دلی سے کرے اور جو نقصان جانی ومالی پہنچے اس کو بطیب خاطر برداشت کرے یہ اس کے حج قبول ہونے کی علامت ہے۔ حج کے راستہ میں مصیبت جہاد میں خرچ کرنے کی برابر ہے اسلئے جو مصیبت اور نقصان برداشت کرے گا اللہ کے یہاں اس کا بڑا اجر ہے۔ وہ ضائع نہیں ہے۔

مگر یہ بات ضرور قابلِ لحاظ ہے کہ وہی مشقت باعثِ اجر ہے جو ممدوح ہو بیوجہ کی مشقت ممدوح نہیں ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ایک شخص پر ہوا جس کے ہاتھ میں رسّی بندھی ہوئی تھی اور دوسرا شخص اس رسی کو پکڑ کر کھینچ رہا تھا اور طواف کر رہا تھا حضور اکرم نے اس رسی کو کاٹ دیا اور فرمایا کہ کھینچو بظاہر یہ شخص نابینا تھے یا کوئی اور عارضہ ایسا تھا جسکی وجہ سے دوسرے شخص کی ضرورت تھی اسی طرح ایک قصہ اور بھی حدیث شریف میں آیا ہے کہ۔

کہ حضور نے دیکھا دو شخص رسی سے بندھے ہوئے چل رہے ہیں آپ نے معلوم فرمایا یہ کیا؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے یہ منت مان لی ہے۔

کہ اسی طرح بندھے کعبہ تک جائیں گے حضور اکرم نے ارشاد فرمایا کہ اس رسی کو توڑ دو یہ منت صحیح نہیں ہے منت نیک کام میں ہوتی ہے یہ شیطانی حرکت ہے۔

(عینی علی البخاری)

البتہ پیدل چلنا اس راستہ میں ممدوح ہے جس قدر تحمل ہو سکے اس کو برداشت کرے بعض علماء نے تو آیہ شریفہ (اَذِّنْ فِي النَّاسِ الخ) کی بنا پر جو رسالہ کی شروع میں ذکر کی گئی ہے پیدل چلنے والوں کو سواری چلنے والوں سے پہلے ذکر کیا ہے۔

یہ فرمایا کہ پیدل سفر کرنا سواری کے سفر کرنے سے افضل ہے۔

بعض علماء نے یہاں تک فرمایا کہ جو لوگ پیدل سفر کرنے کے عادی ہیں ان پر حج فرض ہونے کے لئے سواری کے خرچ کی ضرورت نہیں ہے جب بدن میں طاقت ہو اور راستہ اچھا ہو کوئی اندیشہ نہ ہو تو ان پر حج فرض ہو جاتا ہے۔ اور بھی بہت سی احادیث پیدل سفر کرنے کے سلسلہ میں آئی ہیں۔

(۱) حضور سے نقل کیا گیا کہ جو شخص حج کو پیدل جائے اور آئے اس کے لئے ہر ہر قدم پر حرم کی نیکیوں میں سے سات سو نیکیاں لکھی

جاتی ہیں صحابہ نے معلوم کیا کہ حرم کی نیکیوں کا کیا مطلب ہے آپ نے
ارشاد فرمایا کہ ہر نیکی ایک لاکھ نیکی کی برابر ہے۔

اس حساب سے سات سو نیکیاں سات کروڑ نیکیوں کے برابر
ہیں۔ ہر قدم پر یہ ثواب ہیں تو راستہ بھر کیا ثواب ہوگا ایک حدیث میں
ہے کہ حضرت ابن عباس رض نے اپنی اولاد کو انتقال کے وقت وصیت
فرمائی کہ پیدل حج کیا کرو پھر اوپر کی حدیث بیان کی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رض نے حضور سے نقل فرمایا کہ فرشتہ ان حاجیوں
سے جو سواری پر آئے ہیں مصافحہ کرتے ہیں اور جو پیدل آئے ہیں
ان سے معانقہ کرتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رض سے نقل کیا گیا ہے کہ جب وہ بیمار ہوئے
تو فرمایا کہ مجھے کسی چیز کا اس قدر افسوس نہیں ہے جس قدر افسوس اس
بات کا ہے کہ میں نے پیدل حج نہیں کیا اس لئے کہ اللہ جل شانہ نے پیدل
سفر کرنے والوں کا قرآن شریف کی اس آیت میں واذن فی الناس
پہلے پیدل چلنے والوں کا تذکرہ کیا۔

حقیقتاً اس سفر میں جو کچھ جانی و مالی مشقتیں اٹھائی جائیں وہ
زیادہ ثواب کا باعث ہیں اور اس میں یہ بھی مصلحت ہے کہ لوگ عام
طور پر اجر و ثواب کے لئے ایثار و ہمدردی سے کام لیں اور ایک دوسرے

آرام پہنچانے کی کوشش کریں نہ دلمیں کوئی گرانی ہوگی اور نہ دل میں برائی۔
ایک دوسرے سے ہمدردی اور محبت ہوگی دلوں میں نرمی پیدا ہو جائے گی
یہی مقبول حج کی علامت ہے۔ اللہ تعالےٰ سب کو توفیق دے اب
یلملم قریب تھا امیر الحج نے اعلان کر دیا تھا کہ اب صرف ۲۴ گھنٹے یلملم
میں رہ گئے ہیں یلملم ہندوستان سے جانے والوں کے لئے میقات
ہے۔ یہاں سے احرام باندھا جاتا ہے۔

تمام حجاج بہت زیادہ خوش خوش نظر آرہے تھے۔ کوئی حجامت
بنوا رہا تھا کوئی مسائل کی تلاش میں تھا چونکہ احرام باندھنے کا وقت
آچکا تھا اس لئے اب ہر جگہ احرام کے ہی مسائل کا تذکرہ تھا۔
تمام مسائل کا یہاں ذکر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

میقات احرام۔

مکہ مکرمہ کے چاروں طرف حدود مقرر ہیں۔ ان حدود سے بغیر
احرام باندھے گذرنا سخت گناہ اور حرام ہے۔ ہندوستان سے جانے
والے حاجیوں کے لئے میقات یلملم ہے۔

احرام

احرام کے معنی۔ حرام کرنا۔ حاجی جس وقت حج کی نیت کرتا ہے

تَلْبِیَہ پڑھنا ہے تو اس پر چند حلال ومباح چیزیں بھی حرام ہو جاتی ہیں۔ اس لئے اس کو احرام کہتے ہیں۔

احرام باندھنے کا طریقہ۔

جس وقت احرام باندھنے کا ارادہ ہو تو اوّل حجامت بنوائے زیر ناف بال کو دور کرے اگر سر منڈوانے کی عادت ہو تو سر منڈوا لے اگر عادت نہ ہو تو بالوں میں کنگھی کرے اور بالوں کو کنگھی سے سنوارے بیوی اگر ساتھ ہو تو صحبت کرنا بھی مستحب ہے اس کے بعد احرام کی نیت سے غسل کرے اگر کسی وجہ سے غسل نہ کر سکے تو وضو کرے اور سلے ہوئے کپڑے بدن سے اتارے ایک لنگی باندھ کر ایک چادر اوپر سے اوڑھ لے اور خوشبو لگائے لیکن کپڑوں پر ایسی خوشبو نہ لگائے جس کا جسم باقی رہے اس کے بعد دو رکعت نفل احرام کی نیت سے پڑھے اول رکعت میں قل یاایھا الکافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص۔ سلام پھیر کر قبلہ رو ہو کر سر کھول کر اس کی نیت کریں کہ احرام باندھتا ہوں حج کا یا عمرہ کا یا دونوں کا۔ اگر صرف حج کے احرام کی نیت ہے تو زبان سے بھی یہ الفاظ کہیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْۤ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اور اگر صرف

عمرہ کی نیت ہے تو کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھَا لِیْ وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ
اور اگر دونوں کی نیت ہو تو اس طرح کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ
وَالْحَجَّ فَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ اگر یہ الفاظ یاد نہ ہوں تو صرف یہ کہے
یا اللہ میں حج کی نیت کرتا ہوں اس کو میرے لئے آسان کر دے
اور اس کو قبول فرمالے۔ اسی طرح حج اور عمرہ دونوں کا یا صرف عمرہ کا
جو بھی ہو الفاظ زبان سے کہے۔ اس کے بعد بلند آواز سے تلبیہ پڑھے
لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ
وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ۔

اس کے بعد درود شریف پڑھے اس کے بعد جو چاہے دعا
کرے۔

یہ دعا مستحب ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّۃَ وَ
اَعُوْذُ بِکَ مِنْ غَضَبِکَ وَمِنَ النَّارِ اگر پہلا حج ہے تو فرض کی نیت
خاص طور سے کرنا اور زبان سے کہہ دینا بہتر ہے نیت کرے اور تلبیہ
پڑھنے کے بعد احرام بندھ گیا اب ان چیزوں سے بچنا چاہئے جن کا
کرنا محرم کے لئے منع ہے

اقسام احرام

احرام کی چار قسمیں (۱) اِفراد۔ یعنی صرف حج کا احرام باندھنا

(۲) تَمَتُّع ۔ یعنی عمرہ کرنا اور اس کے بعد حج کا احرام باندھنا
(۳) قِران ۔ حج اور عمرہ کا ایک ساتھ احرام باندھنا جو شخص افراد کا احرام باندھے اس کو مُفرَد کہتے ہیں۔ جو شخص تمتع کا احرام باندھے اسکو مُتَمَتِّع کہتے ہیں۔ جو شخص قِران کا احرام باندھے اس کو قارن کہتے ہیں۔

مسئلہ ۔ حج کی تینوں قسمیں جائز ہیں لیکن حنفیہ کے نزدیک افضل قِران ہے اس کے بعد تَمَتُّع اس کے بعد افراد۔

مسئلہ ۔ آفاقی شخص کو اختیار ہے کہ تینوں میں جس کا چاہے احرام باندھے لیکن مکہ کے رہنے والوں کو تمتع اور قران کرنا منع ہے۔

شرائط صحت احرام

(۱) صحت احرام کے لئے اسلام کا ہونا شرط ہے۔
(۲) احرام کی نیت اور تلبیہ یا اور کوئی ذکر اس کے قائم مقام کرنا بھی شرط ہے۔

مسئلہ : صرف حج کی نیت دل میں کرنے سے احرام درست نہیں ہوتا بلکہ تلبیہ یا اور کوئی ذکر اس کے قائم مقام کرنا بھی ضروری ہے اسی طرح اگر بلا نیت کے محض تلبیہ پڑھ لے تب بھی مُحرِم نہ ہوگا۔ خلاصہ یہ ہے کہ احرام کے لئے تلبیہ اور نیت دونوں کا ہونا ضروری ہے۔

مسئلہ: صحت احرام کے لئے کوئی خاص زمانہ یا مکان اور ہیئت یا شکل شرط نہیں اگر کوئی سلے ہوئے کپڑے پہننے کے باوجود احرام باندھ لیگا تو احرام صحیح ہو جائے گا۔ گو اس طرح احرام باندھنا مکروہ ہے احرام کے بعد ان کے ...... پہنے رہنے سے جزا یعنی دم صدقہ واجب ہو گا۔

واجبات احرام۔

(۱) میقات احرام سے احرام باندھنا (۲) ممنوعات احرام سے بچنا۔

سنن احرام۔

(۱) حج کے مہینوں میں احرام باندھنا (۲) اپنے میقات سے احرام باندھنا جبکہ اس سے گذرے (۳) غسل یا وضو کرنا (۴) چادر یا لنگی استعمال کرنا (۵) دو رکعت نماز نفل پڑھنا (۶) تلبیہ پڑھنا (۷) تین مرتبہ پڑھنا (۸) تلبیہ بلند آواز سے پڑھنا (۹) خوشبو لگانا (احرام کی نیت سے پہلے)

مباحات احرام

مسئلہ: ضرورت کے لئے یا ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے یا غبار دور کرنے کے لئے غسل کرنا درست ہے لیکن میل دور نہ کرے غوطہ لگانا حمام میں داخل ہونا کپڑا پاک کرنا انگوٹھی پہننا ہتھیار باندھنا دشمن سے جنگ کرنا شریعت کے حکم کے موافق جائز ہے۔

مسئلہ: ہمیانی اور پیٹی لنگی کے اوپر و نیچے ہر طرح جائز ہے۔ اگرچہ اس میں اپنا روپیہ ہو یا کسی دوسرے کا۔

مسئلہ: گھر یا خیمہ کے اندر داخل ہونا چھتری لگا کر سایہ میں بیٹھنا یا کسی اور چیز کے سائے میں بیٹھنا جائز ہے۔

مسئلہ: آئینہ دیکھنا مسواک کرنا۔ دانت اوکھاڑنا۔ ٹوٹے ہوئے ناخن کو کاٹنا۔ بلا بال دور کئے فصد لینا جونک لگوانا۔ پروال نکلوانا خوشبو دار سرمہ لگانا ختنہ کرانا۔ آبلہ کو توڑنا ٹوٹے ہوئے عضو پر پٹی باندھنا جائز ہے۔

مسئلہ: ہیضہ وغیرہ کا انجکشن لینا یا چیچک کا ٹیکہ لینا جائز ہے۔

مسئلہ: ہنہ بند میں گھڑی یا روپیہ کے لئے جیب لگانا جائز ہے

مسئلہ: علاوہ سر اور منہ کے سب بدن کو ڈھانپنا کان گردن پیروں

کو چادر سے ڈھانپنا جائز ہے۔

مسئلہ: جو ڈاڑھی ٹھوڑی سے نیچے لٹکی ہوئی ہو اسکو چھپانا جائز ہے۔

مسئلہ: دیگ۔ طباق۔ چارپائی، مسہری وغیرہ سر پر اٹھانا جائز ہے۔

مسئلہ: خشکی کے اس شکار کا گوشت کھانا جس کو حلال شخص نے حلال کیا ہو اور اسی نے ذبح کیا ہو محرم نے کسی قسم کی شرکت نہ کی ہو جائز ہے۔ اونٹ۔ گائے۔ بکری۔ بطخ کو ذبح کرنا جائز نہیں ہے

مسئلہ: موذی جانوروں کو مارنا جائز ہے جیسے سانپ بچھو، گرگٹ چھپکلی کھٹمل۔ چیل۔ مردار خوار کوا وغیرہ۔

مسئلہ: بلا الائچی لونگ اور خوشبو دار تمباکو ڈال کر پان کھانا مکروہ ہے۔

مسئلہ: خوشبو دار چیز کھانا مکروہ ہے اگر کسی کھانے میں خوشبو دار چیز ڈال کر پکا لیا اور خوشبو آتی ہے تو مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ: ایسا شعر پڑھنا جسمیں گناہ کی بات نہ ہو جائز ہے اور جس میں گناہ کی بات ہو ناجائز ہے۔

مسئلہ: ڈاڑھی اور سر کو اس طرح آہستہ کھجلانا کہ بال نہ گرے جائز ہے اگر زور سے کھجی بال کھجلانے سے گرنے کا اندیشہ نہ ہو تو پھر زور سے کھجلانا بھی جائز ہے۔

مسئلہ: گھی تیل چربی کا کھانا جائز ہے۔

مسئلہ : زخم یا ہاتھ پاؤں کی بِوائی کی پھٹن میں تیل یا چربی رکھ دی تو جائز ہے بشرطیکہ خوشبودار نہ ہو۔

مسئلہ : مسائل اور دینی امور میں مباحثہ اور گفتگو جائز ہے۔

مسئلہ : حالت احرام میں اپنا یا کسی دوسرے کا نکاح کرنا جائز ہے مگر صحبت کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ :- اگر کپڑوں کی گٹھڑی خوب بندھی ہوئی ہو تو اس کا سر پر اُٹھانا جائز ہے ورنہ نہیں۔

(معلم الحجاج)

اب ہر طرف احرام کی تیاری تھی اور ان مسائل پر گفتگو ہو رہی تھی اور مباحثے ہو رہے تھے مولوی کمال صاحب الٰہ آبادی سے مسائل کے ذیل میں تعارف ہوا وہ بہت نیک اور جوان صالح اور شریف انسان ہیں صاحب علم ہیں ـــ ان کے ساتھ ملکر مجلس اور اچھی ہو گئی۔

احرام باندھنا شروع کیا گیا ہمارے پاس کے تمام حضرات نے احرام باندھا اور چند گھنٹے گذرے تھے کہ دیکھتے دیکھتے تمام حضرات ایک ہی لباس میں نظر آنے لگے۔

ایک عجیب منظر تھا ایک دو ہزار آدمیوں کی مستقل ایک بستی بالکل پانی کے وسط میں اور سب ایک ہی لباس میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قبروں سے نکالکر ایک مکان میں جمع کر دیا گیا ہے۔ سفر حج میں سفر آخرت کے تھا کافی مشابہت ہے اس کو علماء نے مختلف طریقوں سے لکھا ہے مجھے حضرت مولانا زکریا صاحب کا انداز بیان بہت پسند آیا جو انہوں نے اپنی کتاب فضائل حج میں تحریر کیا ہے کہ آدمی جس وقت اپنے گھر سے نکلتا ہے سب عزیز و اقارب گھر بار وطن احباب سب کو ایک ساتھ چھوڑ کر دوسرے ملک یا دوسرے عالم کو سفر اختیار کرتا ہے جن چیزوں کے ساتھ دل مشغول تھا گھر بار ـــ کھیتی، باغ احباب کی مجالس سب ہی اس وقت چھوٹ جاتی ہیں، جیسا کہ مرتے

وقت سب کو یکلخت خیر باد کہنا پڑتا ہے حج کو روانگی کے وقت یہی چیز قابلِ غور و فکر ہے اور قابلِ عبرت ہے کہ جیسا آج عارضی مدت کے لئے یہ سب کچھ چھوٹ رہا ہے بہت جلد وہ وقت آنے والا ہے کہ ہمیشہ کے لئے یہ سب چیزیں چھوٹنے والی ہیں پھر سواری پر سوار ہونا اگر غور سے دیکھا جائے تو جنازہ پر سوار ہو کر چل دینے کی یاد تازہ کرتا ہے۔ گاڑی پر سوار ہونے کے بعد ہر قدم پر احباب وطن اور گھر سے دوری ہوتی جاتی ہے۔

اور جنازہ اٹھانے والے بھی ہر قدم پر سب اعزا اور گھر بار ساز و سامان سے دور لے جاتے ہیں کچھ لوگ ضرور جنازہ کی نماز تک ساتھ دیتے ہیں اور کچھ قبر تک بھی پہنچا دیتے ہیں اور کچھ قبر میں رکھنے اور مٹی ڈالنے تک بھی ساتھ دیتے ہیں یہ سارے منظر حاجی کے ساتھ بھی پیش آتے ہیں کہ کچھ لوگ گھر ہی سے مصافحہ کر کے فی امان اللہ کہتے ہیں اور کچھ اسٹیشن تک اور کچھ جو بہت ہی خواص ہوتے ہیں آگے جہاز تک ہی پہنچا دیتے ہیں جہاز اور قبر میں جانے والے صرف وہی رفیق اور ساتھی ہوتے ہیں جو اس عالم تک ساتھ دینے والے ہوں چاہے وہ عزیز و اقارب ہوں یا مال و متاع ہو اس میں بعض رفیق سفر ایسے مخلص، غمگسار اور راحت رساں ہونگے جو ہر ہر قدم پر راحت پہنچاتے ہیں اور بعض رفیق ایسے بدخلق

کج فہم ، جھگڑالو ہوتے ہیں کہ جو سفر کی ہر منزل میں بجائے راحت کے مصیبت ہو جاتے ہیں بعینہٖ یہی ساری صورت آخرت کے سفر میں بھی پیش آتی ہے کہ قبر میں ساتھ جانے والے وہ ہی رفیق ہوتے ہیں جو آخرت تک ساتھ جانے والے ہوتے ہیں ان میں اعمال حسنہ وہ ہیں جو راحت و آرام کا سبب بنتے ہیں اور اعمال سیئہ وہ ہیں جو ہر قسم کی اذیت اور تکلیف کا سبب بنتے ہیں اعمال حسنہ نہایت حسین و جمیل صورت میں آتے ہیں اور ساتھ رہتے ہیں اور اعمال سیئہ نہایت ڈراؤنی اور گندی بدبو دار صورت میں ساتھ رہتے ہیں اس عالم میں جس قدر راحت پہنچتی ہے وہ اپنے نیک اعمال سے ہوتی ہے جو مرنے سے پہلے کر لئے ہوں جیسا کہ سفر حج میں اس مال و زر سے راحت ملتی ہے جو سفر سے پہلے مہیا کر لیا ہو ہاں کسی خوش قسمت کے لئے کوئی عزیز قریب یا دوست کچھ پڑھ کر یا صدقہ خیرات کر کے کچھ ایصال ثواب کر دے تو مردے کو اپنے مرنے کے بعد بھی نہایت ضرورت کے وقت کام آجاتا ہے۔ جیسا کہ حاجی کے پاس اس کا کوئی عزیز یا دوست بذریعہ ہنڈی وغیرہ کوئی روپیہ پیسہ بھیج دے تو اس سفر میں کس قدر مسرت ہوتی ہے اور اس کے لئے کس قدر راحت کا سبب بنتا ہے اس کے بعد سفر میں جس قدر خطرات چور ، ڈاکو ، سخت مزاج حاکموں کی طرف سے

سامان کی تفتیش، حالات کی تحقیقات، پاسپورٹ وغیرہ کی جانچ پڑتال جتنے مناظر حاجی کو پیش آتے ہیں وہ قبر کے سارے منظروں کی یاد تازہ کرتا ہے۔ اور یہ حاجی کو یاد دلاتی رہتی ہے کہ منکر نکیر کا سوال یہی ہوگا۔

اپنے ایمان کا امتحان بھی ہوگا اور سانپ بچھو وغیرہ کیڑے مکوڑے بھی قبر میں طرح طرح سے ستائیں گے۔ اعمال نامہ بھی اپنے ساتھ ہی ہوگا۔ کل اِنسَانٍ اَلزَمنٰہٗ ہاں بہت سے ایسے بھی ہیں جن کو اللہ نے دولت بیشمار دی ہے وہ معمولی سی تفتیش اور پاسپورٹ کے بعد چند گھنٹوں میں جہاز پہنچ جاتے ہیں۔ اور جن کے پاس نیک اعمال کا ذخیرہ مالا مال کرنے والا ہو وہ قبر کے ان سب احوال سے بے خبر اور بے فکر دلہنوں کی طرح اسمیں ایسے آرام فرماتے ہیں جیسا کہ نئی دلہن پہلی شب کمخواب کے اور مخمل کے گدوں پر سوتی ہے اسی طرح یہ لوگ قبر میں سو جاتے ہیں اس کے بعد احرام کی دو چادریں کفن کی چادروں کی یاد تازہ کرتی ہیں اور ہر وقت تازہ رکھتی ہیں عبرت کی نگاہ ہو تو احرام کے جتنے دن احرام بندھا رہے ہر وقت اسی طرح کفن کی دو چادر میں لپٹے رہنا یاد رہنا چاہیئے اور احرام کے وقت لبیک کہنا۔ قیامت والے کی آواز پر دوڑ پڑنے کی یاد تازہ کرتی ہے (اس دن سب کے سب خدا کی طرف سے پکار دینے والے یعنی صور پھونکنے والے فرشتے کے ساتھ ہو لینگے

فرمان باری تعالےٰ!۔

تو دیکھے گا ہر امت کو زانو پر گری ہوئی اور ہر امت پکاری جائیگی اپنی کتاب کی طرف (قرآن شریف) مکہ مکرمہ میں داخل ہو جانا گویا ایسے عالم میں داخل ہو جانا ہے جس میں اللہ کی رحمت کی امید ہے کہ مکہ دارالامان ہے لیکن اپنی بد اعمالیوں سے یہ خوف بھی غالب ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ امن کی جگہ بھی امن نہ ملے مکہ کا سارا قیام اسی بیم و رجا کو تازہ رکھتا ہے کہ اس جگہ کا امن کی جگہ ہونا اللہ کی رحمت اور مغفرت ہے کرم اور لطف ہے۔ اور ایک بڑا انعام اور اپنے بندوں پر احسان ہے۔ اپنی بد اعمالیاں جو ساری عمر کی ہیں وہ یاد آکر "مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے۔" کی یاد تازہ کرتی ہیں اور بیت اللہ پر نظر پڑنا مالک کے گھر کو یاد دلاتا ہے اور جس قدر خوف، ہیبت و عظمت اور جلال کا مظہر ہے وہ بھی اداب سب کے سب اس وقت ہونا چاہئیں جیسا کہ کسی بڑے بادشاہ کے دربار میں حاضری کے وقت ہوتے ہیں اور بیت اللہ کا طواف ان فرشتوں کی یاد تازہ کرتا ہے جو عرش معلیٰ کا طواف کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے اور کعبہ کے پردوں سے لپٹ کر رونا اور ملتزم کو چمٹنا اس قصور وار کی نشان ہے جو کسی بڑے محسن اور بڑے مربی کا قصور کر کے اس کا دامن پکڑ کر معافی کے لئے روتا ہے اور اس کے گھر کے در و دیوار پکڑ کر

روتا ہے کہ قصور کی معافی کے بھی راستہ ہیں اور قیامت میں اپنے اعمال کے یاد کرنے کی مثال ہے۔ اور صفا و مروہ کے میدان میں دوڑنا میدانِ حشر میں ادھر اُدھر دوڑنے کی یاد تازہ کرتا ہے قرآن پاک کا ارشاد ہے۔ منتشر قبروں سے ایسے نکل رہے ہوں گے جیسے ٹڈی دل ہے۔

یہ منظر بندہ کے ناقص خیال میں قیامت کے ایک عجیب منظر کی یاد تازہ کرتا ہے جس کا بڑا مفصل قصہ احادیث میں آتا ہے کہ حشر کے دن جب مخلوق نہایت پریشان حال ہو گی اور مصائب کی کثرت سے تنگ آکر یہ سوچے گی کہ انبیاء کرام بڑی اونچی ہستیاں ہیں اور اللہ کے مقبول بندے ہیں ان سے جا کر سفارش کی درخواست کریں۔ اس خیال سے سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جا کر عرض کریں گے کہ آپ ہمارے باپ ہیں اللہ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا فرشتوں سے سجدہ کرایا خود ہر چیز کے نام آپ کو بتلا دیئے۔ وغیرہ وغیرہ آپ ہماری سفارش کر دیں تو وہ فرمائیں گے میں تو نہیں کر سکتا اگر مجھ سے اس ممنوعہ دانے کے کھانے کا سوال ہو گیا تو کیا ہو گا تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ تو یہ لوگ پریشان حال حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہ بھی عذر فرمادیں گے۔ کہ میں نے طوفان کے زمانہ میں اپنے بیٹے کے بچانے کا بے محل سوال

کر لیا تھا۔تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ بھی عذر فرما کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حوالہ دینگے پھر وہ بھی عذر فرما کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حوالہ دینگے۔وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کا مشورہ دینگے اور یہ حضور اکرم ہی کے لئے ہے کہ اس جلال کے دن سفارش کی ابتدا فرمائیں گے۔یہ بہت طویل قصہ ہے مجھے تو صرف یہ ہی سامنے لانا ہے کہ ادھر سے اُدھر، اُدھر سے ادھر ایک دن مارے مارے پھرنا ہے جو بڑا سخت دن ہوگا۔عرفات کا میدان تو پورا میدان حشر کا نمونہ ہے۔ آفتاب کی تمازت اور سب کا ایک ہی لق ودق میدان میں ایسی حالت میں اجتماع کہ مغفرت کی امید ہے گناہوں کا خوف ہے بندہ کے ناقص خیال میں عرفات کا میدان بڑی غور وفکر کی چیز ہے وہ عہد میثاق جو ازل میں الست بربکم سے لیا گیا تھا کہ عالم ارواح میں حق سبحانہ تعالےٰ نے ساری روحوں سے یہ سوال کیا تھا کہ میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے ایک زبان ہو کر کہا تھا بیشک آپ ہمارے رب ہیں۔ مشکوٰۃ شریف میں بروایت مسند احمد حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاک ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ عہد عرفات کے میدان ہی میں ہوا تھا یہ وقت اور یہ جگہ یاد کرنیکی ہے کہ کیا عہد کیا تھا اور اس عہد کو کس طرح پورا کیا۔

اس کے بعد مزدلفہ وغیرہ کے اجتماعات میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان مواقع پر لوگوں کا اژدہام اور انکا شور و شغب مختلف زبانیں مختلف آوازیں اور لوگوں کا اپنے اپنے اماموں کے پیچھے چلنا قیامت کے میدانوں میں اپنے اپنے انبیاء کے اور مقتداؤں کے پیچھے چلنے کی اور پریشانی کے عالم میں پھرنے کی مثال ہے ان اجتماعات میں انکساری اور عاجزی و آہ و زاری کل کے کام میں آنے کی چیز ہے۔

(فضائل حج)

سب احرام باندھے ہوئے تھے اور یلملم کا انتظار تھا کہ اچانک جہاز نے سیٹی دی اور سب نے یک لخت لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ کا نعرہ بلند کیا، ہر طرف تلبیہ کا شور تھا، تمام حجاج کرام بہت خوش تھے ٹھیک عصر و مغرب کے درمیان میں ہمارا جہاز محاذ سے گزرا تھوڑی دیر کے بعد چاند دیکھا گیا اللہ تبارک و تعالیٰ نے کیا بڑا کرم فرمایا کہ دل میں یکلخت ارادہ پیدا کیا پھر تمام حج کے اسباب پورے فرما دیئے اور اب حج بھی اکبر تھا اللہ اکبر اس وقت دلمیں اس قدر مسرت تھی کہ اس کا عکس کاغذ پر اتارنا ناممکن ہے

اس کا صحیح اندازہ تو اسی وقت ہو سکتا ہے جب انشاء اللہ آپ خود تشریف لے جائیں۔ خدا کرے سب کو اللہ تبارک و تعالیٰ اس کا موقع دے آمین دل میں خوشی تھی آنکھوں میں آنسو تھے نہ معلوم کس قسم کی خوشی تھی اپنی بداعمالیوں کو سوچتا تھا اور ان پر یہ انعام ربانی اس موقعہ پر بار بار یہ شعر زبان پر تھا۔

کہاں میں اور کہاں یہ نکہتِ گل
نسیم صبح تیری مہربانی

اب نوافل اور وظائف میں لوگ زیادہ مشغول نظر آتے تھے یلملم سے گذر کر تیسرے دن ہمارا جہاز بحمد اللہ تعالیٰ بخیریت جدہ پہنچ گیا۔ ہندوستانی سفیر مسٹر کے، ایم۔ قدوائی گودی پر تشریف لائے اور ہندوستانی مسافروں کا انہوں نے استقبال کیا اور ایک اچھی تقریر کی۔ تمام جہاز کا سامان ایک جگہ جمع کر کے قلیوں نے بذریعہ کرین اتارنا شروع کر دیا اور ہم سے یہ کہہ دیا گیا کہ تمام سامان بجز چھوٹے اعداد کے یہیں چھوڑ دیں لہٰذا ہم سب سامان چھوڑ کر نیچے اتر گئے اترتے ہی ہمیں بسوں میں جو گورنمنٹ کی جانب سے آئی تھیں سوار کر کے کسٹم آفس میں پہنچا دیا گیا۔ وہاں تقریباً ۴ گھنٹے صرف ہوئے اگرچہ وہاں کسٹم میں کوئی سختی نہیں کی گئی لیکن سامان کی تلاش کرنے میں بہت زیادہ

پریشانی ہوئی کیونکہ سامان منتشر کرکے ڈال دیا گیا تھا اور سب مسافروں کا سامان مخلوط ہو گیا تھا بہر حال بڑی پریشانی کا مقابلہ کرنا پڑا۔ اس کے بعد گورنمنٹ کیجانب سے بسوں کا انتظام تھا جن کے ذریعہ ہم مدینۃ الحجاج جو جدہ میں حاجیوں کی عارضی قیام گاہ ہے پہنچا دئے گئے یہ بہت عمدہ عمارت ہے اور ہر قسم کا اس میں انتظام ہے قریب ہی ایک خوشنما مسجد اس سے متعلق ہے اگرچہ یہاں ہر چیز ملتی ہے کھانے کی بھی بہت سی دکانیں ہیں مگر یو، پی والوں کے مذاق کا نہیں ہوتا۔ اکثر حاجیوں کو وہاں زبان سے ناواقف ہونے کی بناء پر بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے کیونکہ یہاں کوئی زبان نہیں سمجھتا (اس وقت تک معلم بھی نہیں ہوتا ہے)۔

(ضروری الفاظ رسالہ ہذا کے آخر میں شامل کئے جائیں گے انشاء اللہ)

معلم کا انتخاب۔

دوسرے دن ہم سواری کے بیتابی سے منتظر تھے مگر ہمیں یہ بتلایا گیا کہ پہلے معلم کو طے کیا جائے اس کی فیس داخل کی جائے اس کی رسید حاصل کرنے کے بعد سواری کا انتظام ہو سکے گا معلم کا انتخاب بھی کوئی معمولی کام نہیں ہے یہ بھی ایک اہم کام ہے کیونکہ یہاں معلموں کے ایجنٹ بہت زیادہ ہوتے ہیں اور ہر ایک علیحدہ معلم کی تعریفیں کرتا ہے اور عام طریقہ سے ہم نے حجاج کی شکایتیں سنی تھیں اور معلم کی خدمات کی عرفات منیٰ اور مزدلفہ میں زیادہ ضرورت ہوتی ہے ہمارے پاس بھی ایجنٹ آ جا رہے تھے طبیعت میں الجھن اور عجلت تھی۔

بسم اللہ کر کے اللہ کے بھروسہ پر معلم عبیدالرحمٰن صاحب مکی کو منتخب کیا یہ مکہ میں عبید حافظ کے نام سے بہت مشہور و معروف آدمی ہیں عبید حافظ واقعی نہایت شریف النسان ہیں۔ یہ اور ان کے تمام لڑکے حجاج کی بہت خدمت کرتے ہیں اور میں نے یہ دیکھا کہ ہر جگہ انہوں نے کافی کام کیا۔ معلم صاحبان بڑے آدمیوں کے ساتھ تو خاص معاملہ کرتے ہی ہیں مگر ان میں یہ خصوصیت ہے کہ یہ سب کے ساتھ ہی اخلاق کا معاملہ کرتے ہیں۔ مجھے خود بھی کوئی شکایت کا موقعہ نہ ملا اور دوسرے کسی

سے بھی شکایت بھی نہیں سنی۔ دوسرے کچھ معلمین کی شکائتیں بھی سنی گئیں۔ بہرحال اس کے متعلق آپ خود جو مناسب سمجھیں کریں صرف ایجنٹوں پر اعتماد نہ کریں۔ عام لوگ معلموں کے متعلق یہ سمجھتے ہیں کہ سب کام کی ذمہ داری انپر ہے اور معلم سے بہت زیادہ امیدیں والبتہ کر لیتے ہیں ظاہر بات ہے معلم کے کچھ فرائض ہیں ان کی پابندی اسپر ضروری ہے اگر کوئی معلم صرف اپنی آئینی ذمہ داریوں کو نبھائے تو بڑی بات ہے ہمارے معلم نے تو کچھ ایسے معاملات بھی کئے جو ان کے فرائض میں داخل نہیں محض اخلاقی وسعت کی بات تھی۔

جدہ سے روانگی۔

اب ہمیں موٹر کا انتظار تھا معلم کے منشی نے کہدیا تھا کہ ہم آپکا کرایہ ابھی داخل کریں گے اور شام کو کمپنی سے موٹر آجائے گی۔ اسی انتظار میں تھے کہ دوپہر کو کچھ موٹریں آنی شروع ہو گئیں یہ معلوم ہوا کہ ہندوستان کا ہمارے بعد کا چلا ہوا جہاز جو آخری تھا مظفری آگیا ہے۔ مظفری سے سنبھل کے کچھ اور حضرات بھی آنے والے تھے۔ ہمیں ان کا انتظار تھا۔ ۴ بجے سنبھل کے دوسرے سب حضرات جن کے ہم منتظر تھے اسی کمرہ میں آگئے۔ حاجی مولوی سلطان حسین صاحب

وحاجی غلام صابر صاحب وحاجی خلیل احمد صاحب وحاجی بشیر احمد صاحب وغیرہ مولوی سلطان حسن صاحب کو دیکھ کر ضرورت سے بھی کچھ زیادہ مسرت ہوئی کیونکہ ہمارے ان کے مزاج میں اور ارادوں میں اشتراک تھا۔

سب سے بڑی فکر یہ تھی کہ مکہ معظمہ کا داخلہ ایسے ہونا چاہیئے جیسا کہ اس کا حق ہے لہٰذا مولوی سلطان صاحب سے یہ بات طے ہوئی کہ مکہ معظمہ میں داخلہ پیدل ہوگا۔ یہاں سے پیدل جانا تو بس کی بات نہیں تھی اس لئے موٹر والے سے یہ بات طے کرائی گئی کہ وہ حد حرم کے نشان پر ہمیں مطلع کر دیگا اور موٹر روک کر ہمیں اتار دیگا لیکن ہمارے ساتھ ایک سانحہ پیش آیا کہ جب کبھی اس کا خیال آیا کرے گا تو اپنی بد قسمتی کے اوپر ماتم کرنا پڑے گا۔ اور وہ یہ ہے کہ موٹر والے نے موٹر نہیں روکی اور نہ ہمیں مطلع کیا اور دن دناتے ہوئے اس متبرک بستی میں داخل ہو گئے حالانکہ اس میں احترام کے ساتھ پیادہ پا داخل ہونا چاہیئے تھا افسوس صد افسوس۔۔

جن حضرات کو اللہ تبارک وتعالیٰ موقعہ دے تو اس کا خیال رکھیں کہ حرم محترم کے چاروں طرف حدود مقرر ہیں جب اس حد پر پہنچیں تو نہایت عاجزی وانکساری ندامت وشرمندگی کے ساتھ توبہ

واستغفار کرتا ہوا بار بار تلبیہ پڑھتا ہوا داخل ہو یہ وہ مقام ہے جس کو
اللہ اور اس کے رسول نے بڑائی اور عظمت دی ہے۔ اور مالک الملک
والملکوت اور صاحب جلال و جبروت کی بارگاہ عالی کی چوکھٹ ہے جو
رب العالمین ہے بڑی بڑی قوتیں یہاں آکر سرنگوں ہوئی ہیں اور تمام
جلیل القدر انبیاء کرام علیہم السلام نے اس عالی برکت مقام کا
ادب و احترام کیا اگر مجبور ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ورنہ حد حرم سے برہنہ
پا ہو کر داخل ہونا افضل ہے اور مستحب ہے۔

حضرت ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام
حدِ حرم میں پا دہ پا اور برہنہ پا داخل ہوئے تھے۔ حضرت امام حسن رضؓ
نے پندرہ حج کئے آپ پیدل چلتے تھے اور سواری اونٹنی خالی چلتی تھی
مگر کبھی ادب حرمت کی وجہ سے سوار نہ ہوئے۔ اور بہت سے بزرگانِ
دین اور علماء امت کا یہی طریقہ کار رہا ہے اور جگہ کی عظمت و شوکت
بھی اس کی متقضی ہے جس راہ کو آنکھوں کے بل بھی طے کرنا گستاخی ہے
اور بے ادبی ہے اس کو غفلت اور لاپرواہی سے گذار دینا یقیناً کم نصیبی
ہے۔

جب موضع ذی طوی پر پہنچے تو .... سواری سے اتر جائے
اور دخول مکہ مکرمہ کے لئے غسل کرے اور اگر غسل دشوار ہو تو صرف وضو کرے

مکہ مکرمہ میں شب و روز میں جس وقت بھی چاہے داخل ہو مگر افضل یہ ہے کہ رات کو داخل نہ ہو چنانچہ جب حضرت عمرؓ مکہ مکرمہ آئے تو رات کٹی آپ نے رات ذی طُویٰ پر گذاری اور دن کو غسل کر کے ذی طُویٰ میں داخل ہوئے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا ہے (بخاری و مسلم) دوسرے انبیاء علیہم السلام بھی ذی طُویٰ میں قیام فرماتے تھے اس کے بعد عاجزانہ صورت بنائے ہوئے خشوع اور خضوع کے ساتھ مجرم و خطاکار بندوں اور سوز عشق کے پروانوں کی طرح شبیکہ کے راستہ سے مسجد حرام کی جانب سے داخل ہو۔

جب مکہ مکرمہ کے مکانات اور آبادی نظر آئے تو دعا مانگے اور جنت المعلیٰ یعنی قبرستان پر سے گذرے تو وہاں پر فاتحہ پڑھے اور افضل یہ ہے کہ شہر میں داخل ہو تو سب سے اول حرم شریف میں آئے۔

مگر ہماری موٹر معلم کے مکان پر روکی گئی۔ حرم شریف سے لوگ عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر واپس آرہے تھے معلم صاحب نے فرمایا جماعت تو ہو گئی ہے اب اگر حرم شریف جائیں تو وہاں عمرہ پورا کر کے واپسی ہو گی، صبح ہو جائے گی لہذا پہلے قریب کی مسجد میں یا میرے مکان میں جماعت کر لی جائے اس کے بعد کھانا کھا لیا جائے پھر اطمینان سے عمرہ کیا جائے گا۔ لہذا پہلے جماعت ہوئی (قریب ہی مسجد میں)

اس کے بعد کھانا کھایا۔ معلم صاحب نے چائے پلوائی کچائے کا بہت دستور
ہے جس وقت ہم لوگ موٹر سے اترے فوراً ایک مرتبہ معلم صاحب نے
سب کو چائے پلوائی پھر کھانے کے بعد پھر معلم کے آدمی کے ہمراہ حرم شریف
کی طرف چلے حقیقت یہ ہے کہ معلم صاحب کے یہاں کا وقت بہت
ہی گراں گذرا ـــ حرم شریف کی طرف چلے انتہائی مسرت تھی اور
ظاہر ہے معلم کا ایک آدمی آگے مختلف دعائیں اور تلبیہ پڑھواتا
ہوا جارہا تھا۔ باب ابراہیم سے داخل ہوئے دروازے میں داخل
ہوتے وقت کچھ دیر رک کر معلم نے وہ عمارت جو خانۂ کعبہ کہلاتی ہے
اشارہ کرکے بتلائی اور یہ ہدایت کی کہ سب ساتھ ملے رہیں علیحدہ نہ ہوں
کیونکہ اجتماع بہت زیادہ ہے اگر کوئی رہ گیا تو پیچھے رہ جائے گا اور پھر
سعی وغیرہ میں پریشانی ہوگی ۔ اس کے بعد ہم خانہ کعبہ کی طرف بڑھے۔
عجیب شان تھی اور کیوں نہ ہو جبکہ اسکی حقیقت بہت بلند ہے۔

خانہ کعبہ اور اسکی حقیقت۔

فرمانِ باری تعالےٰ ہے۔

اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جبکہ بلند کر رہے
تھے ابراہیم علیہ السلام دیواریں کعبہ شریف کی اور ان کے ساتھ

مدد کر رہے تھے اسمٰعیل علیہ السلام اور یہ کہتے جا رہے تھے
اے ہمارے رب یہ خدمت ہماری قبول کر لیجئے بلاشبہ
آپ خوب سننے والے ہیں دعاؤں کے اور خوب جاننے
والے ہیں (لوگوں کے حالات اور نیتوں کے)

کعبہ کی تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی یہ تو قطعی چیز ہے قرآن پاک
میں صاف موجود ہے علماء نے لکھا ہے کہ اس مکان سے افضل کونسا
مکان ہو سکتا ہے کہ اللہ جل شانہ نے اس کے بنانے کا حکم فرمایا
حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اسکی انجینئری کی اس کا نقشہ بتایا۔

حضرت ابراہیم جیسے بڑے نبی اس کے معمار اور حضرت اسمٰعیل
ذبیح اللہ جیسے جاں نثار تعمیر میں مددگار تھے۔ اللہ اکبر کتنی بڑی عظمت
ہے اس مکان کی ابن سعد کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام کی عمر اس وقت سو برس کی تھی اور حضرت اسمٰعیل کی بیس
برس کی (در منثور) کعبہ کی تعمیر مورخین کے نزدیک متعدد مرتبہ ہوئی
ان میں سے بعض متفق علیہ ہیں اور بعض مختلف فیہ۔

(۱) مشہور قول کے موافق سب سے اول اس کی تعمیر فرشتوں نے
کی ہے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے دو ہزار سال قبل اور بعض
حضرات کا قول ہے کہ یہ دوسری تعمیر ہے اس سے پہلے حق تعالےٰ

شانہ کے امرِ کُن سے اس کی تعمیر ہوئی جنمیں فرشتوں کا بھی دخل نہ تھا۔

(۲) حضرت آدم علیہ السلام کی تعمیر ہے جو محدثین اور مورخین کے نزدیک مشہور ہے مگر قطعی روایت نہیں روایت میں آیا ہے کہ پانچ پہاڑوں کے پتھروں سے حضرت آدم علیہ السلام نے اس کو بنایا تھا۔ لبنان۔ طورِ سینا۔ طور زیتا۔ جودی۔ حرا۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے بنیادی حصہ تعمیر کیا تھا۔ اسکے اوپر بیت معمور نازل ہو کر رکھا گیا۔ اسکے بعد حضرت آدم ؑ کے وصال پر طوفانِ نوح کے وقت وہ آسمان پر اٹھا لیا گیا۔

(۳) حضرت شیث علیہ السلام جو حضرت آدم علیہ السلام کے صاحبزادے نبی ہوئے انکی تعمیر بتائی جاتی ہے۔

(۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنا جو اوپر گذری۔ وہ یہ قطعی ہے مورخین نے لکھا ہے کہ یہ بنا ۹ گز اونچی تھی اور ۳۰ گز لمبی اور ۲۳ گز چوڑی۔ یہ مسقف نہ تھی اور اس کے اندر ایک کنواں تھا جس کے اندر نیاز ڈالدی جاتی تھی جو کعبہ پر نثار کی جاتی تھی۔

(۵) عمالقہ کی تعمیر ہے۔

(۶) جرہم کی۔ یہ عرب کے دو قبیلے ہیں حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔

(۷) قصی کی تعمیر ہے جو حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم کے پانچویں پشت ہیں۔

(۸) قریش کی تعمیر ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جوانی کی عمر تھی جس کے بہت سے قصے احادیث میں آئے ہیں حضور کی عمر شریف اس وقت پچیس سال کی تھی اور بعض نے ۳۵ سال کی بتائی ہے۔
اس کی تعمیر میں حضور کی بھی شرکت ہوئی کہ اپنے کاندھے پر پتھر اٹھا کر لاتے تھے یہی وہ تعمیر ہے جسمیں حجر اسود کو اپنی جگہ پر رکھنے میں قریش میں ایسا تنازع پیدا ہوا کہ ہر جانب سے تلواریں نکل آئیں اور ہر قبیلہ چاہتا تھا کہ یہ سعادت اس کے حصہ میں آئے۔ حضور نے اس کا یہ بہترین فیصلہ فرمایا کہ اپنی چادر مبارک پر اس کو رکھکر فرمایا کہ ہر قبیلہ کا ایک ایک آدمی اس چادر کے کنارہ کو پکڑے اسی طرح اس کو کعبہ کی دیوار تک لے جاکر فرمایا کہ تم سب مجھے اپنی طرف سے وکیل بنادو کہ اس پر سے اٹھا کر دیوار پر رکھدوں سب نے وکیل بنادیا اور حضور نے اپنے دست مبارک سے اوپر رکھدیا قریش نے اس تعمیر میں اس کا عہد کیا تھا کہ اس میں مشتبہ کمائی نہ لگائی جائے گی حلال کمائی کم رہ گئی جس کی وجہ سے حطیم کی جانب دیوار کو پیچھے ہٹا دیا اور کچھ حصہ کعبہ شریف کا باہر رہ گیا اور کعبہ کا دروازہ بھی حضرت ابراہیم

علیہ السلام کی تعمیر کے خلاف بہت اونچا کر دیا کہ ہر شخص اس میں داخل
نہ ہو سکے بلکہ داخلہ کے واسطے سیڑھی لگانا پڑے جس کو دل چاہے
سیڑھی لگا کر داخل کر دیں حضور کی خواہش تھی کہ کعبہ شریف کو از سر
نو قواعد حضرت ابراہیم پر تعمیر کیا جائے مگر اس کی نوبت نہ آئی۔
۶۴ھ میں یزید کی فوج نے جب حضرت عبداللہ بن زبیر رض پر مکہ میں
چڑھائی کی تو منجنیق سے آگ برسائی جس نے کعبہ کا پردہ بھی جل گیا
اور کعبہ کی دیواروں کو بھی نقصان پہنچا۔ اسی اثنا میں یزید مر گیا اور وہ
فوجیں وہاں سے واپس آگئیں تو حضرت عبداللہ بن زبیر نے کعبہ کو
منہدم کر دیا اور از سر نو تعمیر کیا جس میں حضور کی خواہش کے مطابق
حطیم کے حصہ کو اس میں شامل کر دیا اور دروازہ زمین کے قریب کر دیا
کہ ہر شخص اس میں داخل ہو سکے اور دوسرا دروازہ اس کے مقابل
دیوار میں قائم کر دیا کہ لوگ ایک دروازے سے داخل ہوں اور
دوسرے سے نکلتے رہیں اور آنے جانے میں مزاحمت نہ ہو جمادی
الآخر ۶۴ھ میں یہ تعمیر شروع ہوئی اور رجب ۶۴ھ یا ۶۵ھ
میں تکمیل ہو گئی حضرت عبداللہ بن زبیر نے اس کی خوشی میں بہت
بڑی دعوت دی جسمیں سو اونٹ ذبح کیے گئے کعبہ شریف کی تعمیر
تو حضرت ابن زبیر نے پوری فرمادی لیکن اس حادثہ میں ایک اہم

نقصان یہ ہوا کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے فدیہ میں جو مینڈھا جنت کا ذبح ہوا تھا اس کے سینگ کعبہ شریف میں محفوظ تھے وہ اس حادثہ میں جل گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

(۱۰) حضرت عبداللہ بن زبیر کے انتقال کے بعد عبدالملک بن مروان کے زمانہ حکومت میں حجاج نے بادشاہ کو بہکایا کہ ابن زبیر نے کعبہ میں تغیر کر دیا اور اس حال پر نہیں رہا جس پر حضور کے زمانہ میں تھا عبدالملک نے اس کو اجازت دیدی کہ اس کو ایسی ہی صورت پر کر دیا جائے اسپر حجاج نے قدیم طرز کے مطابق شرقی دروازہ کو اونچا کر دیا اور اس کے بالمقابل دروازہ کو بند کر دیا اور حطیم کی جانب سے دیوار توڑ کر پیچھے ہٹادی اور اندر کے حصہ میں بھراؤ کر کے کعبہ کی سطح کو اونچا کر دیا ۷۳ھ میں یہ تغیر ہوا اس کے بعد اسی حالت پر بیت اللہ شریف ایک عرصہ تک رہا کہ اسکی تین جانب حضرت عبداللہ بن زبیر کی تعمیر سے تھیں اور حطیم کی جانب حجاج کی تعمیر ہے۔ بعض لوگوں کی رائے یہ ہے کہ اب تک اصل تعمیر یہی ہے اور آئندہ تغیرات مرمتیں ہیں مستقل تعمیریں نہیں ہیں۔ محدثین نے روایت کی ہے کہ ہارون رشید وغیرہ بعض سلاطین نے ارادہ کیا کہ بیت اللہ کو حضرت عبداللہ بن زبیر کیطرح کر دیا جائے اس لئے کہ حضور کی منشا کے موافق تھی مگر امام مالک نے بڑے اصرار سے اس ارادہ کو ملتوی کرایا تاکہ کعبہ کی تعمیر بادشاہوں کا

کھیل نہ بن جائے کہ ہر بادشاہ اپنے نام کی خاطر اسمیں تعمیر شروع کر دے۔

(۱۱) ۱۰۲۱ھ میں سلطان احمد ترکی نے چھت بنوائی اور دیواروں کی مرمت کرائی اور میزاب رحمت کو درست کیا یہ درحقیقت پوری تعمیر کی تجدید نہیں بلکہ اصلاح اور مرمت ہے۔

(۱۲) ۱۰۳۹ھ میں سلطان مراد کے زمانہ میں جب بہت زور سے سیلاب کا پانی مسجد میں پہنچ گیا اور بیت اللہ شریف کی بعض دیواریں بھی گر گئیں تو سلطان موصوف نے ان کی تعمیر کرائی غالب یہ ہے کہ جو حصہ منہدم ہو گیا تھا اس کی تعمیر ہوئی اس لئے بعض مورخین نے اسکو بھی صرف ترمیم بتایا ہے اور بعض نے تعمیر جدید واللہ اعلم ۔۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے اپنی تفسیر میں یہ لکھا ہے کہ حجر اسود کی جانب کے علاوہ اور جانبوں کی تعمیر کی اس صورت میں اس وقت بیت اللہ شریف حجر اسود کی جانب سے حضرت عبداللہ بن زبیر کی تعمیر ہے اور باقی جانبوں میں سلطان مراد کا کیا ہوا ہے۔ محرم ۱۳۷۷ھ میں سلطان ابن سعود نے اس کے دروازہ کے کواڑوں اور چوکھٹ کی تجدید کی ہے۔

(فضائل حج)

وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو زمین

پر اتارا گیا تو ان کو اس ویرانے سے سخت وحشت ہوئی جس میں ان کے سوا کوئی انسان موجود نہ تھا گھبرا کر عرض کیا خدایا کیا اس روئے زمین پر میرے سوا کوئی متنفس بھی موجود نہیں جو تیری تسبیح و تقدیس بیان کرتا ہو۔

ارشاد ہوا میں تمہاری ذریات میں سے ان کو بھی بناؤں گا جو میری تحمید و تقدیس و تسبیح بیان کریں گے اور اس میں وہ گھر بھی (مساجد) بنائے جائیں گے جن میں میرا نام بلند ہو اور میری مخلوق میری تسبیح و تقدیس بیان کرے اب میں اس زمین پر تمکو ایسے گھر پر پہنچاؤں گا جس کو میں نے اپنے لئے پسند کیا ہے اور اپنی عظمت و کبریائی کے لئے خاص کیا ہے جو میرے نام کی وجہ سے تمام روئے زمین کے مکانوں سے ممتاز ہے اس لئے کہ اس کا میں نے اپنا گھر بیت اللہ نام رکھ لیا ہے جو میری عظمت کو ظاہر کر رہا ہے اور میری حرمتوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور میں اس گھر کو زمین کے تمام گھروں میں سے اپنی عبادت کے لئے مخصوص اور ممتاز کروں گا اس گھر کو اس بقعۂ مبارکہ میں بناؤں گا جس کو میں نے اپنے لئے پسند کر رکھا ہے اور میں نے اس جگہ کو اسی روز منتخب کر لیا تھا جب آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا تھا بلکہ اس سے پہلے بھی وہ جگہ مجھ کو پسند تھی۔

---------------- پس وہ خاص میرا گھر ہے نہ
اس معنی کہ میں اس میں رہتا ہوں ۔ اس لئے کہ میرے لئے کسی گھر کی سکونت
شایان شان نہیں ہے اور نہ کوئی گھر مجھ کو سما سکتا ہے بلکہ میں عظمت و
جبروت کی کرسی پر جلوہ افروز ہوں جو میری عزت وجلال کے ساتھ قائم
ہے اور جس پر میں نے اپنے عظمت وجلال کو ٹھیرا رکھا ہے وہ بھی میرا
مستقر ہے اور وہ بھی میری عظمت وجلال کے مقابلہ میں ضعیف وکمزور
ہے اگر میری جانب سے اس کو تقویت اور سہارا نہ ہوتا اس لئے کہ میں
ہر شے میں ہوں ہر شے کے اوپر ہوں اور ہر شے کے ساتھ ہوں اور ہر شے
کے آگے پیچھے ہوں اور ہر شے کو محیط ہوں ۔ کسی شے کی یہ مجال نہیں کہ
میرے علم کو جان سکے اور میری قدرت کا اندازہ کر سکے اور میری شان
کی اہمیت تک پہنچ سکے ۔ میں نے اس گھر کو تمہارے بعد والوں کے لئے
مقام احترام اور مقام امن بنایا ہے میں نے اس گھر کے اوپر اور نیچے اور اس
کے اطراف کو حرم محترم بنا دیا ۔

پس جس شخص نے میری حرمت کی وجہ سے انکا احترام کیا اس نے
میری حرمت کی تعظیم کی اور جس شخص نے اس کے احترام کو ضائع کیا اس
نے میری حرمت کو ضائع کیا اور جس شخص نے وہاں کے رہنے والوں کو امان دیا وہ اسکی
وجہ سے میری امان کا مستحق ہو گیا اور جس شخص نے وہاں کے رہنے والوں کو ڈرایا اور دہشت زدہ کیا اس نے میرا ذمہ

اور عہد توڑ دیا جو شخص اسکی عظمت کریگا وہ میری نگاہوں میں باعظمت ہوگا اور جو شخص
اسکی اہانت کرے گا وہ میری نگاہوں میں ذلیل و خوار ہوگا۔ ہر بادشاہ کیلئے ایک مخصوص
محل ہوتا ہے اور بطن مکہ میرا خاص محل ہے اور میرے محل کے پڑوسی اور اس کو آباد
رکھنے والے اور اسکی زیارت کرنے والے میرے پاس آنے والے وفود ہیں
اور میرے مہمان ہیں میری حفاظت میں ہیں میرے گھر میں ہیں میرے
ذمہ اور میرے جوار میں ہیں میں نے اس گھر کو پہلا گھر بنایا جو لوگوں کے
لئے بنایا گیا اور اس کو ہمیشہ آسمان والوں اور زمین والوں سے آباد
رکھوں گا جو فوج در فوج غبار آلودہ پراگندہ حال دبلی پتلی سواریوں
پر ہر جانب سے اس کی طرف آئیں گے اور تکبیر و تہلیل پکاریں گے
اور بار بار لبیک ہم حاضر ہیں پکاریں گے اور آہ و زاری کے ساتھ
اس کا استقبال کریں گے پس جس شخص نے اس گھر کی زیارت کی
اور اسکا مقصد صرف میری ذات ہو تو اس نے گویا میری زیارت کی اور میرے پاس آیا اور میرے
پاس اترا اور جو شخص میرے پاس اترا وہ اس کا مستحق ہے کہ میں اس
کا اکرام کروں اس لئے کہ کریم کے ذمہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے پاس آنیوالوں
اور اپنے مہمانوں کا اکرام و اعزاز کرے اور ان میں سے ہر ایک کی
حاجت اور ضرورت کو پورا کرے اے آدم جب تک تم زندہ رہو گے
اس گھر کو آباد رکھو گے پھر تمہارے بعد دوسرے لوگ اور دوسرے

بچے بعد دیگرے اس گھر کو آباد رکھیں گے حتیٰ کہ تمہاری اولاد میں سے
ایک نبی جو خاتم الانبیا ہونگے میں ان کو اس گھر کا آباد رکھنے والا
حمایت کرنے والا بناؤں گا اور وہ میری جانب سے اس گھر کے
محافظ ہوں گے جب تک بھی وہ زندہ رہیں گے۔ اور ان سے پہلے
تمہاری اولاد میں سے ایک اور نبی ہوں گے جو خاتم الانبیاء کے
اجداد میں سے ہونگے جن کا نام ابراہیم ہوگا۔ ان کے ذریعہ اس
گھر کا نام اور اسکی شرافت اور کرامت نمایاں ہوگی وہ اس گھر کی بنیادوں
کو اٹھائیں گے اور انکے ہاتھوں اس گھر کی تعمیر ہوگی ان کو تمام حلال
وحرام اور مشاعر ومناسک بتلائے جائیں گے اور ان کو ایک
امت بنایا جائے گا جو میری جانب مائل ہوگی اور میرے حکم کو قائم
کرنے والی ہوگی اور میری جانب لوگوں کو بلانے والی ہوگی اور وہ
میری پسندیدہ امت ہوگی جس کو میں صراط مستقیم کی طرف رہنمائی
کروں گا میں انکو آزماؤں گا وہ صبر کریں گے میں ان کو عافیت دونگا وہ
شکر کریں گے میرے لئے وہ جو منت مانیں گے وہ اس کو پورا کرینگے۔
اور جو وعدہ کریں گے اس کو وفا کریں گے میں انکی اولاد اور ان کی
ذریات کے بارے میں انکی دعاء قبول کرونگا اور انکی اولاد کو اس گھر
کے سرکان ولاۃ اور حماۃ سے بناؤں گا جبتک کہ وہ ہر قسم کے تغیر و

تبدل سے بچے رہیں گے اور جب وہ کسی قسم کا تغیر و تبدل کریں گے تو میں اللہ ہوں ہر قدرت والے سے بڑھ کر قادر ہوں ان کو جس سے چاہے بدل دوں گا میں ابراہیم کو اس گھر والوں اور اس نعمت والوں کا امام اور مقتدیٰ بناؤں گا جو بنی جن و انس سے یہاں آئیگا وہ ان کا اقتدار کرے گا اور ان کے طریقہ کا اتباع کرے گا اور انکی ہدایت کا اقتدار کرے گا پس جس شخص نے ایسا کر لیا اس نے اپنے وعدہ کو پورا کر لیا اور اپنی عبادت کو تمام کر لیا اور جس شخص نے ایسا نہ کیا اس نے اپنی عبادت کو ضائع کیا اور اپنے مطلوب کو کھو دیا۔

اور جو شخص میرے متعلق اور جگہوں میں دریافت کرے کہ میں کہاں ہوں پس میں ان لوگوں کے ساتھ ہوں جو پراگندہ حال غبار آلود ہیں اپنے عہد کو پورا کرنے والے ہیں اور اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہیں جو ان کے ظاہر و باطن کو بخوبی جانتا ہے۔

اے آدم یہ مخلوق اور یہ تمام واقعات جو تمہارے سامنے بیان کئے گئے میرے ملک اور میری عظمت اور میری سلطنت اور ہر اس شے میں جو میرے پاس ہے کسی قسم کا اضافہ کرنے والے نہیں بلکہ ایسا ہے جیسا ایک قطرہ سات دریاؤں کے مقابلہ میں جبکہ ان کے ساتھ سات دریا اور ملائے جائیں بلکہ اس کے مقابلے

میں جو میرے پاس ہے اس قطرہ کے برابر بھی نہیں۔ اگر میں اس کو پیدا نہ کرتا تو میرے ملک میں اور میری عظمت میں ہر اس شے میں جو میرے پاس ہے کسی قسم کی کمی واقع نہ ہوتی مگر جیسا کہ ایک ذرہ تمام روئے زمین سے کم ہو جائے۔ بلکہ ذرہ کی مقدار بھی اس شے کے مقابلہ میں جو میرے پاس ہے بہت کثیر ہے یہ تو محض ایک تمثیل ہے اللہ عزیز و حکیم کی جانب سے اور بس

(تاریخ ازرقی جلد ۱ صفحہ ۱۳)

اس حدیث قدسی سے جو حقائق منکشف ہوئے ان کا اجمالی خلاصہ چند امور ہیں۔

(۱) حق سبحانہٗ تعالیٰ نے زمین آسمان کی پیدائش سے قبل ایک خطہ منتخب اور پسند فرمالیا اس لئے کہ اس خطہ کو اپنی عبادت اور بندگی کے لئے مخصوص کرنا تھا اور جو خطہ بھی عبادت الٰہی اور بندگی خداوندی کے لئے مخصوص ہوگا وہ لامحالہ مرغوب و پسندیدہ ترین خطہ ہوگا اس لئے کہ بارگاہ رب العزت میں عبادت اور بندگی سے زیادہ کسی شے کی وقعت و عظمت نہیں۔

(۲) اس مقدس خطہ میں ایک گھر تعمیر کرایا گیا جو کسی کی سکونت ورہائش کی خاطر نہیں بنایا گیا بلکہ ان بندگان خدا کے لئے تعمیر کرایا گیا

جو بندگی کے ذائقہ سے آشنا ہو چکے۔ شرافت و عظمت اور کرامت کی وجہ سے اس گھر کو اللہ رب العزت کی طرف منسوب کیا گیا جو ہر زمان و مکان سے مستغنی اور بے نیاز ہے اور ہر شے کو محیط ہے نہ کوئی شے اس کو سما سکتی ہے اور نہ وہ کسی شے کا محتاج ہے بلکہ وہ ذات عالی ہر جگہ موجود ہے اور ذرہ ذرہ اور پتہ پتہ میں اس کا جلوہ عیاں ہے عرش و کرسی بھی محض اس کی جلال و جبروت کی جلوہ گاہ ہے ورنہ وہ رب العزت اس سے بھی مستغنی اور بے نیاز ہے پھر اس گھر کو اللہ رب العزت کی جانب منسوب کر کے اس میں ان تمام خصوصیات اور کلیات کو مرکوز کر لیا گیا۔ جو شایان شان خانہ خداوندی تھے اور اس تمام شان و شوکت عظمت و کرامت شرافت و رفعت کو اس گھر پر نمایاں کر دیا گیا جو خانہ خداوندی کے مناسب اور شایانِ شان تھے بندگانِ حق پرست پر ایک خصوصی فیض اور رحمت خاصہ ہے کہ جن خصوصی تجلیات اور انوار تک ان کی رسائی ناممکن اور محال تھی ایک آب و گل کی تعمیر کا ذریعہ اس کا حقیقی جلوہ روئے زمین پر نمایاں کر دیا گیا۔

(۳) اس انتساب اور ان خصوصیات کی بنا پر اس مقدس گھر کی وہی شان و شوکت اور عظمت و رفعت ہو گی جو مالک الملک کی بارگاہ

عالی کے لئے ہونی چاہیئے۔ یہ مالک الملک احکم الحاکمین کا دربار خاص ہے اور وہاں کے اپنے خدم و حشم خداوندی ہیں اور وہاں کے زائرین اللہ رب العزت کے زائرین اور مہمان ہیں اور ہر ایک اسی عظمت کے اعتبار سے انعام و اکرام اور اعزاز و احترام کا مستحق اور سزاوار ہے پس اس گھر کی تعظیم و تکریم اور وہاں کے سکان اور خدام اور زائرین کی ادنیٰ توہین و تذلیل مقتضائے بندگی کے سراسر خلاف شمار ہوگی اور موجب لعنت و بربادی ہوگی یہی وجہ ہے کہ تمام جلیل القدر انبیاء کرام اس بارگاہ عالی میں ایسی غلامانہ ہیئت سے حاضر ہوئے جو عبد اور بندے کی حقیقی شان تھی۔ تفسیر عزیزی میں ہے۔

(جب انبیاء کرام حرم کو دیکھتے تو اپنے جوتے نکال دیتے تھے)

(۴) اس عبدیت اور بندگی کے مظاہرہ سے مقصود بنی نوع انسان کی ترقی اور فوز و فلاح ہے اور بندگان خدا کا اعزاز و اکرام ہے کہاں یہ مشت خاک اور کہاں بارگاہ رب العالمین ورنہ رب العزت ہر شے سے مستغنی اور بے نیاز ہے اگر تمام مخلوقات اس کی بندگی میں سرگرم عمل ہو جائے تو اس سے اسکی شان عالی میں کسی قسم کی زیادتی نہ ہوگی اور اگر خدا نہ خواستہ اس سے ساری مخلوق برگشتہ ہو کر نافرمانی کرنے لگے تو اس سے اس رب العزت کی شان و شوکت اور عظمت

وجبروت میں کسی قسم کی کمی نہ ہوگی اس کے سامنے جب اس کی مخلوقات کی کوئی حیثیت اور وقعت ہی نہیں تو پھر انکی غلامی اور بندگی کی کیا حیثیت ہے اور کیا وقعت ہو سکتی ہے (۵) بیت اللہ کو مرکز بندگی بنایا گیا اور حقیقی بندگی کا مقتضی یہ ہے کہ ہر کام اور ہر بات میں اللہ رب العزت کی فرماں برداری اور حکم کی بجاآوری مقصود ہو اس لیے یہاں کے شعائر اور مناسک میں ہر ہر قدم اور ہر ہر بات پر فرماں برداری اور حکم خداوندی کی بجاآوری کا جذبہ نمایاں ہونا ضروری ہے۔ ورنہ وہ بندگی بندگی نہ ہوگی اور مناسک اور شعائر کی ادائیگی ادھوری اور ناتمام ہوگی بلکہ اگر ذرا غور سے دیکھا جائے تو حج کے تمام مناسک اور شعائر صرف حکم کی تعمیل ہیں کبھی حکم ہے کہ ایک گھر کے گرد گھومو اور اس کے ایک گوشہ کو بوسہ دو کبھی حکم ہے کہ دو پہاڑوں کے درمیان چلو پھر کبھی حکم ہے کہ ایک لق و دق میدان میں (عرفات) سب مجتمع ہو جاؤ وہاں سے شام کو چلو مزدلفہ میں ٹھیرو پھر منیٰ میں ٹھیرو اور وہاں قربانی کرو شیطا نونکے کنکریاں مارو۔ سر کے بالوں کو منڈاؤ اگرچہ ان سب امور میں بھی حِکَم اور مصالح ہیں مگر ان ذی عقول کو ان سے بالکل بے بہرہ رکھا گیا تاکہ نظر کسی حال میں بھی حکمت اور مصلحت پر نہ جائے اور قدم برابر صراط مستقیم اور راہ بندگی پر قائم اور استوار رہے اور جو کچھ بھی ادا ہو اس کا منشأ صرف اداۓ بندگی اور جذبۂ محبت اور تعمیل حکم ہو جب اس گھر کو مرکز بندگی

بنایا گیا تو بندگان خدا کے ذریعہ بندگی کی پوری تصویر بھی دکھلا دی گئی بندگی
کے ابتدائی اصول اور حقیقی نقوش حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ذریعے
ظہور پذیر ہوئے اور بندگی کی پوری تکمیل اور مکمل نقشہ سید الانبیاء والمرسلین
خاتم النبیین کے ذریعہ ظہور پذیر ہوا۔ اور حجۃ الوداع کے اہم موقعہ پر
میدان عرفات میں تکمیل دین اور اتمام نعمت کا مژدۂ جانفزا سنایا
گیا اور ارشاد ربانی ہوا۔

آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا
اور تم پر اپنی نعمتوں کو تمام کر دیا اور پسند کر لیا تمہارے
لئے دین اسلام کو۔

بندگی کا مکمل دستور العمل "قرآن حکیم" ہے جو اصلی نظام زندگی
اور شاہراہ ترقی ہے اور اس دستور العمل اور نظام زندگی کی عملی تشریح
اور توضیح سید الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے افعال و
اقوال نے کی۔ سید الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو بندگی
کا اصلی نمونہ اور زندگی کا اسوۂ حسنہ بنا کر بھیجا گیا۔ انسان کا جو کام بھی اس
دستور العمل کے ماتحت اسوۂ حسنہ نبوی کے موافق ہوگا وہ ہی حقیقی
بندگی ہے اور اسی سے زندگی کو عروج اور فروغ ہے اور جو کام
اس دستور العمل اور اسوۂ حسنہ نبوی کے خلاف ہوگا وہ بندگی کے

یہی منافی ہوگا اور سراسر ہلاکت و بربادی ہوگا۔

(تجلیاتِ کعبہ)

اس عظمت و برکت والی تعمیر کی طرف دیکھنا بھی ایک اہم عبادت ہے اور باعثِ اجرِ عظیم ہے۔

(۱) حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص تھوڑی دیر بیت اللہ کی جانب منہ کر کے بیٹھے اور وہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے اجر و ثواب کا امیدوار ہو اور بیت اللہ کی عظمت و محبت سے بھرپور ہو تو اس شخص کے لئے حج و عمرہ اور جہاد کا ثواب ہے۔ حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی نظرِ التفات سب سے پہلے اہلِ حرم کی جانب ہوتی ہے۔

پس جو شخص نماز میں مشغول ہوتا ہے اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے اور جو شخص بیت اللہ کے دیدار میں مشغول ہوتا ہے اسکی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ (حسن الختام)

(۲) یونس بن حبان سے مروی ہے کہ بیت اللہ کی جانب دیکھنا عبادت ہے اور ایسا ہے جیسا کہ غیر حرم میں ہمیشہ روزدار شب بیدار صابر و قانت کی عبادت ہے (حسن الختام)

(۳) حماد بن سلمہ سے مروی ہے کہ کعبہ شریف کی طرف دیکھنا ایسا ہے

جیسے غیر حرم میں ہر وقت عبادت میں مشغول رہتا ہے۔

(۴) حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ کعبہ کی جانب دیکھنا عبادت ہے اور کعبہ میں داخل ہونا نیکی اور اور رحونی میں داخل ہونا ہے اور کعبہ سے باہر نکلنا گندگی اور برائی سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔

(۵) حضرت عطاؒ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس نے ارشاد فرمایا کعبہ کی جانب دیکھنا خالص ایمان ہے (حسن)

(۶) حضرت ابن مسیب سے مروی ہے جو شخص اللہ اور رسول پر اطمینان رکھتا ہو اور ان کی باتوں کو سچ جانتا ہو اس کا کعبہ کی طرف دیکھنا اسی طرح گناہوں سے پاک و صاف کر دیتا ہے کہ گویا ماں نے آج ہی جنا ہے (حسن)

(۷) ابی السائب مدنی فرماتے ہیں ایمانی تصدیق کی حالت میں کعبہ شریف کی طرف دیکھنا گناہوں کو ایسا جھاڑ دیتا ہے جیسا سوکھے درخت سے پتے جھڑ جاتے ہیں۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ حق سبحانہ و تعالےٰ شانہ، بیت اللہ پر ہر روز ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔ ساٹھ طواف کرنے والوں کے لئے اور چالیس نماز پڑھنے والوں کے لئے اور بیس محض دیکھنے والوں کے لئے

دوسرے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس شخص نے محض خوشنودئ مولیٰ اور تقویت ایمان کے لئے بیت اللہ کی طرف دیکھا اس کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دئے جائیں گے اور قیامت کے دن اس کا حشر ایماندار ومومن ہو گا۔

(الجامع اللطیف)

اور جس وقت معلم نے ہمیں خانہ کعبہ دکھایا تو یہ دعا پڑھوائی تھی۔

اَللّٰھُمَّ زِدْ ھٰذَا الْبَیْتَ تَشْرِیْفًا وَّتَعْظِیْمًا وَّتَکْرِیْمًا۔ وَزِدْ مِنْ شَرَفِہٖ وَکَرَمِہٖ مَنْ حَجَّہٗ وَاعْتَمَرَہٗ تَشْرِیْفًا وَّتَعْظِیْمًا وَّتَکْرِیْمًا۔

ایک حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت کعبہ شریف کو دیکھا تو یہ دعا پڑھی تھی۔

جس وقت ہم مطاف کے قریب پہنچے تو چاہ زمزم سے گذر کر باب السلام سے داخلہ ہوا کیونکہ باب السلام سے داخل ہونا سنت ہے مطاف بہت زیادہ بھرا ہوا چل رہا تھا بمشکل سنگ اسود کی جانب پہنچے حجر اسود کے سامنے لانے کے بعد معلم نے دعا کرائی حجر اسود کو دائیں ہونٹ پر لیا یعنی ہم بائیں طرف شکر کھڑے ہوئے تھے پھر تھوڑا سا شکر جب بالکل حجر اسود کے محاذ میں آئے تو اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر (نماز کی طرح) بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا اور چونکہ

مطاف بھرا ہوا چل رہا تھا اس لئے بوسہ نہیں دیا بلکہ اپنی جگہ کھڑے ہو کر دونوں ہتھیلیاں حجر اسود کے سامنے کر دیں اور بسم اللہ اللہ اکبر و للہ الحمد پڑھ کر اپنی ہتھیلیوں کا بوسہ دے لیا اور طواف شروع کر دیا۔ سات چکر ہوئے اور معلم نے مختلف دعائیں جلدی جلدی پڑھوائیں اور جلدی سے سات چکر پورے ہوئے اس کے بعد مقام ابراہیم پر جگہ خالی نہیں تھی اس لئے اس کے قریب آکر دو رکعت نفل طواف پڑھی پہلی رکعت میں قل یا ایہا الکافرون اور دوسری میں قل ہو اللہ احد پڑھی اس کے بعد پھر زمزم پر آئے اور زمزم خوب پیٹ بھر کر پیا اور جو کچھ باقی رہ گیا وہ سر پر ڈال لیا اس کے بعد معلم صفا پہاڑ پر لے گئے اور تیسری سیڑھی پر خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوئے اور ہاتھ اٹھا کر تین مرتبہ تیسرا کلمہ پڑھوایا اور اس کے بعد کچھ اور دعائیں پڑھوائیں اور اس کے بعد مروہ کی طرف چلے اور مختلف دعائیں معلم سب سے پڑھواتے رہے۔ صفا سے کچھ دور چلکر دائیں بائیں دو بڑے ستون ہیں وہاں سے دوڑ کر چلے اور پھر دوسرے ستون نظر آئے تو وہاں سے مروہ تک آہستہ چلتے رہے اور پھر مروہ پر دوسری سیڑھی پر چڑھ کر وہی دعا منگوائی گئی جو صفا پر مانگی تھی۔ بس ایک پھیرا ہو گیا اور پھر مروہ سے صفا تک چلے دوسرا پھیرا ہو گیا ایسے ہی سات چکر کئے۔ اس کے بعد معلم نے کہا کہ اب آپ بال منڈوا دیجئے۔ عمرہ ہو گیا۔ ہمارے

ساتھیوں نے بال منڈوا لئے مگر میرا احرام قران کا تھا یعنی حج تک احرام برقرار رکھنا تھا اس لئے میں نے بال نہیں منڈوائے مجھ سے معلم نے یہ کہا کہ تم گھر جاؤ، آرام کرو۔ عمرہ ہو گیا مگر میری طبیعت معلم صاحب کے ساتھ طواف وغیرہ سے سیر نہ ہوئی تھی اور نہ میں مطمئن تھا۔ میں حرم شریف میں چلا گیا اور اب اطمینان سے پہلے اس کے چاروں طرف گھوم کر اس کو خوب دیکھا بہت ہی رونق اور بہت نور تھا کاش میرے پاس بھی آنکھ ہوتی۔

آنکھوں والا ترے جوبن کا تماشہ دیکھے ۔ ۔ ۔ دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

پھر اس کے بعد اطمینان سے طواف شروع کیا معلم صاحب نے بہت سی دعائیں طواف میں کہلوائیں۔ جو کچھ لوگوں سے ادا بھی نہ ہو سکیں۔ میں نے تو صرف چند مختصر سی دعائیں یاد کرلی تھیں۔ جو ثابت ہیں خانہ کعبہ کے ہر سمت کے علیٰحدہ علیٰحدہ فضائل ہیں جو مختصر طور پر تحریر کرتا ہوں شاید ناظرین کرام کو مفید ہوں۔

حجر اسود: یہ ایک بابرکت اور مہتمم بالشان پتھر ہے جو باب کعبہ کے متصل بیت اللہ کے گوشہ میں لگا ہوا ہے اور اس کے چاروں طرف چاندی کا ایک خول ہے یہ بظاہر ایک پتھر ہے مگر درحقیقت جنت کی ایک نشانی ہے اور وہاں کے جواہرات کا ریزہ ہے۔ عاشقوں کی تسکین اور بچھڑے کٹے دلوں کی تسلی اور تشفی کی خاطر دنیا میں نازل کیا گیا۔

اور بطور یادگار بیت اللہ کے گوشہ میں نصب کیا گیا۔

حجر اسود گویا یمین اللہ خدا کا ہاتھ ہے پس جس تشنہ لب عاشق ہجور نے اس کو بوسہ دیا جو عاشقِ صادق اصلی کی مراد ہے اور محبوب کی جانب سے انتہائی اعزاز و اکرام ہے اور اللہ رب العزت سے الفت اور وفاداری و جاں نثاری کا عہد و پیمان ہے۔ جو روز ازل اُن سے لیا گیا تھا اور یہ ایمان کی کسوٹی ہے جہاں کھرا اور کھوٹا پرکھا جاتا ہے اور اچھے اور برے میں تمیز ہو جاتی ہے یہاں اس پر کیف روح پرور منظر سے فرط محبت میں مومن کامل عاشق صادق کے آنسو بہنے لگتے ہیں اور بے اختیار رونے لگتا ہے۔

(تجلیات کعبہ)

حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجر اسود کے سامنے کھڑے ہوئے اور زبان مبارک کو اس پر رکھا اور دیر تک روتے رہے اور پھر پیچھے مڑ کر مجھے روتے دیکھا تو فرمایا یہاں بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ رکن (حجر اسود) اور مقام ابراہیم جنت کے دو یاقوت ہیں اگر اللہ تعالےٰ ان کے نور کو نہ بجھا دیتا تو مشرق و مغرب کے مابین

ان کی روشنی سے جگمگا اٹھتے۔

پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے "ارشاد فرمایا حق تعالےٰ نے بعض پتھروں کو بعض پر اسی طرح فضیلت دی ہے جس طرح بعض مقامات اور ایام اور مہینوں کو بعض پر فضیلت بخشی ہے اسی حدیث میں بعض کے الفاظ یہ ہیں اگر بنی آدم کے گناہ ان دونوں چیزوں سے مس نہ کرتے تو انکی روشنی سے مابین مشرق و مغرب جگمگا اٹھتے"۔

حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب حجر اسود زمین پر نازل ہوا تو وہ دودھ سے زیادہ سفید تھا بنی آدم کے گناہوں نے اسکو سیاہ کر دیا۔

ابن خلیل کہتے ہیں کہ میں نے حجر اسود میں تین جگہ سفیدی دیکھی تھی جو بتدریج فنا ہو گئی۔ کسی شخص نے کیا خوب کہا ہے کہ انسان کے گناہوں سے پتھر تک سیاہ ہو جاتے ہیں تو قلوب کیا چیز ہیں "قلب میں تو گناہوں کی سیاہی جلد اثر کرتی" ہے انسان کو چاہیے کہ اپنے قلب کو صاف رکھنے کی کوشش کرے اور گناہوں سے اس کو تاریک و سیاہ نہ بنائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حجر اسود یمین اللہ کا ہاتھ ہے پس جس شخص نے آپ کی بیعت کو نہ پایا اور حجر اسود کو مس کر لیا گویا اس نے اللہ اور اس کے رسول سے بیعت کر لی۔

علامہ خطابی کہتے ہیں کہ حجر اسود کا یمین اللہ ہونا یہ معنی رکھتا ہے کہ جو شخص اس کا مسح کرے گا۔ خداوند تعالےٰ سے اس کا معاہدہ ہو جائے گا۔ قاعدہ یہ ہے کہ بادشاہ جب کبھی ایسے شخص سے معاہدہ کرتا ہے جس سے موالات اور دوستی مقصود ہوتی ہے تو وہ اس سے ہاتھ ملا کر اس سے مودت کا ثبوت دیتا ہے تو مطلب یہ ہوا کہ حجر اسود کو چھونا گویا حق تعالےٰ سے مصافحہ کرنا ہے اور اللہ رب العزت سے معاہدۂ مودت کرنا ہے۔

علامہ طبری کہتے ہیں کہ جب کوئی بادشاہ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے تو وہ بادشاہ کی وفاداری کا عہد کر کے حلف وفاداری اٹھاتا ہے حجر اسود گویا احکم الحاکمین سے حلف وفاداری اور اظہار مودت کا رتبہ رکھتا ہے اور حجر اسود کو ہاتھ لگانے اور بوسہ دینے کا مطلب یہ ہے کہ ہم حق تعالےٰ سے مودت اور وفاداری کا عہد کرتے ہیں اور حلف اٹھاتے ہیں اور یہ وہ شرف عزت ہے جس پر ساری دنیا نثار ہے۔

حضرت عمر بن الخطاب رضؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے حجر اسود کو چوم کر فرمایا کہ اے حجر اسود خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے کسی کو نفع اور نقصان نہیں پہنچا سکتا مگر میں رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں ایسا کر رہا ہوں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھ کو نہ چومتے تو میں بھی کبھی نہ چومتا اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۔

بے شک تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اچھا نمونہ ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا یہ قول سنکر حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ حجر اسود نفع اور نقصان پہنچاتا ہے اس لئے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ قیامت کے دن حجر اسود کو بارگاہ خداوندی میں لایا جائے گا اور وہ ان لوگوں کے حق میں شہادت دیگا جنہوں نے اس کو بوسہ دیا ہے حضرت عمر رض نے حضرت علی رض کا یہ جواب سنکر فرمایا کہ ابوالحسن علی جن لوگوں میں آپکی برگزیدہ ذات نہ ہو ان کو لطف عیش حاصل نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمانے کا منشا یہ تھا کہ عرب میں پہلے بت پرستی کا رواج عام تھا اور قلوب میں پتھروں کی تعظیم کا جذبہ موجود تھا اس بنا پر آپ کو یہ خطرہ ہوا کہ مبادا آپ کے اس

فنل سے بعض جاہل اور ناواقف یہ سمجھیں کہ ایّام جاہلیت کی طرح اسلام میں بھی بعض پتھروں کی عظمت اور بڑائی ہے اس خطرہ کی بنا پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کوئی پتھر فی نفسہٖ قابلِ احترام نہیں اور حجراسود کو بھی جو کچھ فضیلت اور برتری حاصل ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل ارشاد اور اتباع سنت کی وجہ سے ہے

حضرت عمر رضہ کی نظر ایک جانب تھی اس لئے حضرت علی رضہ نے دوسری جانب متوجہ کیا اور حجراسود کے ان مناقب اور منافع کو ظاہر کیا جو خود اللہ اور رسولؐ کے بتلائے ہوئے ہیں تاکہ دین میں افراط و تفریط نہ ہو۔ (رفیق حج)

حجراسود کا قیامت میں شہادت دینا، فی نفسہ ایک بہت بڑا نفع ہے اور اس نفع کی خاطر اس کو بوسہ دینا خود عین بندگی اور سراسر اتباع اور پیروی ہے البتہ اللہ اور رسول کے حکم کے خلاف کسی کی تعظیم و تکریم بندگی کے خلاف اور کھلا شرک ہے۔

(تجلیات کعبہ)

مُلتزم۔

بیت اللہ کے اس حصہ کا نام ہے جو حجراسود سے باب کعبہ تک

ہے۔

اس چھوٹے سے حصّہ کے بھی بہت زیادہ فضائل ہیں۔ یہی وہ مقام ہے جہاں آنسو گرائے جاتے ہیں یہاں سائلوں کے سوال پورے ہوتے ہیں عابدوں کی اور عاشقوں کی منزل مقصود ہے اور خطاکاروں کو پروانۂ معافی عطا ہوتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ یہاں پر جو دعا مانگی جائے گی وہ قبول ہوگی۔

حضرت ابن عباس رضؓ کہتے ہیں کہ اس حدیث کے سننے کے بعد میں نے جو دعا مانگی وہ قبول ہوئی اور یہی بیان ان تمام لوگوں کا ہے جو اس حدیث کے راوی ہیں ازرقی اپنی تاریخ میں کہتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام نے مکہ میں تشریف لاکر اول بیت اللہ کا طواف کیا پھر دو رکعت کعبہ کی طرف منہ کر کے پڑھی اس کے بعد ملتزم پر پہنچکر یہ دعا کی۔

اے اللہ تو میرے ظاہر باطن سے واقف ہے میرے عذر کو قبول کر میرے دلمیں اور میرے پاس جو کچھ ہے تو اس سے بھی آگاہ ہے۔

تو میرے گناہوں کو بخشدے تو میری حالت کو بھی جانتا ہے
پس میرے سوال کو پورا کردے۔
اے اللہ میں تجھ سے ایسے ایمان کا طالب ہوں جو میرے
قلب میں جاگزیں ہو اور یقینِ صادق کا خواستگار ہوں
تاکہ اس امر کا کامل اطمینان حاصل ہو جائے۔
کہ جو مجھ کو پہنچتا ہے وہ وہی ہے جو تو نے میری تقدیر میں لکھا ہے اور
جو فیصلہ تو نے میری نسبت کیلئے ہے اس پر ہر طرح راضی ہوں۔"
حضرت آدم علیہ السلام دعا سے فارغ ہوئے کہ وحی نازل ہوئی
اور رب کریم کا یہ پیغام پہنچا آدم میں نے تیری دعاؤں کو قبول کیا اور
تیری اولاد میں سے جو شخص تیرے ان الفاظ میں مجھ سے دعا کرے گا
میں اس کے رنج و غم کو دور کروں گا اور اس کی گم شدہ شے کا بدل
دونگا۔ اس کے قلب سے فقر کو نکالکر غنی کو اس کے دل میں بھر دونگا
تجارت پیشہ شخص کی تجارت میں برکت دونگا وہ دنیا سے بے پرواہ
ہوگا اور دنیا اس کے قدموں پر ہوگی۔
(رفیق حج)

حطیم

یہ بھی ایک نہایت مقدس اور بابرکت مقام ہے یہاں حضرت

اسمٰعیل علیہ السلام اور انکی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہ کی قبریں ہیں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی عمر مبارک ۱۳۷ سال ہوئی ہے۔

یہاں بھی ایک جمگھٹا لگا رہتا ہے میزاب رحمت کے نیچے لوگ دعائیں مانگتے ہیں روتے ہیں اور گناہوں سے مغفرت طلب کرتے ہیں اس میں خانہ کعبہ کا جزو شامل ہے حطیم کے اندر بیت اللہ شریف کا جس قدر حصہ شامل ہے وہ بیت اللہ کا حکم رکھتا ہے اس میں نماز پڑھنا ایسا ہے جیسا کہ بیت اللہ شریف میں نماز پڑھنا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص میزاب رحمت کے نیچے دعا کرے گا اسکی دعا قبول ہوگی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت ہے کہ میں بیت اللہ کے اندر داخل ہو کر نماز پڑھنے کو بہت پسند کرتی تھی ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھ کو حطیم کے اندر داخل کرکے فرمایا تم بیت اللہ کے اندر داخل ہونا چاہتی ہو تو اس میں داخل ہو کر نماز پڑھو۔ یہ حصہ بھی بیت اللہ میں داخل ہے۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کیا تھا کہ کیا حطیم بیت اللہ شریف میں ہے آپ نے فرمایا۔ "ہاں"

اور حضرت عائشہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا: اگر عہد جاہلیت قریب نہ ہوتا تو میں حطیم میں سے ۶ ذراع کا وہ ٹکڑا جس کو سرمایہ کم ہونے کی وجہ سے قریش نے چھوڑ دیا تھا بیت اللہ میں شامل کر دیتا۔

ایک حدیث میں ۶ ذراع کی بجائے سات ذراع (کا لفظ ہے)

بیت اللہ کا جز ہے جو قریش کی تعمیر کے وقت حلال مال کی قلت کی وجہ سے بیت اللہ میں شامل نہ ہو سکا۔

ان احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ ۶ یا ۷ ذراع حطیم کا حصہ بیت اللہ کا جز ہے بعد میں اس کو شامل بھی کر لیا گیا تھا۔ مفصل تذکرہ پیچھے کر چکا ہوں۔

رکنِ یمانی۔

یہ بیت اللہ شریف کا وہ گوشہ ہے جو یمن کی طرف واقع ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب میں رکن یمانی کی طرف سے گذرتا ہوں تو مجھ کو ایک فرشتہ کی آواز آمین آمین کہتے سنائی دیتی ہے پس جب تم رکن یمانی کے پاس سے گذرو تو یہ کہو۔

ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃً وفی الآخرۃ حسنۃً وقنا عذاب النار۔	اے ہمارے رب ہمکو دنیا میں بھی خوبی دے اور آخرت میں بھی خوبی دے اور ہم کو آگ کے عذاب سے بچا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رکن یمانی حجر اسود کے پاس جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔

گویا یہاں تک پہنچ جانا جنت کے دروازے تک پہنچ جانا ہے۔ اب صرف داخلہ رہ گیا تو انشاءاللہ روح پرواز ہونے کے بعد نصیب ہوگا۔

طواف۔

حجر اسود پر اسی طرح کھڑے ہو کر دعا کی اور اس کے بعد دو قدم آگے بڑھ کر یعنی حجر اسود کے بالکل سامنے آکر استلام کیا دونوں ہاتھ حجر اسود کی طرف اٹھا کر ہتھیلیاں حجر اسود کی طرف کر دیں اور اس کے بعد ان کو چوم لیا اور زبان سے کہا۔

اللّٰھمّ ایمانًا بک وتصدیقًا بکتابک ووفاءً بعھدک

وَاتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ: اے اللہ میں تیرے گھر کا طواف کرتا ہوں تجھ پر ایمان لاتے ہوئے اور تیری کتاب کی تصدیق کرتے ہوئے اور تیرے عہد کو پورا کرتے ہوئے اور تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے۔

اس کے بعد جب باب کعبہ کے سامنے آئیں تو یہ دعا پڑھیں

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا الْبَيْتَ بَيْتُكَ وَالْحَرَمَ حَرَمُكَ وَالْاَمْنَ اَمْنُكَ وَهٰذَا الْمَقَامُ الْعَائِذُ بِكَ مِنَ النَّارِ فَاَجِرْنِي مِنَ النَّارِ

ترجمہ: اے اللہ یہ تیرا گھر ہے اور یہ حرم تیرا حرم ہے اور امن تیرا ہی دیا ہوا امن ہے اور دوزخ کی آگ سے تیری پناہ پکڑنے والوں کی یہ جگہ ہے پس تو اپنے کرم سے مجھے دوزخ کے عذاب سے بچا دے

اس کے بعد مقام ابراہیم کے سامنے آکر یہ دعا پڑھی جاوے

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا مَقَامُ اِبْرَاهِيْمَ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ النَّارِ فَحَرِّمْ لُحُوْمَنَا وَبَشَرَتَنَا عَلَى النَّارِ۔

الٰہی یہ تیرے خلیل ابراہیم کا مقام ہے جنھوں نے تیری ہی پناہ چاہی تھی اور تیرا ہی سہارا پکڑا تھا جبکہ انہیں آگ میں ڈالا گیا تھا۔

پس تو ان کی نسبت اور اپنے کرم سے ہمارے گوشت کو آگ پر حرام کر دے۔

اس کے بعد رکن عراقی، بیت اللہ کے شمالی مشرقی گوشہ کے قریب پہنچکر یہ دعا پڑھی جائے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّكِّ وَالشِّرْكِ وَالشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْاَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ۔

اے اللہ شک اور شرک سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں اور اختلاف و نفاق اور برے اخلاق سے بھی تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اور اس بات سے بھی تیری پناہ پکڑتا ہوں کہ اپنے اہل وعیال اور اولاد و اموال میں میری واپسی کسی بری حالت میں ہو۔

اب میزاب رحمت کے نیچے آئے تو یہ دعا پڑھی جائے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا لَا يَزُوْلُ وَيَقِيْنًا لَا يَنْفَدُ وَمُرَافَقَةَ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ جَنَّةِ الْخُلْدِ اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِیْ ظِلَّ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّكَ وَلَا بَاقِیَ اِلَّا وَجْهُكَ وَاسْقِنِیْ مِنْ حَوْضِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرْبَةً لَا اَظْمَاُ بَعْدَهَا اَبَدًا۔

ترجمہ: الٰہی میں تجھ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جسے کبھی زوال نہ ہو، ایسا یقین جو کبھی ختم نہ ہو اور جنت الخلد میں تیرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کا تجھ سے سوال کرتا ہوں اے اللہ قیامت کے دن جس دن میں تیرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا اور تیری ذات پاک کے علاوہ کوئی باقی نہ ہوگا تو اس دن مجھے اس عرش کا سایہ عنایت فرما اور اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض کوثر سے مجھے ایسا پلا کہ اس کے بعد مجھے کبھی پیاس نہ ہو پھر رکن شامی یعنی بیت اللہ کے شمالی مغربی گوشہ پر۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْيًا مَّشْكُوْرًا وَّ ذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّتِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ يَا عَزِيْزُ يَا غَفُوْرُ۔

اے اللہ میرا حج مبرور ہو، میری محنت قبول ہو اور میرے گناہ معاف ہوں اور میری یہ تجارت ایسی تجارت ہو جسمیں کوئی نقصان نہ ہو اے عزیز اے غفور!

پھر رکن یمانی بیت اللہ کے جنوبی مغربی گوشہ پر آئے تو اس پر دونوں ہاتھ پھیرنا چاہیئے تھا مگر موقعہ نہیں ملا۔ اگر موقعہ ملے تو دونوں ہاتھ پھیریں اور خوب دل سے یہ دعا کریں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

اے اللہ میں دنیا اور آخرت میں تجھ سے معافی اور عافیت مانگتا ہوں پھر رکن یمانی سے حجر اسود تک یہ پڑھتا رہا۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

اے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی اور عذاب دوزخ سے بچا پھر حجر اسود کے سامنے آئے تو پہلے طریقہ سے استلام کیا لیکن اس مرتبہ کانوں تک ہاتھ نہیں اٹھایا پھر مرتبہ کانوں تک ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیئے بلکہ صرف اپنے چہرہ کے سامنے ہتھیلیوں کی پشت کرلیں اور چوم لیں ایک شرط پورا ہوا۔

اس مرتبہ کچھ لطف آیا مگر طبیعت سیر نہیں ہوئی اگرچہ تھکن بہت تھی۔ دو رکعت طواف پڑھنے کے بعد معلم صاحب کے مکان کا رخ کیا، مگر ہمیں یہ معلوم ہوا کہ حرم شریف میں نماز فجر تیار ہے کیونکہ یہاں نماز ختم سحری کے فوراً بعد ہوتی ہے فراغت کے بعد معلم صاحب کے مکان پر پہنچ گئے مکان کا ابھی کوئی انتظام نہیں تھا اس لئے معلم صاحب کے دفتر میں قیام کیا وہاں دفتر میں ہی لیٹ گئے تھکن وہاں محسوس ہوئی اس سے پہلی شب میں مکہ معظمہ پہنچنے کی خوشی میں نیند نہیں آئی تھی اس لئے فوراً سو گئے

ہمارا سب اسباب بستر وغیرہ سڑک پر ہی شب میں اتارا گیا تھا اور وہ اسی جگہ پڑا تھا۔ صبح اٹھتے ہی سامان کے قریب آئے تمام حضرات اپنا اپنا سامان اٹھا کر لے جا چکے تھے صرف ہمارا سامان سڑک پر تھا۔ ہمارے تمام ساتھیوں نے مکان کا انتظام کر لیا تھا کچھ دیر کوشش کے بعد اور مختلف مکانات دیکھنے کے بعد ہم نے ایک مکان منتخب کیا اور اس میں سات آدمی شریک ہو گئے۔ غالباً اس مکان کا کرایہ -/۷۵۰ ریال تھا۔ تمام سامان وغیرہ مکان میں رکھدیا اور اس طرف سے اطمینان ہو گیا۔

اب صرف حرم شریف میں حاضری نوافل تلاوت اور زیادہ سے زیادہ طواف کرنا ہی ایک مشغلہ تھا۔ ہم نے تو کچھ وقت اپنا ضائع بھی کیا لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے ناظرین کرام کو اگر موقعہ دے دیا تو اس کے اس کرم خاص سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کریں اور اپنا بہ قیمتی وقت انہیں مشاغل میں صرف کریں۔

آٹھویں ذالحجہ کو احرام حج اور منیٰ کو روانگی۔

اب حج کا احرام باندھنے کی لوگوں نے تیاری شروع کی۔ اس کا طریقہ وہی ہے جو جہاز میں احرام باندھنے کا تھا مسجد حرام میں دوگانہ ادا کیا جائے

اور پھر سلام پھیرنے ہی سر کھولکر تین مرتبہ تلبیہ پڑھیے۔

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ

یہ اس بلاوے کا جواب ہے جو اللہ تبارک وتعالےٰ نے ہزاروں برس پہلے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے دیا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے آج اس کا جواب دینے کا موقع عنایت فرمایا اور ہمیں اس سعادت سے سرفراز فرمایا۔ تلبیہ کے بعد جو دل چاہے دعا کی جائے۔

اے اللہ میں تیرے حکم کی تعمیل میں اور تیری رضا کے لئے اپنا ملک اور گھر بار چھوڑ کر تیرے در پر حاضر ہوا ہوں اور میں نے حج کا احرام باندھا ہے تو اپنی خاص مدد و توفیق سے صحیح طریقہ پر میرا حج ادا کرا دے۔ اور اپنے خاص کرم سے اس کو قبول فرما اور حج کی خاص برکتوں سے مجھے سرفراز فرما۔ میں تجھ سے بس تیری رضا اور تیری جنت کا سوال کرتا ہوں اور دوزخ سے اور تیری ناراضی سے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اے اللہ مجھے دنیا اور آخرت کی بھلائی اور عافیت نصیب فرما اور میری ساری خطائیں معاف فرما۔

عمرہ کے احرام کے بعد تلبیہ ختم ہوگیا تھا اب حج کا احرام باندھ لیا تلبیہ بھی شروع ہوگیا اور اب جس وقت تک جمرۃ العقبیٰ ہوگا تلبیہ

جاری رہیگا۔

میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ میرا احرام عمرہ اور حج کا تھا اس لئے میں نے حج کے لئے نیا احرام نہیں باندھا۔

تیرھویں ذی الحجہ تک منیٰ عرفات وغیرہ میں رہنا ہے اس لئے ضروری سامان بھی ساتھ رکھنا تھا — معمولی سا بستر وغیرہ ساتھ لیا زیادہ سامان لینے سے تکلیف ہوتی ہے۔ بہت معمولی سامان ساتھ ہونا چاہیئے۔ کھانے پینے کی تمام اشیا منیٰ کے بازار میں ملتی ہیں۔

سویرے سے ہی چلنا شروع کر دیا کیونکہ دیر سے چلنے میں دھوپ میں تیزی ہو جاتی ہے وہاں پہنچکر آج کوئی خاص کام نہیں تھا نمازوں کے وقت پابندی کے ساتھ جماعت کی نمازیں پڑھنی زیادہ سے زیادہ ذکر تلاوت وغیرہ میں اپنا آج کا دن اور نویں ذی الحجہ کی شب یہاں گذارنا ہے۔

منیٰ سے عرفات تک کے ضروری مسائل۔

مسئلہ: نویں ذالحجہ کی صبح کو فجر کی نماز اسفار میں یعنی خوب اجالے میں پڑھے۔ اور جب سورج نکل آئے اور دھوپ جبل شبیر آجائے (پھیل جائے) تو عرفات کو چلے۔

مسئلہ: جنب کے راستہ سے جانا مستحب ہے جنب ایک پہاڑی ہے جو مسجد خیف سے ملی ہوئی ہے تلبیہ پڑھتا ہوا اور ذکر کرتا ہوا نہایت وقار اور خشوع سے عرفات کو جائے اور جبل رحمت (میدان عرفات میں ایک پہاڑ ہے)

پر نظر پڑے تو تسبیح و تہلیل اور تکبیر کہے اور دعا مانگے یہ دعا مستحب ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ تَوَجَّھْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَوَجْھَکَ اَرَدْتُ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ وَاَعْطِنِیْ سُؤَالِیْ وَوَجِّہْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ تَوَجَّھْتُ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔

اس کے بعد تلبیہ پڑھتا ہوا عرفات میں داخل ہو جائے۔

مسئلہ: نویں ذالحجہ سے قبل یا سورج نکلنے سے پہلے عرفات کو جانا خلاف سنت ہے۔

عرفات کے احکام۔

عرفات مکہ مکرمہ سے مشرق کی جانب نو میل ہے اور منیٰ سے چھ میل ایک جنگل ہے نویں تاریخ کو زوال کے بعد دسویں کی صبح صادق تک کسی وقت بھی اسمیں ٹھیرنا خواہ ایک لحظہ ہی ہو حج کا رکن اعظم ہے۔

مسئلہ: عرفات میں جس جگہ بھی چاہے ٹھیرے مگر راستہ میں نہ ٹھیرے لوگوں سے علیحدہ کسی جگہ ٹھیرنا یا راستہ میں ٹھیرنا مکروہ ہے جبل رحمت کے قریب ٹھیرنا افضل ہے۔

مسئلہ: عرفات کا میدان سارا موقف (ٹھیرنے کی جگہ) ہے اسمیں جس جگہ دل چاہے ٹھیرے۔ لیکن بطن عرفہ میں ٹھیرنا جائز نہیں بطن عرفہ ایک وادی ہے مسجد عرفات سے مغرب کی جانب بالکل متصل ہے کہ اگر مسجد کی مغربی دیوار گرے تو اسی میں جاکر گرے۔ اس میں یہ اختلاف ہے کہ یہ عرفات کا ٹکڑا ہے یا حرم کا یا دونوں سے خارج۔ تینوں قول ہیں۔

مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ اول زوال تک مسجد نمرہ کے قریب ٹھیرے اور ظہر و عصر کی نماز پڑھ کر جبل رحمت کے قریب جاکر ٹھیرے۔

مسئلہ: عرفات میں پہنچکر تلبیہ دعا اور درود وغیرہ کثرت سے پڑھتا رہے اور جب زوال ہو جائے وضو کرے — افضل ہے ضروریات کھانا پینا وغیرہ سے زوال سے پہلے فارغ ہو جائے۔ اور بالکل اطمینان قلب کے ساتھ اپنے خالق کی طرف متوجہ ہو اور زوال ہوتے ہی یا اس سے پہلے مسجد نمرہ میں پہنچ جائے۔

ظہر اور عصر کو اکٹھا پڑھنا۔

نویں تاریخ کو ظہر اور عصر ظہر کے وقت میں ایک اذان اور دو تکبیر سے پڑھی جاتی ہیں اور اس جمع کرنے میں مقیم اور مسافر دونوں

برابر ہیں خواہ مکہ کا رہنے والا ہو یا مکہ کا مقیم ہو۔

مسئلہ: جب امام منبر پر بیٹھ جائے موذن اذان دے اس کے بعد امام مثل جمعہ کے دو خطبے پڑھے جن میں احکام حج بیان کرے خطبہ سے فارغ ہو کر جب منبر سے اتر آئے تو موذن تکبیر کہے۔ اور ظہر کی نماز پڑھائے اس کے بعد پھر دوسری تکبیر کے بعد عصر کی نماز پڑھائے دونوں نمازوں میں قرأت آہستہ پڑھے زور سے نہ پڑھے۔

مسئلہ: ظہر کے فرضوں کے بعد تکبیر تشریق تو کہے لیکن ظہر کی سنت موکدہ یا نفل نہ پڑھے اور عصر کی نماز کے بعد بھی ظہر کی سنت یا نفل نہ پڑھے۔

مسئلہ: امام اور مقتدی دونوں کو دونوں نمازوں کے درمیان ظہر کی سنت یا نوافل پڑھنا یا اور کوئی کام کرنا کھانا پینا وغیرہ مکروہ ہے البتہ اگر امام عصر کی نماز میں تاخیر کرے تو پھر مقتدیوں کو ظہر کی سنت یا نوافل پڑھنا مکروہ نہیں اگر دونوں نمازوں کے درمیان زیادہ فصل ہو جائے تو پھر عصر کے لیے بھی اذان دی جائے۔

مسئلہ: اگر امام مقیم ہو تو عرفہ میں دونوں نمازیں پوری پڑھے اور

مقتدی بھی پوری پڑھیں خواہ مقیم ہوں یا مسافر اور اگر امام مسافر ہے
تو قصر کرے اور جو مقتدی مسافر ہیں وہ بھی قصر کریں اور جو مقیم ہیں
وہ پوری پڑھیں۔

مسئلہ: مقیم شخص کو قصر کرنا جائز نہیں خواہ مقتدی ہو یا امام اور
اگر مقیم امام ہو اور قصر کرے تو اس کی اقتدا نہ مسافر کو جائز ہے
اور نہ مقیم کو۔ اگر کوئی امام مقیم قصر کریگا تو امام اور مقتدی
دونوں کی نماز نہ ہوگی۔

نوٹ: اگر امام مالکی یا حنبلی ہونے کی وجہ سے قصر کرے تو حنفی
اس کی اقتدا نہ کریں اور ظہر اور عصر دونوں نمازیں علیحدہ علیحدہ
اپنے وقتوں میں پڑھیں۔

مسئلہ: عرفات میں جمعہ جائز نہیں۔

مسئلہ: جو حاجی مسافر مکہ میں ایسے وقت آئے کہ آٹھویں تاریخ
تک پندرہ روز سے کم ہیں اور مکہ میں پندرہ روز یا زیادہ قیام
کی نیت کرے تو اس کی نیت اقامت صحیح نہ ہوگی وہ مسافر
رہے گا کیونکہ آٹھویں کو وہ منیٰ اور نویں کو عرفات ضرور جائے گا
اس لئے ایسے شخص کو قصر کرنا چاہیئے۔

مسئلہ: خطبہ ان نمازوں سے پہلے صرف سنت ہے شرط نہیں ہے۔

اگر امام خطبہ نہ پڑھے یا زوال سے قبل خطبہ پڑھے تو یہ خلاف سنت ہے لیکن دونوں نمازوں کو جمع کرنا صحیح نہ ہوگا۔

ظہر اور عصر کو جمع کرنے کی شرائط۔

ظہر اور عصر کو ملا کر پڑھنے کی چند شرائط ہیں۔

(۱) عرفات یا اس کے قریب ہونا۔

(۲) نویں ذالحجہ کا ہونا۔

(۳) امام وقت یا اس کے نائب کا ہونا۔

(۴) دونوں نمازوں میں حج کا احرام ہونا۔

(۵) ظہر کا عصر سے مقدم ہونا۔

(۶) جماعت کا ہونا۔

اگر ان شرائط میں سے کوئی شرط مفقود ہو جائے گی تو دونوں نمازوں کا جمع کرنا جائز نہ ہوگا بلکہ ہر ایک کو اپنے وقت میں پڑھنا واجب ہوگا۔

جب نماز پڑھ چکے تو مسجد سے نکلکر ٹھیرنے کی جگہ پر جائے اور نماز کے بعد تاخیر نہ کرے۔ تاخیر کرنا مکروہ ہے امام کو سواری پر اور لوگوں کو پیادہ کھڑا ہونا افضل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اوروں کو

سوار ہونا اولیٰ ہے۔ جہاں تک ہوسکے جبل رحمت کے قریب امام کے پاس قبلہ رو ہاتھ دعا کی طرح اٹھا کر کھڑا ہونا افضل ہے جبل رحمت پر نہ چڑھے جبل رحمت پر چڑھنا بدعت ہے

مسئلہ: وقوف عرفہ کے لئے نیت شرط نہیں اگر نیت نہ کی تب بھی وقوف ہو جائے گا۔

مسئلہ: جبل رحمت کے قریب ذرا اونچے پر جس جگہ بڑے بڑے سیاہ پتھر کا فرش ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقوف کی جگہ ہے اگر سہولت سے ممکن ہو تو یہاں کھڑا ہونا افضل ہے۔

مسئلہ: عرفات میں وقوف کے وقت کھڑا رہنا مستحب ہے۔ شرط اور واجب نہیں ہے بیٹھ کر لیٹ کر جس طرح ہو سکے سوتے جاگتے وقوف کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: وقوف میں ہاتھ اٹھا کر حمد و ثنا کرنا دعا اذکار تلبیہ پڑھتے رہنا مستحب ہے اور خشوع و خضوع کے ساتھ دعا کرے اپنے لئے اور اپنے عزیز و اقارب اور سب مسلمانوں کے لئے دعا کرے اور قبولیت کی امید قوی رکھے اور دعا درود تکبیر تہلیل وغیرہ تین تین مرتبہ پڑھے دعا کے شروع میں تسبیح و تحمید۔ تہلیل تکبیر درود پڑھے اور ختم پر بھی پڑھے۔

مسئلہ: نماز کے بعد سے وقوف شروع کر کے غروب تک دعا وغیرہ

کرتا رہے اور دعا کے درمیان تھوڑی دیر کے بعد تلبیہ پڑھتا رہے۔
مسئلہ: اگر امام کے ساتھ کھڑا ہونے میں ہجوم اور تشویش کی وجہ سے حضور قلب اور خشوع نہ ہو اور تنہائی میں خشوع حاصل ہو تو تنہا کھڑا ہونا افضل ہے۔
مسئلہ: عورتوں کو مردوں میں شامل ہو کر کھڑا ہونا منع ہے۔
مسئلہ: وقوف کے وقت جس وقت ذکر و دعا ہو سکے اسمیں کمی نہ کیجائے یہ وقت ملنا دشوار ہے اس وقت کے لئے کوئی خاص دعا معین نہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مندرجہ ذیل دعاؤں کا پڑھنا ثابت ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جو مسلمان عرفہ کو زوال کے بعد موقف میں وقوف کرے اور قبلہ رخ ہو کر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پھر سو مرتبہ قل هو اللّٰه پھر سو مرتبہ نماز کا درود پڑھے تو باری تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے فرشتو! کیا جزا ہے میرے اس بندہ کی کہ اس نے میری تسبیح و تہلیل کی اور بڑائی کی اور عظمت بیان کی اور ثناء کی، میرے نبی پر درود بھیجا، میں نے اسے بخش دیا اور اس کی شفاعت کو اس کے نفس کے بارے میں قبول کیا اور اگر میرا بندہ اہل موقف کی شفاعت کریگا۔

تو میں قبول کروں گا اور جو دعا چاہے مانگے۔

مسئلہ: اگر ہوسکے تو وقوف کے وقت سایہ میں کھڑا نہ ہو لیکن اگر اندیشہ تکلیف کا ہو تو سایہ میں کھڑا ہو جائے اور غروب آفتاب تک خوب رو رو کر دعائیں مانگے استغفار کرے۔

شرائط وقوف۔

وقوف کے صحیح ہونے کے لئے یہ شرائط ہیں۔

(۱) اسلام (کافر کا وقوف صحیح نہ ہوگا۔

(۲) حج کا احرام صحیح باندھنا اگر عمرہ کا احرام باندھ کر یا حج فاسد کا احرام باندھ کر یا بلا احرام کے وقوف کرے گا تو صحیح نہ ہوگا۔

(۳) مکان یعنی عرفات میں وقوف کا ہونا اگر عرفات سے باہر ہو قصداً نہ ہو تو وقوف نہ ہوگا۔

(۴) وقوف کا وقت ہو یعنی نویں ذی الحجہ کے زوال سے دسویں کی صبح صادق تک کسی وقت وقوف کرنا۔

رکن وقوف۔

وقوف کا عرفہ میں ہونا رکن ہے اگرچہ ایک لحظہ ہی ہو اگرچہ کسی طرح ہو

نیت ہو یا نہ ہو۔ عرفات کا علم ہو یا نہ ہو، سوتے ہو یا جاگتے، ہو بیہوش ہونے کی حالت میں یا افاقہ کی حالت میں، راضی ہو یا زبردستی سے یا دوڑتا ہوا گذر جائے وقوف کے وقت میں اگر ایک لحظہ کے لیے بھی عرفات میں داخل نہیں ہوا تو وقوف نہیں ہوا۔

مسئلہ: وقوف کے لئے حیض نفاس جنابت سے پاک ہونا شرط نہیں۔

مسئلہ: نویں ذالحجہ کو زوال سے لیکر سورج غروب ہونے تک عرفات میں رہنا واجب ہے۔ اگر سورج غروب ہونے سے پہلے عرفات کی حد سے نکل آئے گا تو دم واجب ہے لیکن اگر سورج غروب ہونے سے پہلے پھر واپس آجائے گا تو دم ساقط ہو جائے گا اور غروب کے بعد عرفات میں واپس آئے گا تو دم ساقط نہ ہوگا۔

سنن وقوف۔

وقوف میں یہ چیزیں مسنون ہیں۔ وقوف کے لئے غسل کرنا، امام کو زوال کے بعد دو خطبے پڑھنا، دونوں نمازوں کو جمع کرنا، نماز کے بعد فوراً وقوف کرنا، عرفات سے امام کے ساتھ چلنا، اگر اژدھام کے خوف سے غروب کے بعد امام سے پہلے چلدے تب بھی کچھ حرج

نہیں اسی طرح اگر غروب سے پہلے چلا گئے تب بھی کچھ ہرج نہیں، اسی طرح اگر غروب سے پہلے چلا گئے لیکن حدود عرفات سے غروب کے بعد نکلے تب بھی کچھ مضائقہ نہیں۔

مستحبات وقوف۔

یہ چیزیں وقوف میں مستحب ہیں کثرت سے تلبیہ تکبیر تہلیل دعا استغفار قرآن درود پڑھنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کھڑا ہونا، خشوع وخضوع امام کے پیچھے . . کھڑا ہونا، قبلہ رخ کھڑا ہونا، زوال سے پہلے وقوف کی تیاری کرنا، وقوف کی نیت کرنا، دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا، تین مرتبہ دعا پڑھنا، حمد وصلوٰۃ سے دعا کو شروع کرنا اور ختم کرنا، پاک ہونا، جو روزہ رکھ سکے اس کو روزہ رکھنا، اور بعض نے روزہ کو مکروہ لکھا ہے کیونکہ روزہ کی وجہ سے ضعیف ہو جائے گا اور اچھی طرح اعمال ادا نہ کر سکے گا اس لئے نہ رکھنا بہتر ہے دھوپ میں کھڑا ہونا، مگر یہ کہ کوئی عذر ہو، جھگڑا نہ کرنا، اچھے اعمال کرنا، جیسے صدقہ وغیرہ۔

مکروہات وقوف۔

نماز ظہر وعصر کے جمع کرنے کے بعد وقوف میں تاخیر کرنا،

راستہ پر ٹھیرنا، وقوف کے وقت بلا عذر لیٹنا، زوال سے پہلے خطبہ پڑھنا، غفلت کے ساتھ وقوف کرنا، غروب کے بعد عرفات سے چلنے میں دیر کرنا، آفتاب غروب ہونے سے پہلے چلنا، مغرب یا عشاء کی نماز عرفات یا راستہ میں پڑھنا، اس قدر جلدی چلنا جس سے دوسروں کو تکلیف ہو۔ آجکل اکثر لوگ اسی طرح چلتے ہیں، جس سے اکثر لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے اور چوٹیں لگتی ہیں۔

وقوفِ عرفہ میں اشتباہ ہونا اور غلطی ہونا۔

مسئلہ: وقوف کے بعد اگر ایک جماعت یا دو عادل شخص گواہی دیں کہ آج آٹھ ذی الحجہ ہے یا نہیں ہے۔ .... تو ان کی گواہی تسلیم کی جائے گی اور دوسرے روز وقوف پھر کرنا ہوگا اور اگر یہ گواہی دیں کہ آج دسویں ہے یا گیارہویں ہے تو ان کی گواہی قبول نہیں کیجائے گی اور حج ہو جائے گا۔ اور اگر ۸ ذی الحجہ کو یہ گواہی دیں کہ آج نویں ہے اور عرفہ کا روز ہے اور اتنا وقت ہے کہ امام اکثر لوگوں کے ساتھ دن یا رات میں کسی وقت وقوف کر سکتا ہے تو ان کی گواہی قبول کر لی جائے گی اور اگر اتنا وقت نہ ہو تو اگلے روز وقوف نہ کریں۔ خلاصہ یہ ہے کہ جس صورت

میں انکی گواہی تسلیم کرنے سے اکثر لوگوں کا حج فوت ہوتا ہو تو انکی گواہی نہ مانی جائے گی اگرچہ بہت بڑی جماعت گواہی دے اور اگر تھوڑے آدمیوں کا حج فوت ہوتا ہو تو ان کی گواہی قبول کر لی جائے گی۔

(فائدہ) اگر جمعہ کے روز وقوف ہو (حج)

اس کی فضیلت اور دن کے وقوف سے ستر درجے زیادہ ہے

عرفات سے مزدلفہ کو واپسی۔

مسئلہ: جب سورج غروب ہو جائے تو نہایت متانت اور وقار سے مأزمین کے راستہ (یعنی جو راستہ دو پہاڑوں کے درمیان ہے) سے مزدلفہ کو واپس آنا مستحب ہے اگر کسی دوسرے راستہ سے آوے تو جائز ہے۔

مگر خلاف اولیٰ ہے مزدلفہ، منیٰ اور عرفات کے درمیان میں ایک میدان ہے۔ جو منیٰ سے تین میل اور عرفات سے بھی تین میل ہے۔

مسئلہ: اگر راستہ فراخ ہو اور ہجوم نہ ہو اور کسیکو تکلیف نہ ہو تو ذرا تیز چلے کسیکو تکلیف پہنچانا حرام ہے۔

مسئلہ: امام سے پہلے عرفات سے نہ چلے لیکن اگر رات ہونے لگے اور

امام چلنے میں تاخیر کرے تو امام کے چلنے کا انتظار نہ کرے کہ وہ سنت کے خلاف کرنے والا ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص امام سے پہلے یا غروب سے پہلے ہجوم کی وجہ سے چلدیا لیکن حد عرفات سے پہلے نہیں نکلا یا آگے آکر ٹھیر گیا تو کوئی مضائقہ نہیں۔

مسئلہ: اگر امام کے چلنے کے بعد ہجوم یا اور کسی عذر سے تھوڑی دیر ٹھیر لیگا تو مضائقہ نہیں البتہ بلا عذر دیر کرنا خلاف سنت ہے۔

مسئلہ: مزدلفہ کے راستہ میں تکبیر تلبیہ دعا درود کثرت سے پڑھے۔

مسئلہ: مزدلفہ کے قریب پہنچے تو سواری سے اتر جائے پیادہ پا ہو کر مزدلفہ میں داخل ہونا مستحب ہے۔

مسئلہ: مزدلفہ میں جبل قزح کے قریب راستہ کے داہنی جانب یا بائیں جانب ٹھیرے راستہ میں اور لوگوں سے علیحدہ نہ ٹھیرے۔

مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو جمع کرنا۔

مزدلفہ میں مغرب اور عشاء اکٹھی پڑھی جاتی ہیں اور مزدلفہ میں جاکر نماز میں جلدی کرنا مستحب ہے۔ حتیٰ کہ سواری پر سے اسباب بھی بعد میں اتارے اگر کوئی دقت نہ ہو۔

مسئلہ: جب عشاء کا وقت ہو جائے تو ایک اذان اور ایک تکبیر سے مغرب اور عشاء کی نماز پڑھے، اول مغرب کی نماز پڑھے اور اس کے بعد عشاء کی۔ عشاء کی نماز کے لئے اذان اور تکبیر نہ کہے اور دونوں نمازوں کے درمیان میں نفل اور سنت بھی نہ پڑھے اور عشاء کی سنتیں اور وتر عشاء کی نماز کے بعد پڑھے۔ اسی طرح اور کوئی کام بھی بلا ضرورت درمیان میں نہ کرے اگر دونوں نمازوں کے بیچ میں زیادہ فاصلہ ہو جائے تو اذان اور تکبیر کہنا چاہیئے۔

مسئلہ: مغرب میں ادا کی نیت کرے قضا کی نہ کرے گو قضاء کی نیت سے بھی نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ: مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو اکٹھا پڑھنے کے لئے جماعت شرط نہیں ہے خواہ جماعت سے پڑھے یا تنہا دونوں کو اکٹھا پڑھے لیکن جماعت سے پڑھنا افضل ہے۔

ان دونوں نمازوں کے اکٹھا پڑھنے کی شرطیں۔

اول حج کا احرام ہونا جو شخص حج کا احرام باندھے ہوئے نہ ہو اس کو اکٹھا پڑھنا جائز نہیں دوسرے وقوف عرفہ کرنا اگر کوئی شخص پہلے سے مزدلفہ میں ٹھیرے اور مغرب عشاء جمع کرلے اور پھر عرفات

جائے تو پھر جمع جائز نہ ہوگی۔

تیسرے دسویں ذی الحجہ کی رات ہونا دسویں کی صبح تک جمع کر سکتا ہے۔

چوتھے۔ مزدلفہ میں جمع کرنا مزدلفہ سے پہلے یا نکلکر جائز نہیں۔

پانچویں۔ عشاء کا وقت ہونا اگر مزدلفہ میں عشاء کے وقت سے پہلے پہنچ جائے تو جب تک عشاء کا وقت نہ ہو جائے نماز مغرب نہ پڑھے چھٹے۔ دونوں نمازوں کو ترتیب سے پڑھنا اگر پہلے عشاء کی نماز پڑھی اور پھر مغرب کی تو عشاء کی نماز پھر سے پڑھے۔

مسئلہ: اگر مغرب یا عشاء راستہ میں یا عرفات میں پڑھ لی ہے تو اسکو مزدلفہ آکر پھر پڑھنا چاہیے۔ اگر پھر نہ پڑھی اور فجر ہو گئی تو وہ بھی نماز ہو جائے گی قضا واجب نہ ہوگی۔

مسئلہ: اگر راستہ میں عرفات سے واپس ہوتے ہوئے کوئی ایسی وجہ پیش آجائے کہ یہ اندیشہ ہو کہ مزدلفہ پہنچنے تک فجر ہو جائے گی تو راستہ میں مغرب اور عشاء پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ: اگر عرفات سے واپسی میں راستہ بھول گیا اور مزدلفہ نہیں پہنچا تو نماز کو موخر کرے جب صبح صادق ہو جائے تو نماز پڑھے۔

مسئلہ: مزدلفہ میں دونوں نمازوں کو جمع کر کے پڑھنا واجب ہے بخلاف

ظہر و عصر کے عرفہ میں کہ ان کا جمع کرنا مسنون ہے اور مزدلفہ میں جمع کے لئے بادشاہ یا اس کا نائب ہونا شرط نہیں اور جماعت بھی شرط نہیں اور خطبہ بھی یہاں نماز سے پہلے مسنون نہیں ہے اور تکبیر بھی دونوں نمازوں کے لئے ایک ہی ہوتی ہے۔

مسئلہ: مغرب اور عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر صبح تک مزدلفہ میں ٹھہرے اور مزدلفہ میں صبح تک ٹھہرنا سنتِ موکدہ ہے۔

مسئلہ: جب صبح صادق ہو جائے تو اندھیرے میں خلیفہ کے ساتھ نماز پڑھے، اگر ممکن ہو ورنہ خود جماعت کرے تنہا بھی جائز ہے مگر جماعت افضل ہے اور فجر کی نماز کے بعد خلیفہ کے پاس جبل قزح پر آکر اگر ممکن ہو ورنہ اس کے قریب مثل عرفہ کے وقوف کرے۔

مسئلہ: صبح صادق کے بعد وقوف مزدلفہ کے لئے غسل مستحب ہے۔

مسئلہ: اگر نماز سے پہلے وقوف کرے اور پھر خوب اجالا کر کے نماز پڑھے تو جائز ہے لیکن اولیٰ نماز کے بعد ہے۔

مسئلہ: اگر مزدلفہ میں وقوف نہ کیا اور رات ہی کو صبح صادق سے پہلے وہاں سے چلا گیا تو دم واجب ہوگا البتہ اگر کوئی عذر

کی وجہ سے نہیں ٹھیرا مثلاً مریض ہے یا کمزور ہے تو دم واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ: اگر عورت ہجوم کی وجہ سے مزدلفہ میں نہ ٹھیرے تو اس پر دم واجب نہ ہوگا اور اگر مرد ہجوم کی وجہ سے نہ ٹھیرا تو اس پر دم واجب ہو جائیگا۔

اگر صبح صادق کے بعد اندھیرے میں ہی مزدلفہ سے چل دیا تو دم واجب نہ ہوگا کیونکہ مقدار واجب وقوف ہو گیا۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص عرفات میں صبح صادق کے قریب پہنچا اور صبح صادق کے بعد سورج نکلنے تک مزدلفہ میں نہ رکا تو اس پر بھی دم واجب نہ ہوگا۔

مزدلفہ سے منیٰ کو روانگی اور کنکریاں اٹھانا۔

جب سورج نکلنے میں دو رکعت کی برابر وقت رہے تو منیٰ کو نہایت سکون اور وقار سے چلے اور راستہ میں تلبیہ اور ذکر کرتا ہوا چلے جب بطن محسر کے کنارے پر پہنچے تو اس سے دوڑ کر نکل جائے اور اگر سوار ہو تو سواری کو تیز چلائے جب پانچسو پینتالیس گز کے قریب نکل جائے تو پھر آہستہ آہستہ چلنے لگے وادی محسر کی پیمائش اسی قدر ہے۔

مسئلہ: مزدلفہ سے سات کنکریاں مثل کھجور کی گٹھلی یا چنے کی برابر

اٹھائے یہاں سے لینا مستحب ہے۔

اور کسی جگہ سے اور راستہ سے بھی اٹھانا جائز ہے مگر جمرہ جس جگہ پر کنکریاں ماری جاتی ہیں کے پاس سے نہ اٹھائے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس کا حج قبول ہوتا ہے اس کی کنکریاں اٹھالی جاتی ہیں اور جس کا حج مقبول نہیں ہوتا ان کی کنکریاں وہیں رہتی ہیں لہذا جو کنکریاں وہاں پڑی رہ جاتی ہیں وہ مردود ہیں ان کو نہ اٹھائے اگر ان کو کوئی اٹھا کر مارے گا تو جائز ہے مگر مکروہ تنزیہی ہے۔

مسئلہ: مسجد خیف یا اور کسی مسجد سے کنکریاں اٹھانا مکروہ ہے لیکن اگر کسی نے مسجد سے لیکر کنکریاں ماریں تو بکراہت تنزیہی رمی جائز ہوگی۔

مسئلہ: ناپاک جگہ کی کنکریوں سے رمی کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: بڑے پتھر کو توڑ کر چھوٹی کنکریاں بنانا مکروہ ہے۔

مسئلہ: سات کنکریاں جمرۃ العقبیٰ پر دسویں تاریخ کو ماری جاتی ہیں اور باقی گیارہویں سے تیرہویں تک روزانہ اکیس کنکریاں ماری جاتی ہیں ان کو مزدلفہ سے اٹھانا جائز ہے مستحب نہیں۔ رمی اختیار ہے جہاں سے چاہے اٹھائے البتہ جمرات کے پاس

سے یا مسجد اور ناپاک جگہ سے نہ اٹھائے۔
مسئلہ: اگر بڑی کنکریاں ماریں تو جائز ہے مگر مکروہ ہے۔
مسئلہ: کنکریوں کو دھوکر مارنا مستحب ہے اگرچہ پاک جگہ سے اٹھائی ہوں اور جو کنکریاں یقیناً ناپاک ہوں ان کو مارنا مکروہ ہے اور شک کا اعتبار نہیں۔

دسویں تاریخ سے تیرہویں تاریخ تک کے احکامات۔

دسویں تاریخ کو سورج نکلنے سے پہلے مزدلفہ سے منیٰ کو چلے اور جمرۂ آخری کی رمی کرے، اس کے بعد قربانی کرے، اس کے بعد بال منڈوا کر یا کتروا کر احرام کھول دے اس کے بعد طواف زیارت کرے۔ پھر منیٰ میں بارھویں یا تیرھویں تک تمام کرے گیارہویں بارہویں کو تینوں جمرات پر کنکریاں مارے اور تیرھویں کو بھی اگر منیٰ میں ٹھہرے تو تینوں جمرات پر کنکریاں مارے۔
(فائدہ) جمار اور جمرات جمرہ کی جمع ہے جمرہ کنکری کو کہتے ہیں۔ چونکہ ان مقامات پر کنکریاں ماری جاتی ہیں اس لئے ان کو جمار یا جمرات کہتے ہیں۔ اصل میں جمرہ ان ستونوں کے نیچے کی جگہ ہے اور ان کے پاس کی وہ جگہ ہے۔ جس پر نشان لگا ہوا ہے۔ یہ ستون

جمرہ نہیں ہے جیسا کہ عام لوگ کہتے ہیں۔ صحیح ابن خزیمہ میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے اس کے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا۔ پھر جمرۂ اولیٰ کی جگہ نظر آیا پھر اس کے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ زمین میں دھنس گیا۔ حضرت ابن عباس رضؓ نے فرمایا کہ تم شیطان کو مارتے ہو اور اپنے باپ ابراہیم کے دین پر چلتے ہو۔

رمی یعنی کنکریاں مارنا۔

منیٰ کے بیچ میں تین راستے میں تین جگہ ہیں ان پر پتھر کے تین ستون قدِ آدم اونچے بنے ہوئے ہیں ان تینوں جگہوں کو جمار اور جمرات کہتے ہیں ان میں سے جو مکہ کی طرف کا ہے اس کو جمرۃ العقبیٰ کہتے ہیں اور جمرۃ الکبریٰ اور جمرۃ الاخریٰ کہتے ہیں اور بیچ والے کو جمرۂ وسطیٰ کہتے ہیں اور تیسرا جو مسجد خیف کے قریب ہے اس کو جمرۃ الاولیٰ کہتے ہیں۔

مسئلہ: دسویں تاریخ کو صرف جمرۂ اخریٰ کی رمی ہوتی ہے اور جمرۂ اولیٰ اور وسطیٰ کی نہیں ہوتی دسویں کو جمرۂ اولیٰ اور وسطیٰ کی رمی بدعت ہے۔

مسئلہ: رمی کرنا واجب ہے رمی کے چھوڑنے سے دم واجب ہے۔

مسئلہ: دسویں کو رمی کا وقت صبح صادق سے گیارہویں کی صبح صادق تک ہے اگر صبح صادق ہو گئی اور رمی نہ کی تو دم واجب ہو گا اور دسویں کی صبح صادق سے پہلے رمی جائز نہیں۔ اگر کرے گا تو صحیح نہ ہو گی مسنون وقت رمی کا دسویں تاریخ سورج نکلنے سے زوال تک ہے۔

زوال سے غروب تک وقت مباح ہے۔ غروب کے بعد مکروہ ہے۔ اور دسویں کو صبح صادق کے بعد سورج نکلنے سے پہلے بھی مکروہ ہے البتہ عورت اور مریض اور کمزور لوگ اگر ہجوم کے خوف سے سویرے آکر کرلیں تو ان کے لئے مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ: دسویں تاریخ کو جب منیٰ میں آئے تو پہلے اور دوسرے جمرہ کو چھوڑ کر سیدھا تیسرے جمرہ پر آئے اور مستحب یہ ہے کہ منیٰ میں داخل ہو کر سب کاموں کو چھوڑ کر سب سے پہلے رمی کرے اس کے بعد کوئی کام کرے۔

مسئلہ: رمی کے وقت جمرۂ عقبیٰ کے پاس نشیب میں اسی طرح کھڑا ہو کہ منیٰ دائیں جانب اور کعبہ بائیں جانب ہو اور ہر کنکری کے مارنے کے وقت دعا اور تکبیر اس طرح کہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ رَجْمًا لِّلشَّیٰطِیْنِ وَرَضًی لِّلرَّحْمٰنِ اَللّٰھُمَّ

اَجۡعَلۡهُ حَجًّا مَبۡرُوۡرًا وَّذَنۡبًا مَّغۡفُوۡرًا وَّسَعۡيًا مَّشۡكُوۡرًا تکبیر کی بجائے سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ وغیرہ پڑھنا بھی جائز ہے۔

مسئلہ: کنکری کو انگوٹھے اور کلمہ کی انگلی سے پکڑ کر مارنا مستحب ہے اسکو اصح اور معتاد لکھا ہے اور جس طرح چاہے مارے جائز ہے

مسئلہ: رمی کا یہ طریقہ مستحب ہے ورنہ جس طرح اور جس طرف سے چاہے مارے جمرۂ عقبیٰ کے اوپر کی جانب بھی رمی جائز ہے لیکن بلا عذر مکروہ ہے۔

مسئلہ: جمرۂ اُخریٰ کی رمی سوار ہو کر کرنا افضل ہے بشرطیکہ لوگوں کو تکلیف نہ ہو اور دوسرے جمرات کی رمی پیادہ پا افضل ہے

مسئلہ: رمی کرنے والا جمرہ سے پانچ ہاتھ کے فاصلہ سے کھڑا ہو اس سے کم مکروہ ہے اس سے زیادہ میں کوئی مضائقہ نہیں۔

مسئلہ: سیدھے ہاتھ سے رمی کرنا مستحب ہے اور رمی کے وقت ہاتھ اس قدر اونچا کرے کہ بغل کی سفیدی نظر آجائے۔

تلبیہ کب موقوف کرے۔

دسویں تاریخ کو جمرۂ اخریٰ پر پہلی کنکری مارنے کے ساتھ تلبیہ موقوف کر دے اور اس کے بعد تلبیہ نہ پڑھے خواہ مُفرِد ہو یا مُتمتّع یا قارِن

حج صحیح ہو یا فاسد۔

مسئلہ: اگر کسی نے رمی سے پہلے سر منڈایا یا طواف زیارت رمی اور سر منڈا لے۔ اور ذبح سے پہلے کر لیا تو بھی تلبیہ موقوف کر دے۔ اگر کسی نے زوال تک رمی نہ کی۔ تو جب تک رمی نہ کرے تلبیہ موقوف نہ کرے اگر رمی نہیں کی اور سورج غروب ہو گیا تو تلبیہ موقوف کر دے۔

مسئلہ: اگر رمی سے پہلے ذبح کیا تو مُفرِد تلبیہ موقوف نہ کرے قارن اور مُتَمَتِّع کر دے۔

مسئلہ: جمرہ آخری کی رمی سے فارغ ہو کر اپنے ٹھکانے پر آ گئے کسی کام میں راستہ میں مشغول نہ ہو اس کے بعد منڈ کرانا حج کی قربانی کرے اور یہ قربانی مُفرِد کیلئے مستحب ہے اور قارن اور مُتَمَتِّع کے لئے واجب ہے۔ مُفرِد نے اگر قربانی سے پہلے حجامت بنوالی اور اس کے بعد قربانی کی تو اس پر دم وغیرہ واجب نہیں ہے البتہ رمی ذبح سے پہلے ذبح حجامت سے پہلے مستحب ہے اور قارن و متمتع پر ذبح حجامت سے پہلے واجب ہے۔

مسئلہ: جو شخص اپنے ہاتھ سے ذبح کر سکتا ہو (کرنا جانتا ہو) اسے اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے۔ اگر ذبح کرنا نہ جانتا ہوں تو

قربانی کے پاس کھڑا ہونا مستحب ہے اور ذبح سے پہلے اور بعد میں یہ دعا پڑھے۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ۔

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ هٰذَا النُّسُکَ وَاجْعَلْهُ قُرْبَانًا لِّوَجْهِکَ وَعَظِّمْ اَجْرِیْ عَلَیْهَا۔

مسئلہ: اس قربانی کے احکام مثل عید الاضحیٰ کی قربانی کے ہیں جو جانور وہاں جائز ہے وہ یہاں بھی جائز ہے جس طرح وہاں اونٹ گائے بیل میں سات حصے ہوتے ہیں یہاں بھی شریک ہو سکتے ہیں۔

مسئلہ: اونٹ گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں مگر کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو۔

مسئلہ: جو حاجی مسافر ہو مکہ میں مقیم نہ ہوا اس پر عید الاضحیٰ کی قربانی واجب نہیں اگر مقیم ہے اور صاحب نصاب ہے تو واجب ہے

بقیہ مسائل عید الاضحیٰ کی قربانی کے مطابق ہیں۔

نوٹ: چونکہ منیٰ میں عید الاضحیٰ کی نماز نہیں ہوتی ہے اس لئے وہاں ہدی اور قربانی کے ذبح کے لئے نماز عید کا پہلے ہونا شرط نہیں ہے حلق و قصر یعنی بال منڈانا یا کتروانا۔

ذبح سے فارغ ہونے کے بعد سر کے بال منڈائے یا کتروائے اور قبلہ رخ بیٹھ کر اپنی داہنی جانب سے سر منڈانا یا کٹوانا شروع کرے۔ چوتھائی سر کے بال کٹوانا یا منڈوانا واجب ہے بلا اس کے احرام نہیں کھل سکتا۔ تمام سر کے بال کٹانا یا منڈانا مستحب ہے اور منڈانا کٹانے سے افضل ہے اگر بال کتروائے تو ایک انگل سے زیادہ کتروائے اس سے کم نہ کٹائے کیونکہ بال چھوٹے بڑے ہوتے ہیں اگر کم لے گا تو چھوٹے بال نہیں کٹیں گے اور زیادہ لینے کی صورت میں چھوٹے بڑے سب کٹ جائیں گے۔ اور سر کے بالوں کے بعد لبیں اور ناخن و بغل وغیرہ کے بال بھی دور کرے۔ اگر سر منڈانے یا کٹانے سے پہلے لبیں اور ناخن وغیرہ کٹائے گا تو جزا واجب ہوگی اس سے پہلے کٹانا منع ہے۔

مسئلہ: عورت کو سر منڈانا حرام ہے صرف چوتھائی سر کے بال بقدر

ایک انگل بال کتروانے کافی ہیں لیکن ایک انگل سے زیادہ لے تاکہ سب بال آجائیں کیونکہ بال بڑے چھوٹے ہوتے ہیں۔

مسئلہ: سنت تمام سر کے بال کٹانا یا منڈانا ہے صرف چوتھائی سر کے بالوں پر اکتفا کرنا جائز ہے لیکن مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ: حجامت کے وقت اور بعد میں تکبیر پڑھے اور یہ دعا پڑھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا وَاَنْعَمَ عَلَیْنَا اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ نَاصِیَتِیْ بِیَدِكَ فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ وَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِیْ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةً وَامْحُ بِهَا عَنِّیْ سَیِّئَةً وَارْفَعْ لِیْ بِهَا دَرَجَةً اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ لِلْمُحَلِّقِیْنَ وَلِلْمُقَصِّرِیْنَ یَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ۔ آمین۔

اور حجامت کے بالوں اور ناخنوں کو دفن کرنا مستحب ہے۔ پھینکنے کا بھی مضائقہ نہیں لیکن غسل خانہ یا پاخانہ میں ڈالنا مکروہ ہے اور حجامت سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ قَضٰی نُسُكَنَا اَللّٰهُمَّ زِدْ اِیْمَانًا وَّیَقِیْنًا۔

اپنے والدین اور سب مسلمانوں کے لئے دعا کرے۔

مسئلہ: اگر سر منڈانے میں کوئی عذر ہے مثلاً استرا نہیں ہے کوئی مونڈنے والا نہیں۔ یا سر میں زخم وغیرہ ہو تو بال کتروانا ہی واجب ہو گا۔ اور اگر کتروا نہیں سکتا مثلاً بال بہت چھوٹے

ہیں اور سر میں زخم بھی نہیں ہیں تو منڈانا ہی واجب ہوگا۔

مسئلہ: اگر بال اور اکھاڑ دیئے یا بال صفا وغیرہ سے اڑا دیئے یا لڑتے ہوئے اکھڑ گئے تو بھی کافی ہیں خواہ اپنے فعل سے ہوں یا کسی دوسرے نے اکھاڑ دیئے ہوں۔

مسئلہ: اگر کوئی گنجہ ہے اور اس کے سر پر بالکل بال نہیں یا سر میں زخم ہیں تو صرف سر پر استرہ پھیرنا واجب ہے۔ اگر زخموں کی وجہ سے استرہ بھی نہ چلا سکے تو یہ واجب ساقط ہو جاتا ہے اور بلا حجامت مثل کتروانے والے کے ہے۔ کہ حلال ہو جائے گا۔ لیکن اولیٰ یہ ہے کہ ایسا شخص بارہویں تاریخ تک حلال نہ ہو۔

مسئلہ: اگر جنگل یا کسی ایسی جگہ چلا گیا جہاں استرہ نہیں ہے اور نہ قینچی ہے تو یہ عذر معتبر نہیں۔ جب تک سر منڈائے یا کتروائے نہیں تو حلال نہ ہوگا۔

مسئلہ: حلال ہونے کے وقت محرم کو اپنا یا کسی دوسرے شخص کا خواہ محرم ہو سر مونڈنا جائز ہے۔
اس سے جزا واجب نہ ہوگی۔

مسئلہ: حجامت کا وقت احرام حج میں دسویں کی صبح صادق کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ اور بارہویں کے غروب تک

ہے۔ اس وقت میں حجامت بنوانا واجب ہے۔

مسئلہ: احرام عمرہ میں حجامت سعی کے بعد کرانی چاہیئے۔ اگرچہ حجامت کا وقت طواف کے چار پھیرے کرنے کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔

مسئلہ: حجامت کے بعد جو چیزیں احرام کی وجہ سے منع ہیں وہ سب جائز ہو جاتی ہیں مثلاً خوشبو لگانا، سلا ہوا کپڑا پہننا، شکار وغیرہ البتہ عورت سے صحبت اور لپٹنا بوسہ لینا وغیرہ جائز نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ طواف زیارت کے بعد جائز ہے۔ معلم الحجاج صفحہ ۱۹۲

طوافِ زیارت۔

مسئلہ: رمی، ذبح۔ حجامت سے فارغ ہونے کے بعد طواف بیت اللہ کرے یہ طواف رکن اور فرض ہے اور اس کو طواف زیارت بھی کہتے ہیں اور یہ دسویں کو کرنا افضل ہے اور جائز بارھویں کا آفتاب غروب ہونے تک ہے۔ اس کے بعد مکروہ تحریمی ہے طواف کرنے کا طریقہ وہی ہے جو پیچھے ذکر کیا گیا ہے۔

مسئلہ: طواف زیارت کا اول وقت دسویں کی صبح صادق ہے اس سے پہلے جائز نہیں اور آخر وقت باعتبار وجوب کے ایام نحر ہیں، اس کے بعد اگر کیا جائے گا تو صحیح ہو جائے گا

لیکن دم واجب ہوگا۔

مسئلہ: اگر سعی طواف قدوم کے ساتھ کر چکا ہے تو طواف زیارت میں رمل اور اضطباع نہ کرے اور سعی بھی نہ کرے۔ اگر طواف قدوم کے ساتھ سعی نہ کی ہو تو اس کے اول کے تین پھیروں میں رمل کرے اور نماز طواف پڑھ کر استلام کرکے باب الصفا سے نکلے اور سعی کرے۔ اور اضطباع طواف زیارت میں اگر کپڑے سلے ہوئے پہن لے تو نہیں ہوتا ورنہ ہوتا ہے اور اگر طواف قدوم میں سعی کر لی تھی لیکن رمل و اضطباع کو قصداً یا بھول کر چھوڑ دیا تھا تو بھی رمل و اضطباع نہ کرے۔

مسئلہ: اگر کسی نے طواف قدوم جنابت کی حالت میں کیا اور اس میں رمل کیا اور سعی بھی کی تو دوبارہ سعی کرنا واجب ہے۔ اور رمل کا اعادہ سنت ہے اور اگر بے وضو کیا ہو تو سعی کا اعادہ مستحب ہے۔

مسئلہ: اگر کسی نے حج کے مہینوں سے پہلے کیا طواف قدوم احرام حج باندھ کر کیا اور سعی بھی کر لی تو طواف قدوم ہو گیا لیکن مکروہ تحریمی ہوا اور سعی دوبارہ کرنی واجب ہے۔

شرائط طوافِ زیارت۔

طواف زیارت کے صحیح ہونے کے لئے یہ چیزیں شرط ہیں۔
اسلام[1] ۔ عقل[2] ۔ تمیز[3] ۔ حج کا احرام[4] طواف سے پہلے باندھنا۔ وقوف[5] عرفہ پہلے کرنا۔ طواف کی نیت کرنا[6]۔ طواف کا زمانہ اور وقت ہونا[7]۔ مکان[8] یعنی مسجد کے اندر بیت اللہ کے چاروں طرف کرنا۔ خود طواف[9] کرنا خواہ کسی کے اوپر چڑھ کر کرے البتہ جو شخص احرام سے پہلے بیہوش ہوگیا اور طواف کے وقت تک ہوش نہ آیا تو اسکی طرف سے کوئی دوسرا کر سکتا ہے۔

واجبات طواف زیارت۔

طوافِ زیارت میں یہ چیزیں واجب ہیں۔ پیادہ[1] پا طواف کرنا بشرطیکہ چلنے کے قابل ہو۔ داہنی[2] طرف سے شروع کرنا۔ سات[3] پھیرے پورے کرنا۔ حدث[4] سے پاک ہونا۔ (یعنی باوضو ہو اور جنبی نہ ہو) ستر[5] عورت۔ ایام[6] نحر میں طواف کرنا۔
مسئلہ: طواف زیارت کو رمی اور حجامت کے بعد کرنا سنت ہے۔ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ: یہ طواف کسی چیز سے فاسد نہیں ہوتا اور فوت بھی نہیں ہوتا یعنی تمام عمر میں ہو سکتا ہے البتہ ایام نحر میں کرنا واجب ہے۔ اس کے بعد دم واجب ہوتا ہے اور یہ طواف لازمی ہے اس کا بدل کچھ نہیں۔ سوائے اس کے کہ کوئی شخص وقوف عرفہ کے بعد طواف سے پہلے مر جائے اور حج کے پورا کرنے کی وصیت کر جائے۔ کہ میرا حج پورا کرا دینا تو ایک اونٹ یا گائے ذبح کرنا واجب ہوگا اور حج پورا ہو جائے گا اور وقوف مزدلفہ رمی وسعی کے ترک سے اسپر کوئی دم واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ: یہ طواف آخر عمر تک چونکہ صحیح ہے اس لئے اگر بدون طواف کے مر جائے تو وصیت واجب ہوگی اور بلا عذر تاخیر کا گناہ ذمہ ہوگا۔

مسئلہ: طواف زیارت کے بعد عورت سے صحبت وغیرہ بھی جائز ہو جاتی ہے اگر کسی نے یہ طواف نہ کیا تو اس کے لئے عورت سے صحبت وغیرہ حلال نہ ہوگی۔ اگرچہ سالہا سال گزر جائیں طواف کرنے کے بعد حلال ہوگی۔

مسئلہ: اگر کوئی حجامت سے پہلے طواف زیارت کرے تو کوئی چیز بھی ممنوعات احرام سے حلال نہ ہوگی۔ حلال حجامت سے ہوتا ہے۔ طواف سے حلال نہیں ہوتا۔

مسئلہ: عورت حیض سے ایسے وقت میں پاک ہوئی کہ بارہویں تاریخ کے آفتاب غروب میں اتنی دیر ہے کہ غسل کر کے مسجد میں جاکر پورا طواف یا صرف چار پھیرے کر سکتی ہے اور اس نے نہیں کیا تو دم واجب ہوگا۔ اور اگر اتنا وقت نہ ہو تو کچھ واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ: اگر عورت حیض کی وجہ سے طواف زیارت اس کے وقت میں نہ کر سکیگی تو دم واجب نہ ہوگا۔ پاک ہونے کے بعد طواف کرے۔

مسئلہ: عورت جانتی ہے کہ حیض عنقریب آنے والا ہے اور ابھی حیض آنے میں اتنا وقت باقی ہے کہ پورا طواف یا چار پھیرے کر سکتی ہے اور نہیں کیا اور حیض آگیا پھر ایام نحر گذرنے کے بعد پاک ہوئی تو دم واجب ہوگا۔ اور اگر چار پھیرے نہیں کر سکتی تو کچھ واجب نہ ہوگا۔

طواف زیارت کے بعد منیٰ کو واپسی

دسویں تاریخ کو طواف زیارت کے بعد مکہ سے منیٰ واپس آجائے اور ظہر کی نماز منیٰ میں واپس آکر پڑھنا مسنون ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مکہ میں مسجد حرام میں ہی پڑھنا مسنون ہے۔ ملا علی قاری نے مسجد حرام میں نماز ظہر پڑھنے کو ترجیح دی ہے اور رات کو منیٰ میں رہنا مسنون ہے منیٰ کے علاوہ کسی دوسری جگہ رہنا

مکروہ ہے خواہ مکہ میں رہے یا راستہ میں اسی طرح اکثر حصہ رات کا کسی دوسری جگہ گذارنا بھی مکروہ ہے لیکن اس سے دم وغیرہ واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ: منیٰ میں مسجد خیف میں نماز باجماعت پڑھنے کا اہتمام کیا جائے اور مسجد کے بیچ میں جو قبہ ہے اس کی محراب میں خاص طور سے نماز پڑھے۔ یہ جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی ہے۔

گیارہویں بارہویں تیرہویں کو رمی یعنی کنکریاں مارنا۔

مسئلہ: رمی کرنا واجب ہے رمی کے چار دن ہیں۔ دسویں، گیارہویں بارہویں، تیرہویں۔

دسویں صرف جمرۂ اخری کی رمی ہوتی ہے جیسا کہ پہلے گذر چکا اور باقی ایام میں تینوں کی رمی کیجاتی ہے۔

مسئلہ: گیارہویں کو زوال کے بعد ظہر کی نماز پڑھ کر تینوں جمرات پر سات سات کنکریاں مارے اول جمرۂ اولیٰ رجو مسجد خیف کے قریب ہے، کی رمی کرے اور یہ جمرہ چونکہ ذرا اونچائی پر ہے اس لئے جمرہ کے قریب اوپر چڑھ کر پانچ ہاتھ یا زیادہ

فاصلہ پر قبلہ رخ اسی طرح کھڑا ہو کہ جمرہ کے بالکل مقابل نہ ہو بلکہ داہنی جانب جمرہ کا حصہ زیادہ ہو اور بائیں جانب کم ہو۔ اس کے بعد سات کنکریاں مارے اور ہر کنکری پر بسم اللہ اللہ اکبر رجماً للشیطٰن پڑھے اور جمرۂ اولیٰ رمی کے بعد ذرا آگے کو بڑھ کر قبلہ رخ کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھا کر حق تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے اور تسبیح تکبیر پڑھے اپنے اور سب مسلمانوں کے لئے دعا کرے رمی کے بعد اتنی دیر تک ٹھیرے کہ جتنی دیر میں سورۂ بقرہ یا تین پاؤ پارہ یا بیس آیتہ پڑھی جاتی ہیں۔ اس کے بعد جمرۂ وسطیٰ یا بیچ والے جمرہ پر آئے اور مثل جمرۂ اولیٰ کے رمی کرے اور ذرا بائیں جانب کو کھڑا ہو کر مثل جمرۂ اولیٰ کے تسبیح تہلیل تکبیر دعا وغیرہ کرے اس کے بعد جمرۂ اخریٰ کی رمی کرے اور اس کی رمی کے بعد ٹھیر کر دعا وغیرہ نہ کرے۔ یہ صرف جمرۂ اولیٰ اور وسطیٰ کی رمی کے بعد سنت ہے جمرۂ اخریٰ کی رمی کے بعد اپنی قیام گاہ پر واپس آئے اور رات کو منیٰ میں رہے پھر بارہویں کو زوال کے بعد اسی طرح جمرات کی رمی کرے اور سب امور مذکورہ کا خیال رکھے اس کے بعد تیرہویں کو تینوں جمرات کی رمی کرے۔

مسئلہ: بارہویں تاریخ کو زوال کے بعد رمی کر کے منیٰ سے مکہ چلا آنا بلا کراہت جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ تیرہویں کو رمی

کے بعد آئے۔

مسئلہ: جو شخص بارہویں کے بعد مکہ آگیا اس پر تیرہویں کی رمی واجب نہیں ہوتی۔

مسئلہ: اگر بارہویں کو مکہ جانے کا ارادہ ہو تو غروب ہونے سے پہلے منیٰ سے نکل جائے غروب کے بعد تیرہویں کو بلا رمی کے جانا مکروہ ہے۔ گو تیرہویں کی رمی واجب نہ ہوگی۔ لیکن اگر تیرہویں کی صبح صادق منیٰ میں ہوگئی تو تیرہویں کی رمی واجب ہو جائے گی۔ اگر بلا رمی کئے آئے گا تو دم واجب ہو جائے گا۔

مسئلہ: گیارہویں، بارہویں کو رمی کا وقت زوال کے وقت سے شروع ہوتا ہے اس سے پہلے رمی جائز نہیں اور زوال سے غروب تک وقت مسنون ہے اور غروب سے صبح صادق تک وقت مکروہ ہے اگر گیارہویں کو رمی نہیں کی اور بارہویں کی صبح ہوگئی تو گیارہویں کی رمی فوت ہو جائے گی۔ اور اس کا وقت نکل گیا اب بارہویں کی رمی کے ساتھ قضا کرے اسی طرح بارہویں کی رمی تیرہویں کی صبح تک نہ کی تو اس کا بھی وقت نکل گیا اور قضا واجب ہوگئی۔

مسئلہ: اگر کسی روز کی رمی اس کے وقت معینہ میں نہیں ہو سکی تو قضا واجب ہوگی اور دم بھی واجب ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی روز بھی رمی نہیں کی اور رمی کا وقت ختم ہو گیا تب بھی

ایک ہی دم واجب ہوگا۔

مسئلہ: رمی کی قضا کا وقت تیرہویں کی غروب تک ہے غروب کے بعد رمی کا وقت ختم ہوجاتا ہے اور قضا کا وقت نہیں رہتا دم واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ: تیرہویں کی رمی کا وقت گو صبح صادق سے غروب تک ہے لیکن زوال سے پہلے وقت مکروہ ہے اور بعد میں وقت مسنون ہے اور غروب کے بعد اس کا وقت بالکل ختم ہوجاتا ہے۔ تیرہویں کی رمی کبھی قضا نہیں ہوسکتی دم واجب ہوگا۔

مسئلہ: اگر کسی نے دسویں گیارہویں یا بارہویں کی رمی نہیں کی تو اس روز کے بعد والی رات میں رمی کرسکتا ہے مثلاً دسویں کو رمی نہیں کی تو دسویں اور گیارہویں کی درمیانی شب میں رمی جائز ہے کیونکہ ایام حج میں بعد والی رات پہلے دن کی شمار کی جاتی ہے اگر کوئی شخص ان تاریخوں سے پہلی رات میں دن کی رمی کرے گا تو رمی صحیح نہ ہوگی۔

مسئلہ: تیرہویں کی بعد والی رات تیرہویں کی شمار نہیں کیجاتی۔

مسئلہ: گیارہویں بارہویں تیرہویں کی تینوں جمرات کی رمی ترتیب وار کرنا مسنون ہے اگر جمرۂ وسطیٰ یا جمرۂ اخریٰ کی رمی پہلے کر

تو اولیٰ کے بعد میں وسطیٰ اور اخریٰ کی رمی کرے تاکہ ترتیب سنت کے مطابق ہو جائے۔

مسئلہ: رمی کنکریاں پے در پے مارنا مسنون ہے تاخیر اور فاصلہ کنکریوں میں مکروہ ہے۔ اسی طرح ایک جمرہ کی رمی کے بعد دوسرے جمرہ کی رمی میں علاوہ دعا کے تاخیر کرنا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ: رمی کرنے کے لئے کوئی خاص حالت اور ہیئت شرط نہیں بلکہ جس حالت میں اور جس جگہ کھڑا ہو کر رمی کرے گا۔ صحیح ہو جائیگی۔ البتہ امور مذکورہ کی رعایت مسنون ہے۔

شرائط رمی۔

رمی کے صحیح ہونے کی دس شرطیں ہیں۔

(۱) کنکری کا پھینکنا ضروری ہے جمرہ کے اوپر رکھنا کافی نہیں ہے البتہ کنکری جمرہ پر ڈالنا کافی ہے لیکن بوجہ خلاف سنت ہونے کے مکروہ ہے۔

(۲) ہاتھ سے رمی کرنا اگر کمان یا تیر وغیرہ سے رمی کی تو صحیح نہ ہوگا۔

(۳) کنکری کا جمرہ کے قریب گرنا اگر دور گرے گی تو رمی نہ ہوگی۔

تین ہاتھ فاصلہ دور ہے۔ اور اس سے کم قریب ہے۔

کنکری کا پھینکنے والے کے فعل سے گرنا اگر کنکری کسی آدمی کی پشت یا سواری پر جا کر ٹھیر گئی اور دوسرے شخص نے اس کو گرا دیا یا آدمی اور جانور کی حرکت سے گر گئی تو رمی نہ ہوگی۔ اور اس کنکری کا اعادہ واجب ہوگا۔ اسی طرح جس شخص کے اوپر کنکری جا گری تھی وہ اس کو اٹھا کر رمی کرے یا جمرہ پر رکھ دے تو بھی رمی نہ ہوگی البتہ بلا اس شخص کی حرکت کے کہ جس کی کمر پر کنکری جا کر پڑی ہے خود بخود لڑھک کر جمرہ کے قریب گر پڑے تو ہو جائے گی۔ اور اگر دور گرے تو نہ ہوگی اور اگر شک ہے کہ خود گری یا آدمی کی حرکت یا جانور کی سے گری تو احتیاطاً اعادہ کرے۔

(۵) سات کنکریاں علیحدہ علیحدہ مارنا اگر ایک سے زیادہ یا ساتوں ایک دفعہ ماریں تو ایک شمار ہوگی۔ اگرچہ علیحدہ علیحدہ گری ہوں اور باقی پوری کرنی ضروری ہونگی۔

(۶) خود رمی کرنا۔ کسی دوسرے سے باوجود قادر ہونے کے بلا عذر رمی کرانا جائز نہیں البتہ اگر مریض کسی دوسرے کو حکم کر دے یا کوئی مجنون بے ہوش ہو یا بچہ ہو اور دوسرا شخص اس کی طرف سے رمی کرے تو جائز ہے اور افضل یہ ہے کہ کنکری اس شخص کے

ہاتھ پر رکھ دی جائے اور وہ اس کو خود پھینکدے یا اس کے ساتھ ہی پھینکدیں مریض کی طرف سے رمی کے لئے اس کا حکم شرط ہے اور بے ہوش وغیرہ کے لئے حکم شرط نہیں۔

مسئلہ: رمی کے بارہ میں وہ شخص مریض اور معذور سمجھا جائیگا جو کھڑے ہوکر نماز نہ پڑھ سکے یا جمرات تک آنے میں پیدل یا سواری پر سخت تکلیف کا اندیشہ ہو۔ اگر سوار ہو کر جمرات تک آسکتا ہے اور مرض کی زیادتی اور تکلیف کا اندیشہ نہیں ہے تو اس کو خود رمی کرنی ضروری ہے۔ دوسرے سے رمی کرانا جائز نہیں ہاں اگر سواری کا یا کوئی شخص اٹھانے والا نہ ہو تو معذوری ہے دوسرے سے رمی کرا سکتا ہے۔

مسئلہ: جو شخص دوسرے کی طرف سے رمی کرے اول اس کو اپنی سات کنکریاں پوری کرنا چاہئیں اس کے بعد دوسرے کی طرف سے مارے۔ اگر اس طرح رمی کی کہ ایک کنکری اپنی طرف سے ماری اور پھر ایک دوسرے کی طرف سے ماردی تو جائز ہے لیکن مکروہ ہے اور گیارہویں بارہویں تیرہویں تینوں جمرات کی رمی اپنی طرف سے کرے اس کے بعد تینوں کی رمی دوسرے کی طرف سے کرے۔

مسئلہ: اگر کسی معذور کا عذر دوسرے سے رمی کرالینے کے بعد رمی کے

وقت میں دور ہوگیا تو دوبارہ رمی کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ: کم عقل، مجنون، بے ہوش اور بچہ اگر بالکل رمی نہ کریں تو ان پر فدیہ واجب نہیں البتہ اگر مریض رمی نہ کریں تو ترک کی جزا واجب ہو جائے گی۔

مسئلہ: کنکری کا جنس زمین سے ہونا ضروری ہے۔ خواہ پتھر ہو یا کوئی اور چیز ہو۔ جنس زمین کے علاوہ کسی چیز سے رمی جائز نہ ہوگی۔

مسئلہ: پتھر، مٹی کی ڈلی، گارے کی گولی، کنکر، چونہ، ہرتال سرمہ، پہاڑی نمک، گندھک، مردار سنگھ، ریت سے رمی جائز ہے لیکن ریت کی ایک مٹھی ایک کنکر کے برابر شمار ہوگی۔ پتھر سے رمی کرنا افضل ہے۔

مسئلہ: سونا، چاندی، مونگا، لکڑی، سینگی وغیرہ سے رمی جائز نہیں۔

مسئلہ: یاقوت فیروزہ میں اختلاف ہے اس لئے احتیاط اس میں ہے کہ اس سے رمی نہ کرے۔

منیٰ سے مکہ کو روانگی۔

رمی سے فارغ ہو کر بارہویں یا تیرہویں کو مکہ آئے اور محصب میں

تھوڑی دیر ٹھیر کر دعا کرے۔ خواہ نیچے اتر کر یا سواری پر سواری کو ٹھیرا کر۔ یہ ادنیٰ درجہ ہے اعلیٰ درجہ اور پوری سنت یہ ہے کہ بارہویں یا تیرہویں کو رمی کے بعد ظہر عصر مغرب عشا محصب میں پڑھے اور پھر ذرا سو جائے یا لیٹ جائے اور پھر مکہ میں آئے محصب وہ جگہ ہے جسمیں سنگریزے بہت پڑے ہیں قبرستان مکہ کے متصل جو منیٰ کی طرف جاتے ہوئے دو پہاڑ ہیں ان کے درمیان میں ہے اور طول اس کا مکہ کے دروازہ سے جبل ثبیرہ تک ہے اور قبرستان محصب سے خارج ہے اس کو ابطح اور بطحاء اور حصبا بھی کہتے ہیں اب اسمیں آبادی ہی ہو گئی ہے آجکل اس کو معابدہ کہتے ہیں۔

مسئلہ: محصب میں تھوڑی دیر ٹھیرنا سنت ہے اس کا ترک برا ہے (معلم الحجاج)

تلبیہ

منیٰ میں ہم نے رات گذاری صبح کو جب جبل ثبیر پر دھوپ خوب پھیل گئی تو عرفات چلنے کی تیاری کی معلم صاحب نے موٹر منگائی اور ہم سب سوار ہو کر میدان عرفات پہنچے گویا یہ سیاہ کار دامن رحمت میں پہنچ گیا گرمی کافی شدت کی تھی معلم صاحب نے خیموں سے

نہ نکلنے کی ہدایت کی ایجنٹ پہنچے تقریباً نصف گھنٹہ کے بعد معلم صاحب نے کھانا کھلانا شروع کیا۔ عرفات کے میدان میں دوپہر کو کھانا معلم صاحب دیتے ہیں ہمارے معلم صاحب نے بریانی اور زردہ کا انتظام کیا تھا۔ ہمارے خیمہ کے بالکل قریب پانی تھا برف اگرچہ فروخت ہو رہی تھی مگر کہیں دور تھی اس لئے ہماری ہمت نہ ہوئی۔ ساتھیوں نے منیٰ میں برف خرید کر رکھ لیا تھا کچھ دیر وہ کام میں آئی۔ ظہر کی نماز کا انتظام معلم صاحب نے وہیں کیا۔ ہمارے خیمہ کے قریب ایک بڑے شامیانہ میں ایک اچھی خاصی جماعت ہوئی۔ کیونکہ یہاں سے امام صاحب کے خطبہ دینے کی جگہ کافی دور تھی اس لئے ہم نے بھی نماز وہیں پڑھی اس کے بعد معلم صاحب نے کھڑے ہو کر دعا کی ہم سب بھی کھڑے ہو گئے تھے دعا کرانی شروع کی اس وقت کوئی آنکھ بھی ایسی نہیں تھی جو آبدیدہ نہ ہو لوگ چیخ رہے تھے اور چلا رہے تھے کیونکہ یہی خاص وقت تھا اس کے بعد سب لوگ اپنے اپنے خیموں میں چلے گئے اور تلاوت اور ذکر وغیرہ میں مشغول ہو گئے اگر اللہ تعالےٰ توفیق دے تو یہاں تنہائی میں مغرب تک وقت گذارنے کی کوشش کریں اور اپنے تمام پچھلے گناہوں کو یاد کر کے خوب روئیں عصر کے وقت معلم صاحب نے پھر دعا کرائی اور وہی آہ و بکا کا منظر کچھ دیر پھر رہا

اب آفتاب میں تمازت کم ہوئی ہم جیسے کمزوروں کی بھی جبل رحمت کی طرف بڑھنے کی کچھ ہمت ہوئی مولوی سلطان احمد صاحب سنبھلی نے ہم سے بھی کہا کہ جبل رحمت کے قریب تر چلا جائے۔ مگر معلم صاحب نے منع کر دیا اور یہ کہہ دیا کہ اگر خیمہ سے باہر چلے گئے تو ہجوم زیادہ ہونے کے باعث گم ہو جاؤ گے۔ اولاً ہم نے پابندی کی اور نہ گئے پھر مولانا موصوف کے اسرار پر اپنے شوق کو قابو میں نہ رکھ سکے اور ان کے ہمراہ چلے گئے کچھ دیر تک وہاں قریب کھڑے رہے اور ساتھ ہی دعائیں کرتے رہے کچھ ہجوم اوپر جانے کی کوشش کر رہا تھا مگر اوپر پلیٹری لگی ہوئی تھی مگر اس کے باوجود زبردستی کچھ حضرات اوپر چڑھ گئے۔

سورج غروب ہونے لگا مولوی سلطان احمد صاحب اور چھوٹے بھائی میاں زاہد صاحب مرحوم نے پیدل عرفات جانے کی ہمت کی اور میں اپنی کمزوری کی وجہ سے ان کے ہمراہ نہ جا سکا اور اپنے خیمہ کی طرف واپس ہوا لیکن معلم صاحب کے کہنے کے مطابق اپنا خیمہ نہ پا سکا بہت کوشش کی لیکن بیسود آخر کار یہ طے کیا کہ پیدل چلیں لہذا پا پیادہ قافلوں کے پیچھے چل پڑا اب راستہ میں سب بدو قسم کے حضرات تھے سورج غروب ہو چکا تھا انکی عربی بالکل ہی سمجھ میں نہیں آتی تھی بہت کافی پریشانی ہوئی بخار تھا اور اس میں

تیزی کے ساتھ سفر کیا مغرب کی نماز نہیں پڑھی حالانکہ تمام دنیا میں تارکین صلوٰۃ کے علاوہ سب نمازوں سے فارغ ہو گئے ہوں گے۔ مگر آج پروردگار کا یہی حکم ہے وہ جس وقت جو چاہیں حکم دیں آقا کی اطاعتیں آج وہ حضرات بھی خوشی خوشی نماز میں تاخیر کر رہے ہیں جنہوں نے کبھی نمازوں میں تاخیر نہ کی ہو گی آج آقا کا حکم عشاء کی نماز کے ساتھ مزدلفہ میں پڑھنے کا ہے۔ خدا خدا کر کے مزدلفہ پہنچے ساتھی یہاں نہ مل سکتے تھے اس لئے تلاش بھی نہیں کیا۔ مسجد میں گئے دونوں وقت کی نمازیں پڑھیں۔ مغرب اور عشاء۔ اس کے بعد مزدلفہ میں ادھر اُدھر قیام کی جگہ تلاش کر رہا تھا۔ خواہش تھی کہ تنہائی میں جگہ ملجائے ہنگامہ سے تھوڑا ہٹ کر اچانک اپنے قصبہ کے حاجی محمد یوسف صاحب مل گئے بڑا خدا کا شکر ادا کیا کہ اپنی زبان سمجھنے والے اور اس ماحول کے آدمی سے ملاقات ہوئی۔ چونکہ تھکن بہت زیادہ محسوس ہو رہی تھی اس لئے بستر پر لیٹتے ہی نیند آگئی۔ حالانکہ یہ رات بڑے کام کی رات ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد اٹھا اب پانی کا ایک اہم مسئلہ تھا وہاں جس جگہ ہم تھے اس جگہ سے پانی بہت دور تھا اگرچہ اس میدان میں بھی جگہ جگہ پانی کے نل لگے مگر ہمارے قریب کا نل خراب تھا اور تھوڑا سا پانی ساتھیوں

کے برتن سے نکل آیا۔ یہاں پانی کے اتنے زیادہ نل ہونے کے باوجود قلت تھی۔ بدو لوگ کافی پیسوں میں فروخت کر رہے تھے۔ اگر خدانے کیا اور ناظرین کرام کو وہاں جانا نصیب ہو جائے اور خدا کرے کہ آپ حضرات وہاں ضرور جائیں تو اس رات کو ضائع نہ ہونے دیں یہ بھی بہت قیمتی لمحات ہیں۔ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر منیٰ کی طرف روانگی ہوئی ایک پوری بستی کا اجڑنا اور پھر آباد ہونا کوئی آسان کام نہ تھا کافی شور و ہنگامہ ہوا موٹروں اور سڑکوں کی خوب دھوم دھام تھی منیٰ کے میدان میں آج پھر سے وہی رونق ہو گئی جیسے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قربانی اور آپکا صبر و تحمل کی یاد شدت سے پیدا ہو رہی تھی تھوڑی دیر وہاں رہے رمی کی اس لئے کہ آج جمرۂ عقبیٰ کی رمی کیجائے یعنی کنکریاں ماری جائیں۔ روایت میں آیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کے لئے چلے تو شیطان سب سے پہلے اس جگہ ملا اور اس نے ان کو اس ارادہ سے باز رکھنا چاہا۔ ابراہیم علیہ السلام نے اس کو سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا۔ آگے بڑھ کر پھر دوسرے جمرہ کی جگہ نظر آیا وہاں بھی سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ زمین میں دھنس گیا۔

سعی وطواف تو عشق وجذب کی کھلی نشانیاں ہیں مگر یہ کنکری مارنا بھی عجب عشق ومحبت کی شان ہے اس وقت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی محبت اللہ تبارک وتعالےٰ کے حکم کی اطاعت۔ اور اپنے دشمن سے نفرت کا جوش ہو تو اس رمی کنکریاں مارنے میں عجیب لطف پیدا ہو جاتا ہے اگرچہ یہ سب کچھ فقہ کی کتابوں میں پڑھا تھا مگر اس کا صحیح نقشہ آج ہی نظر سے گذرا۔

زوال سے پہلے رمی سے فراغت کی نیت تھی اس لئے وہاں پہنچے ہجوم کافی تھا ایک لکڑی بیچ میں کھڑی کی ہوئی ہے اور اس کے چاروں طرف ایک حوض سا بنا رکھا ہے اس میں کنکریاں جمع تھیں بعض حضرات اس قدر جوش میں آتے ہیں کہ اس میں بڑے پتھر اور جوتے بھی ڈالتے ہیں۔ بہر حال اہلِ دل حضرات اس میں کوئی خاص لطف محسوس کر رہے ہونگے رمی کے بعد تلبیہ ختم .... ہوا واپس خیمہ پر پہنچے تو برادرم زاہد میاں مرحوم سے ملاقات ہوئی اپنی رات کی گمشدگی کی اطلاع کی اور ان کے ساتھ ملکر مذبحہ گئے اس وقت اس ہنگامہ میں جانور تلاش کرنا بہت دشوار تھا۔ بڑی کوشش اور تلاش کے باوجود بھی ناکامی ہوئی مولوی سلطان احمد صاحب سنبھلی بھی ہمراہ تھے مشورہ کے بعد یہ طے ہوا کہ کل قربانی

کی جائے اس وقت موقع نہیں ہے اگر ممکن ہو سکا تو شام کو بھی چکر لگائینگے۔

واپسی کے بعد مکہ معظمہ طواف زیارت کو بھی نہ جا سکے۔ شام کو قربانی کی دوسری صبح مکہ معظمہ جا کر طواف کیا حجامت بنوائی اور احرام اتار دیا۔ غسل کیا کپڑے پہن کر منٰی میں واپس آئے اور آج کی رمی سے فراغت حاصل کی۔ حضرت مولانا حسین احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ کی تحقیق کی اور اپنے چھوٹے بھائی کے ہمراہ حضرت کی خدمت میں حاضری ہوئی۔ یہاں اپنے دارالعلوم کے ساتھیوں سے ملاقات ہوئی مولانا ہارون صاحب دیوبندی حضرت شیخ مدظلہ کے صاحبزادے میاں اسعد صاحب سلمہٗ سے ملاقات ہوئی اپنے دارالعلوم کے استاد اور حضرت شیخ صاحب کے پرائیوٹ سکریٹری جناب حافظ قاری اصغر علی صاحب مدظلہ سے بھی نیاز حاصل ہوا۔ قبلہ قاری صاحب ہمیشہ سے بہت محبت فرماتے تھے بمبئی میں قاری صاحب قبلہ نے ساتھ آنے کے لئے بہت زیادہ اصرار کیا تھا اور فرمایا تھا کہ تم چلو اس وقت موقع بہت مناسب ہے حضرت شیخ کی معیت تمہارے لئے حج میں بہت مفید ہوگی اگر آئندہ سال آئے تو پھر حضرت کی معیت نہ حاصل کر سکے گا۔

مگر میں نے عرض کر دیا تھا کہ میں انشاء اللہ آئندہ کسی وقت جا سکتا

ہوں اس سال حالات اجازت نہیں دیتے مگر اللہ تبارک و تعالےٰ
نے ایسا کرم فرمایا کہ میں اگر ساری عمر صرف اس ایک ہی عنایت عظیم
کا شکریہ ادا کرتا ہوں تو حقیقتاً شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔ حضرت شیخؒ
کا جہاز گودی سے چلتے وقت قلب میں انتہائی بیتابی اور بے چینی پیدا
ہوئی اور یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کوئی بھی صورت ہو میں اس سال
وہاں حاضر ہو جاؤں۔ اور نتیجہ میں منٰی میں ۱۱ر ذی الحجہ کو قاری صاحب
کی خدمت میں حاضری ہوئی قاری صاحب بہت خوش ہوئے حضرت شیخ کی
خدمت میں حاضر ہوا مگر بات کرنے کا موقع نہ ملا کیونکہ یہاں بھی عقیدت رکھنے
والوں کا بڑا ہجوم رہتا تھا۔ دوسرے دن مکہ معظمہ میں واپسی ہوئی۔

فَاِذَا قَضَيْتُم مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا۔

جب پورے کر چکو اپنے حج کے کام کو تو یاد کرو اللہ کو جیسے یاد کرتے تھے اپنے باپ دادوں کو بلکہ اس سے زیادہ

مزے لوٹو کلیم اب بن پڑی ہے
بڑی اونچی جگہ قسمت لڑی ہے

یہاں کا ہر لمحہ بڑا قیمتی ہے اب مکہ معظمہ کے قیام کو بہت غنیمت
سمجھنا چاہیئے زیادہ سے زیادہ وقت طواف و ذکر نوافل و تلاوت میں
گذارنا ہے ہم تو کچھ کر نہ سکے مگر ناظرین کرام اس وقت اور اس نعمت

عظمیٰ سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کریں۔

ہمیں یہاں کے مقامات مقدسہ دیکھنے کا بڑا اشتیاق تھا اور یہ سب حج کے بعد کے لئے ملتوی کر دیا تھا۔ اب معلم صاحب سے عرض کیا گیا کہ ہمیں یہاں کے مقامات مقدسہ دکھا دیئے جائیں معلم صاحب نے صبح کی نماز کے بعد ایک بزرگ کو ہمارے ساتھ کر دیا انہوں نے سب سے پہلے غالباً سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی جگہ دکھائی۔ یہ مکان شعب علی میں ہے اس وقت اسمیں مدرسہ ہے۔ حدیث کا درس دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا مکان پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا مکان دکھایا۔ یہ بہت بڑا مکان ہے اس میں ایک بڑا کنواں ہے اس کے متعلق ہمارے ان بزرگ صاحب نے یہ فرمایا کہ یہ سب سے پہلا کنواں ہے جو اس شہر میں شیریں پانی کا پہلا کنواں تھا اس کے قریب ایک چھوٹا خام چبوترہ تھا اس کے متعلق ہمارے رہبر نے فرمایا کہ کنویں کی تیاری کے وقت سرکار اس جگہ تشریف رکھتے تھے دار ارقم جسمیں حضرت عمر رضؓ ایمان لائے یہ صفا کے قریب ہے۔

جنت المعلیٰ ۔ یہ مکہ معظمہ کا بڑا قبرستان ہے یہ بقیع یعنی مدینہ منورہ کے قبرستان کے بعد سب قبرستانوں سے افضل ہے۔

حرم محترم کے پہاڑ۔

جبل ابوقبیس: یہ ایک مشہور پہاڑ ہے طوفان نوح کے وقت حجر اسود کو یہاں امانت رکھا گیا تھا۔

وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ اس پہاڑ میں ایک غار ہے جس کو غار کنز کہتے ہیں اس میں حضرت آدم علیہ السلام کی قبر ہے اور فاکہی حضرت عروہ بن زبیر سے نقل کرتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام کی قبر مسجد خیف میں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی قبر ہندوستان میں ہے امام ذہبی فرماتے ہیں کہ حضرت شیث علیہ السلام اور انکی والدہ حضرت حوا کی قبریں جبل ابوقبیس میں ہیں فاکہی کہتے ہیں کہ معجزہ شق القمر جبل ابوقبیس پر ظاہر ہوا چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے چاند کو دو ٹکڑے دیکھا اس کی ایک شق جبل ابوقبیس پر تھی دوسری اس جانب "اس جانب سے غالباً شبنہ سفلی کی طرف اشارہ ہے کہ وہ جبل ابوقبیس کے بالمقابل ہے، بعض دیگر روایات سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے اور حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے معجزہ شق القمر چودہویں رات کو واقع ہوا ایک نصف کوہ صفا پر تھا اور دوسرا کوہ مروہ پر تھا علماء کہتے ہیں کہ کوہ صفا جبل ابوقبیس ہی کا ایک حصہ ہے فاکہی کہتے ہیں کہ جبل ابوقبیس میں جو دعا مانگی جاتی ہے وہ قبول ہوتی ہے۔ حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ جبل ابوقبیس سب سے پہلا پہاڑ ہے جو روئے زمین پر نمودار ہوا۔

جبل خندمہ: مشہور پہاڑ ہے۔ فاکہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت

دیتے ہیں کہ اس میں ستر نبیوں کی قبریں ہیں۔

جبل حرا۔

مشہور پہاڑ ہے جس کا دوسرا نام جبل نور ہے اس پہاڑ کے غار میں جو بلندی واقع ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن عبادت کی ہے حضور اکرم صلعم ہر سال ایک مہینہ کے لئے تشریف لاتے تھے اور اس غار میں عبادت کیا کرتے تھے اور یہیں آپ کو رسالت اور نبوت سے سرفراز فرمایا گیا۔

(رفیق حج)

جبل ثور۔

یہ پہاڑ زیر مکہ دو تین میل کے فاصلہ پر ہے اور اس کی بلندی تقریباً ایک میل ہے یہی وہ پہاڑ ہے جہیں آنحضرت صلعم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ نے ہجرت کے وقت مشرکین مکہ کے خوف سے پناہ لی تھی اور جس کا ذکر اس آیت میں ہے۔
ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ جبل ثور کے غار میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ

تشریف فرما ہوئے تو مکڑی نے اس کے منہ پر جالا تن دیا تھا۔ اور کفار مکہ جالا دیکھ کر واپس چلے گئے تھے اس غار میں دو دروازے ہیں پہلے اس غار میں ایک دروازہ تنگ اور دوسرا کشادہ تھا پھر اس تنگ دروازہ کو کشادہ کر دیا گیا۔ تاکہ اندر داخل ہونے اور باہر آنے میں دشواری نہ ہو۔

علامہ فاسی کہتے ہیں کہ ایک روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "رفیق ج (ہجرت کے وقت اوپر تشریف لائے تو اس پہاڑ نے کہا " اے محمد مجھ میں پناہ لو میں نے تمہارے سے پہلے ستر نبیوں کو پناہ دی ہے۔

(تحفۃ الکرام)

جبل ثبیر۔

یہ پہاڑ منیٰ میں واقع ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالےٰ نے جب پہاڑ کی جانب تجلی فرمائی تو وہ ٹکڑا ٹکڑا ہو گیا جس میں سے تین ٹکڑے مکہ میں گرے جو جبل حرا اور جبل ثبیر اور جبل ثور ہیں اور تین مدینہ میں گرے جو جبل احد۔ جبل ورقان۔ جبل رضوی ہیں۔ (فاسی)

علامہ قرذبی فرماتے ہیں کہ جبل ثبیر بہت بابرکت پہاڑ ہے علامہ نقاش فرماتے ہیں کہ اس پہاڑ پر دعا قبول ہوتی ہے۔

(فاسی)

متعدد عمرے کرنا

مکہ معظمہ میں لوگ ایک ایک دن میں کئی مرتبہ بھی عمرہ کرتے ہیں۔ حج صرف ایک ہی مرتبہ ہوتا ہے مگر عمرہ کئی بار کیا جاتا ہے۔

لہذا لوگ روزانہ کبھی والد کی طرف سے کبھی والدہ کی طرف سے غرض جس کی طرف سے بھی چاہیں عمرہ کر سکتے ہیں اس کا بھی حج کی برابر ہی ثواب ہے۔

مکہ معظمہ میں پاکستان اور ہندوستان کے شفاخانے ہیں اگرچہ شفاخانہ تو مکہ معظمہ کا بہت عالیشان ہے مگر اس میں ڈاکٹر سب عربی ہیں اس لئے ہندوستانی دواخانہ میں جانے کا اتفاق

ہوا اس میں ڈاکٹر سے لے کر چپراسی تک سب ہی نہایت خلیق اور اچھے تھے ہندوستان کے شفاخانہ میں جو ڈاکٹر ہیں وہ ہندوستان کے رہنے والے ہیں میں نے اس شخص میں یہ کمال دیکھا کہ مریضوں کی کثرت کے باوجود بالکل لایعنی سوالات اور گفتگو کے جوابات نہایت خندہ پیشانی سے دیتے رہتے تھے اور پیشانی پر بل تک نہیں آتا تھا۔ عرب کے کافی مریض بھی آتے تھے کسی ملک کے مریض کو ممانعت نہ تھی ڈاکٹر صاحب عربی، انگریزی اردو میں خوب بات کرتے تھے۔ عام طور سے مریض مطمئن تھے پاکستان کے شفاخانہ بھی گیا، وہاں کے ڈاکٹر بھی اچھے اور خلیق تھے اور قابل آدمی ہیں مگر کمپونڈر وغیرہ کے اخلاق اچھے نہ تھے۔

مکہ معظمہ سے روانگی اور طوافِ رخصت۔

کچھ دن مکہ معظمہ کے قیام کے بعد مدینہ منورہ چلنے کا نمبر آیا۔ معلم صاحب کو موٹر کا کرایہ دئے جانے کا دن مقرر ہوا موٹر آگئی سامان رکھا جانا شروع ہوا اور اب طوافِ وداع کرنا تھا معلم صاحب نے وضو کر لینے کو کہا میں وضو کئے ہوئے تھا گھڑی میں دیکھا نماز عصر کا وقت تھا حرم شریف گیا اور یہ خیال کیا کہ عصر سے قبل طواف ہو جائے

تو اچھا ہے ورنہ پھر نفل نہیں پڑھ سکیں گے لیکن حرم شریف میں داخل ہوتے ہی تو تکبیر شروع ہو گئی۔ صف میں کھڑے ہوئے اور جماعت سے نمازِ عصر ادا کی اس کے بعد طواف کیا اور اس وقت طواف کی دلمیں کچھ اور ہی کیفیت تھی اور وہ اس سے قبل کے طوافوں میں نہیں تھی کاش ہم اہلِ بصیرت ہوتے۔ اہلِ دل حضرات ہی اس کا لطف اور صحیح کیفیت محسوس کر سکتے ہوں گے۔ آبِ زمزم پیا اور خوب پیا اور پھر ملتزم پر چپٹنے کو دل چاہا اور آ کر چپٹ گئے اپنی دعاؤں اور آہ و زاری میں مشغول تھے کہ اچانک بادل گھر کر آیا اور نہ صرف یہ کہ اس نے آفتاب کو اپنی اوٹ میں لے کر تمازت کو ختم کر دیا بلکہ ایک دم بارانِ رحمت کا نزول ہوا میزابِ رحمت پر آئے تو مجمع نہ تھا وہاں کھڑے ہو گئے اور کچھ دیر کے بعد رخصت ہوئے اس وقت کے قلبی تاثرات کاغذ پر نہیں لائے جا سکتے اس موقعہ پر حضرت عروج صاحب قادری کی نظم وداعِ کعبہ ناظرین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں تاکہ وہ اس کو پڑھ کر کچھ اندازہ لگائیں

رخصت اے رکنِ یمانی رخصت اے سنگِ سیاہ
یاد رکھنا میرے آنسو یاد رکھنا میری آہ
اے حطیمِ پاک رخصت تجھ سے بھی ہوتا ہوں میں
لب پہ آہِ سرد ہے دھنتا ہوں سر روتا ہوں میں

رخصت اے میزابِ رحمت الوداع اے بام دوز
رخصت اے دیوارِ کعبہ الوداع اے پاک گھر
الفراق اے رکنِ شامی الوداع اے مستجار
چھوڑ رہے ہیں دلیں کانٹے ہو رہا ہوں بے قرار
چھوڑ کر سب سے چلا ہوں رخصت اے رکنِ عراق
مختصر یہ ہو رہا ہے ہجر کعبہ دل پہ شاق
الوداع اے بابِ کعبہ الوداع اے ملتزم
یاد رکھنا گریہ شب نالہ ہائے صبح دم
آ لپٹ لوں تجھ سے میں اک بار با قلبِ حزیں
جانے پھر قسمت میں تجھ سے ہے پلٹنا کہ نہیں
الوداع اے حضرت جبریل رخصت اے مطاف
چھوڑتا ہوں ہاتھ سے با چشمِ پُرنم اب غلاف
زمزمی رحمت ہو تجھ پر میں تو اب واپس چلا
رو پڑے کعبہ مجھ کو کاسہ آخر پلا
الوداع اے چاہِ زمزم رخصت اے آبِ طہور
تجھ کو پینا دل کی ٹھنڈک دیکھنا آنکھوں کا نور
اے الٰہ الخلق ربّ البیت ربِّ دو جہاں

یہ دعا ہے آخری میری کہ پھر لانا یہاں
پڑھ چکا جب آخری دن واجب خلعت المقام
ذرے ذرے کو کہا میں نے وداعی السلام

معلم صاحب کے مکان پر واپسی ہوئی تو ساتھی طوافِ وداع
جا رہے تھے بارش کی وجہ سے اس وقت نہ جا سکے تھے۔ کیونکہ
ہو کرنے میں دیر ہوئی اور پھر بارش شروع ہو گئی تھی۔ ان کے انتظار
ں ہماری بس کھڑی رہی مغرب سے کچھ قبل ہماری بسیں اسٹارٹ
ہوئیں ہمارے شریف ہر دلعزیز معلم صاحب نے ہم سے مصافحہ کرتے
ں وہ رسمی الفاظ ادا کئے اور فرمایا کہ میں باوجود کوشش کے کوئی
ص خدمت نہیں کر سکا معاف فرمائیں سب حضرات اور ساتھیوں نے
ی شکریہ ادا کیا مگر میرے قلب میں ان معلم صاحب سے بھی زیادہ
ن کے دونوں صاحبزادے میاں محمد احمد اور موسیٰ کے شریفانہ برتاؤ
—— کا ایسا گہرا اثر تھا کہ یہ مرتے دم بھی یاد رکھوں گا ان
دونوں حضرات نے اپنے مہمانوں کی ایسی ہی خدمت کی تھی۔ جیسے
دوسرے معلموں کے خدام ہی کر سکتے ہیں۔

موٹریں ہماری مکہ سے چل رہی تھیں مگر دل میں اس معظم اور محترم شہر سے

جدائی کا انتہائی صدمہ تھا قلب کی عجیب کیفیت تھی مگر اس گ
خضرا کی جسمیں آمنہ کے لال کی آرام گاہ ہے دیدار کی امید ایک
مرہم کا کام دیا۔ اور اب لبیک کی صدا کی جگہ درود شریف
سلاموں کی صدائیں تھیں کوئی ایک درود پڑھتا تھا تو دوسرا کو
پڑھتا تھا۔ کوئی ایک منتخب سلام پڑھتا تھا اور کسی نے کوئی
انتخاب کیا ہوا تھا سب سے پہلے بسیں مغرب کی نماز ادا کر
لئے روک دی گئیں۔ ہم نے نماز مغرب ادا کی اور اس کے ب
طواف کے نفل پڑھے۔ ہماری بسیں پھر چلنی شروع ہو گئیں
چونکہ دن میں جس وقت صبح کے ۹ بجتے ہیں اس وقت
روک دی جاتی ہیں اور پھر عصر کے بعد چلتی ہیں اس لئے ڈ
نے بہت تیز بس چلائی۔ تقریباً ایک گھنٹہ اور کچھ منٹ میں ہم
عشاء کی نماز پڑھی اور مسجد کے نیچے دکان پر کھانے کا انت
کیا چار بی معلم کے ایجنٹ کے پاس تمام سامان جو مسافروں کے پا
تھا اُسکی جسکی مدینہ منورہ میں قیام میں ضرورت نہ تھی وہ وہاں رکھ
عدد کا ایک ریال لیا جاتا تھا۔ چنانچہ میں نے بھی اپنے تین
وہاں رکھوا دئے اور معمولی بستر ساتھ لے لیا۔ تقریباً ۷ بجے
سے رخصت ہوئے تھوڑی دور نکلکر صبح کی نماز با جماعت

ور پھر وہاں سے تیزی کے ساتھ چل پڑے اس لئے کہ تین گھنٹے
ڈر عصر کے وقت تک رو کنی تھی۔ ۹ بجے سے کچھ قبل ہماری بس
پڑاؤ پر روک دی گئی۔ جدہ اور مدینہ منورہ کے درمیان میں تھوڑے
ڑے فاصلہ سے بہت سے پڑاؤ میں کچھ عمارت پختہ بھی ہے اور اکثر
نہ پھولس کا بنا ہوا ہے۔ چھپر اس قسم کے بنے ہیں جیسے شامیانے
تے ہیں۔ ان شامیانوں کے درمیان میں بہت سے پلنگ پڑے
ایک ریال یا نصف ریال میں ایک پلنگ ملتا ہے۔ تھوڑی دیر آرام
نے کے بعد بہت سخت گرم ہوا چلنے لگی۔ لیکن رات بھر کے جاگے
ئے مسافروں کو شروع شروع میں یہ گرم ہوا کوئی مضرت نہ پہنچا سکی
لی نماز کے لئے بمشکل اس چھپر سے باہر نکلا گیا۔ پانی عام طور پر دو آنہ
ں ایک لوٹا مل جاتا ہے لیکن اس سے کبھی کم میں معاملہ ہو گیا۔ عصر
نماز کے بعد ہماری موٹریں چلنی شروع ہوئیں درود و سلام کا شور تھا
زیباً ۲۰، ۲۵ میل نکلکر موٹریں روکی گئیں اور نمازِ مغرب ادا
گئی۔ ہر قسم کی دکانیں اس پڑاؤ پر بھی موجود تھیں نماز کے بعد کھانا کھایا اور
ھانے سے فارغ ہو کر چاء بھی نہ پی تھی کہ موٹر والے نے شور مچانا شروع
کیونکہ اس وقت اسے عشاء کی نماز مدینہ منورہ میں پڑھانی تھی یہاں
ے چل پڑے تھوڑی دور چلے تھے کہ ایک موٹر والے نے ہمارے ڈرائیور

سے عربی میں درخواست کی کہ میری موٹر خراب ہے اس کو درست کراؤ جیا
ڈرائیور اترا ہماری موٹر کے مسافروں نے اس کو اجازت نہیں دی او
ناگواری کا اظہار کیا لیکن اس نے یہ کہا کہ ہم اس کو بغیر چلائے نہیں چلینگے
ہم بہت تیز چلیں گے رات رات میں مدینہ پہنچ جائیں گے انشاء اللہ
وہاں سے چلنے کے بعد ڈرائیور نے بیر علی پر ہماری موٹر روک
اور کہا کہ اب آپ سب کچھ دیر آرام کر لیں ہم نے متفقہ کہا کہ ہم آرام
نہیں چاہتے تم ہمیں مدینہ منورہ ایسے وقت پہنچا دو کہ کم از کم صبح کی نم
وہاں پڑھ لیں۔ مگر ڈرائیور نے یہ عذر کیا کہ ہم مدینہ منورہ میں رات
کے وقت داخل نہیں ہو سکتے۔ حکومت کی جانب سے ممنوع ہے۔ و
اعلم بالصواب غرض صبح کی نماز ہم نے بیر علی پر پڑھی اس کے بعد
ہماری موٹر مدینہ منورہ کی جانب پھر بڑھنے لگی مدینہ منورہ کی عمار
نظر آرہی تھیں کچھ درخت بھی نظر آرہے تھے غالباً یہ ہی درخت ہیں
متعلق شاعر نے کہا ہے۔ تمنا ہے درختوں پر ترے روضہ کے بیٹھوں
قفس جس وقت ٹوٹے طائرِ روحِ مقید کا

بار بار تیزی سے درود شریف کبھی سلام کبھی عربی کے اشعار کبھی فار
پڑھ رہے تھے اور قلب کی کچھ عجیب کیفیت تھی آپ حضرات تصور کریں تو
ہو سکتا ہے اس مقدس آبادی کے مختصر فضائل اس جگہ درج کر

جائیں تو ناظرین کرام کو ممکن ہے کچھ نفع بخش ثابت ہوں. سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جو محبوب رب العالمین ہیں ان پر کفار کا جبر و تشدد حد سے تجاوز کرنے پر خالق کائنات نے اپنے محبوب کو ہجرت کا حکم دیدیا اور اس شہر کی فضیلت کا محبوب رب العالمین کی مندرجہ ذیل دعا سے پتہ چلتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اَخْرَجْتَنِیْ مِنْ اَحَبِّ الْبِقَاعِ اِلَیَّ فَاسْكِنِّیْ اَحَبَّ الْبِقَاعِ اِلَیْكَ (جذب القلوب عن الحاکم)	الٰہی تو نے مجھے اس شہر سے ہجرت کا حکم دیا ہے جو مجھے تمام شہروں سے محبوب ہے اب اس شہر میں میرا قیام کر جو تجھے سب سے زیادہ محبوب ہو۔

پھر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہر مکہ سے لے جا کر اس مبارک شہر میں ٹھہرایا۔

اس دعا کے جواب میں پروردگار عالمین نے مدینہ منورہ کو منتخب فرمایا۔ ہجرت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ بہت زیادہ مرغوب تھا۔

(۱) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ	حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ کہ مدینہ کا نام طابہ رکھا۔

تعالیٰ سمّیٰ المدینۃ طابۃ۔

جس آبادی کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے پاکیزہ کا خطاب دیا ہے اس کا کوئی بھی شہر مقابل نہیں برابری اور ہمسری نہیں کر سکتا۔

زمانۂ جاہلیت میں اس بستی کا نام تھا اس شخص کا نام تھا جو سب سے پہلے اس کو یثرب کہتے ہیں۔ یثرب ایک بت کا نام تھا جو سب سے پہلے یہاں آباد ہوا بہر حال وجہ تسمیہ کچھ ہو اس کے مادہ یثرب میں فساد و ہلاکت کے معنی پائے جاتے ہیں۔

جو مدینہ طیبہ کے شان کے مناسب نہیں فساد و ہلاکت خبیث طبائع میں پیدا ہوتا ہے اور یہاں کے لوگ پاک طینت پاکیزہ فطرت ہوتے ہیں۔ خبیث انسانوں کو مدینہ منورہ کی سرزمین قبول ہی نہیں کرتی اور نکال باہر کر دیتی ہے اس لئے اس کو مدینہ کہتے ہیں کہ یہاں سراسر اطاعت و فرمانبرداری ہے اور سرکشی کا نام تک نہیں اور مدنیت کی کی اصلی جان اور روح رواں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خرابی نام کی وجہ سے اس کو نام کو ناپسند فرمایا۔

اور یا اس لئے اس کو رد فرمایا کہ یہ نام زمانہ جاہلیت کی یادگار تھا بہر حال اب اس نام سے مدینہ طیبہ کو یاد کرنا مکروہ اور ناپسندیدہ ہے مدینہ منورہ کی یہ بھی ایک خاص خصوصیت اور منقبت ہے کہ

یہاں برے لوگوں اور خبیث طبیعتوں کو قرار نہیں۔ یہاں تو وہ پاکیزہ نفوس رہ سکتے ہیں جو جوارِ رسول کے اہل ہوں۔ اور اللہ و رسول کی بارگاہ میں مقبول ہوں۔

دنیا کی تمام بستیوں میں بلا کسی استثنار کے مدینہ منورہ افضل و اعظم ہے اسی بنار پر بعض علمار نے مدینہ منورہ کو مکہ مکرمہ سے افضل قرار دیا ہے۔

عَنْ سَعْدٍ رضی اللہ تعالےٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ خیر لھم لوکانو یعلمون لایدعھا احد رغبۃ عنھا الا ابدل اللہ فیھا من ھو خیر منہ ولا ثبت احد علی لاوائھا وجھدھا الا کنت لہ شفیعاً او شھیداً یوم القیامۃ۔

حضرت سعد رضی تعالےٰ فرماتے ہیں کہ سرکار دوعالم نے ارشاد فرمایا مدینہ ان کے لئے بہتر ہے کاش وہ واقف ہوتے اور جو کوئی بھی مدینہ کے قیام کو اعراض اور بے رغبتی کی بنار پر چھوڑیگا اللہ تعالےٰ اس کا نعم البدل یہاں بھیجدے گا۔ اور جو شخص بھی یہاں کی مشکلات اور مشقت پر ثابت قدم رہے گا میں قیامت میں اسکا سفارشی یا گواہ بنوں گا۔

ارشادِ نبوی میں چند مضامین ہیں۔

مدینہ منورہ کی عظمت وشوکت، ایمانی اور روحانی فائدوں کی بناء پر ہے ظاہری آرائش وآسائش کی وجہ سے نہیں۔ چنانچہ صحیحین میں حضرت سفیان بن زبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، قریب میں ہی یمن فتح ہوگا بعض لوگ وہاں کے حالات کی تحقیق کریں گے پھر اپنے اہل وعیال اور متبعین کو لے کر وہاں چلے جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر تھا۔ کاش وہ جانتے۔ اور ملکِ شام فتح ہوگا بعض لوگ وہاں کے حالات سنکر اہل وعیال اور متبعین کو لے کر وہاں منتقل ہوجائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر تھا کاش وہ جانتے اور عراق فتح ہوگا بعض لوگ وہاں کے حالات سنکر اپنے اہل وعیال اور متبعین کو لے کر وہاں منتقل ہوجائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر تھا کاش وہ جانتے۔

(مشکوٰۃ شریف)

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ سرسبز وشاداب شہروں کی طرف نکلیں گے وہاں جا کر کھانے اور پہننے کو خوب ملے گا کثرت سے سواریاں ہونگی تو اپنے گھر والوں کو لکھیں گے، تم حجاز کی قحط زدہ زمین میں پڑے ہو یہاں آجاؤ

حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہے کاش وہ جانتے۔

(فضائل حج)

یہ اور اس انواع کی دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ مدینہ منورہ کے مقابلے میں دیگر شہروں میں مادی منافع اور دنیاوی فوائد کی انتہائی فراوانی اور کثرت ہوگی اور بعض لوگ ان منافع اور فوائد کو دیکھکر اور ظاہری راحت وآرام اور عیش وعشرت کے گرویدہ ہوکر وہاں منتقل بھی ہوجائیں گے۔ لیکن مدینہ منورہ کے روحانی اور ایمانی فوائد کے مقابلہ میں کوئی بھی حقیقت اور حیثیت نہیں رکھتے دولت وثروت کے ہزاروں انبار ایمان کے ایک ذرے کی ہمسری نہیں کرسکتے۔ اور مدینہ منورہ میں ایمانی دولت کی انتہائی فراوانی ہے جس سے واقفیت کے لئے چشم بینا درکار ہے۔

دوسرا مضمون یہ ہے کہ جو شخص مدینہ منورہ کی سکونت اور قیام کو بلا عذر محض اغراض اور بے رغبتی کی بناء پر چھوڑتا ہے حق تعالےٰ شانہ، اس سے بہتر شخص کو اس کی جگہ مدینہ منورہ میں بھیج دیتے ہیں۔

مدینہ منورہ کے قیام سے بے رغبتی اور اغراض کا پیدا ہونا خباثت باطنی کی نشانی ہے اس لئے اس کو مدینہ سے باہر کردیا جاتا ہے اور اس شخص کو یہ سعادت عطا کردی جاتی ہے جو پاک طبیعت اور صاف باطن ہو

اور جن صحابہ اور تابعین نے مدینہ منورہ کی سکونت ترک کر کے دوسرے شہروں کی سکونت اختیار فرمائی اس کا منشا بے رغبتی نہ تھا بلکہ دینی ضرورت اور دعوت اسلام کی اہمیت تھی وہ حضرات مجبوراً مدینہ منورہ سے باہر گئے اور اطراف عالم میں اسلام اور اسلامی تعلیمات کو پھیلایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا اصل مقصد تھا۔ پس انہوں نے جوارِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مقصد رسول کے لئے ترک کیا ورنہ کسی حال ان کو جدائی گوارا نہ تھی اور یہ بے رغبتی نہیں عین رغبت اور فرط تعلق ہے۔

نہ دوری دلیل صبوری بود

کہ بسیار دوری ضروری بود

علامہ زرقانیؒ لکھتے ہیں کہ بات ان حضرات کے لئے ہے جو وہاں کے باشندے اور مستقل رہنے والے ہیں اور جو لوگ محض زیارت کے لئے دوسری جگہ سے آگئے ہوں وہ اسمیں داخل نہیں اور علامہ ابن عبد اللہ اور قاضی عیاض نے اس کو زمانۂ رسالت کیساتھ خاص بتایا ہے (فضائل حج)

تیسرا مضمون یہ ہے کہ جو شخص مدینہ منورہ کی مشکلات اور مشقتوں پر ثابت قدم رہیگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روز حشر اس کے سفارشی یا گواہ ہوں گے۔ یہ خود اس بات کو بتلا رہا ہے کہ مدینہ منورہ کے قیام میں

آسائش نہیں بلکہ آزمائش بھی ہوگی مدینہ منورہ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقوں متوالوں شیدائیوں اور جاں نثاروں کا اصلی مرکز و ٹھکانہ ہے اور عشق و محبت کا دستور مسلسل آزمائش ہے امتحان ہے اسی سے محبوب خوش ہوتا ہے اس میں عاشق صادق ذوق ولذت محسوس کرتا ہے اور اسی ذریعہ عشق و محبت کی تکمیل ہوتی ہے خامی اور خام خیالی دور ہوتی ہے جب کوئی شخص ان آزمائشوں میں ثابت قدم رہ کر وادی عشق کو عبور کر لیتا ہے تو پھر نگاہ لطف وکرم کا سزاوار ہوتا ہے اور خصوصی انعام واکرام سے نوازا جاتا ہے جس کا اصل ظہور روز حشر ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر طرح اس کے ذمہ دار ہوں گے خطا کار ہوگا تو اس کی خصوصی سفارش فرمائیں گے اور نیکوکار ہوگا تو اس کی نیکوکاری اور حسن کارکردگی کی شہادت اور گواہی دینگے اور اس کے لئے وہ خصوصی مراعات واحسانات ہوں گے جو دوسروں کو حاصل نہ ہونگے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْاِیْمَانَ لَیَاْرِزُ اِلَی الْمَدِیْنَةِ کَمَا تَاْرِزُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایمان مدینہ کی جانب

اُلحیۃُ اِلیٰ حُجرِھَا — اس طرح کھنچ آتا ہے جیسا سانپ اپنے سوراخ کی جانب کھنچ آتا ہے۔

ارشادِ نبوی علیہ السلام کے قول میں علماء کے تین قول ہیں پہلا قول یہ ہے کہ یہ زمانۂ رسالت کا حال ہے جبکہ جذبہ ایمانی رکھنے والے صحابۂ کرام جوق درجوق ذوق وشوق کے ساتھ اطراف سے بارگاہ نبوی میں حاضر ہوتے تھے اور اسلامی تعلیمات کو سیکھتے تھے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ یہ ہر زمانہ کا حال ہے کہ جس شخص میں بھی ایمانی جذبات کے ذرات موجود ہیں وہ اللہ اور رسول کے تعلق کی بناء پر ذوق وشوق کے ساتھ بارگاہِ رسالت کی زیارت اور آثار نبوی کے دیدار کے اشتیاق میں مدینہ کی جانب کھنچا آرہا ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ یہ آخر زمانہ کا حال ہے کہ جب ایمان ساری دنیا سے سمٹ سمٹا کر مدینہ منورہ میں آجائے گا اور ساری بستیاں دولت ایمان سے خالی ہوجائیں گی۔ اس معنی کی تائید حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی دوسری روایت سے ہوتی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اسلام کی بستیوں میں سب سے آخری بستی جو قیامت کے قریب ویران ہوگی وہ مدینہ طیبہ ہوگا۔

یعنی مدینہ منورہ کی ویرانی تمام اسلامی بستیوں کی ویرانی ہے

اور بالکل قیامت کے قریب واقع ہوگی بہر حال ارشاد نبوی سے واضح طور پر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایمان کا اصلی مرکز اور مستقل قیام گاہ مدینہ منورہ ہے۔

(تجلیات مدینہ)

مدینہ منورہ کا پھل۔

شہر مدینہ منورہ تمام ظاہری اور باطنی خیر و برکت کو شامل ہے۔ اس لئے وہاں کی پیداوار اور پھل میں بھی ہر نوع کی خیر و برکت موجود ہے اور تمام امراض روحانی اور جسمانی کے لئے پیام شفا اور تریاق ہے اور ہر نوع کی تقویت اور صحت کے لئے بہترین دوا اور عمدہ غذا ہے۔ چنانچہ صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ تَصَبَّحَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ لَمْ يَضُرَّهُ فِي ذَالِكَ الْيَوْمِ سَمٌّ وَلَا سِحْرٌ۔

(وفاء الوفاء)

جو شخص علی الصباح عجوہ کھجور کے سات دانے کھائے اس کو اس روز نہ زہر نقصان دے گا نہ سحر۔

مسلم شریف کی روایت میں ہے جو شخص علی الصباح مدینہ کی دونوں

رتیلی وادیوں کے درمیان سے سات کھجور کھائے اس کو شام تک کوئی چیز نقصان نہ دیگی۔ (وفاء الوفاء)

امام احمد کی روایت میں ہے خبردار ہو کماۃ نام ایک ترکاری کا ہے آنکھ کی ہر بیماری کی دوا ہے اور عجوہ جنت کا پھل ہے (وفاء الوفاء)

ایک روایت میں ہے۔ تمہاری بہترین کھجور برنی ہے ہر بیماری کو دور کرتی ہے اور اس میں کوئی بیماری نہیں۔ برنی کھجور کی ایک قسم ہے۔

مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ کی پیداوار اور پھلوں میں بھی خیر و برکت ہے اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عائشہ جس گھر میں عجوہ نہ ہو وہ گھر والے فاقہ زدہ ہیں نیز ارشاد فرمایا جن گھر والوں کے یہاں کھجور رہوں وہ بھوکے نہیں رہ سکے (وفاء الوفاء از مسلم)

اور مدینہ منورہ کے ہر پھول پھل بھی ہر بیماری کے لئے شفا اور تریاق ہیں جہاں کی خاک پاک ہی شفا اور تریاق ہو وہاں کے پیداوار کے تریاق اور شفا ہونے میں کہاں تک شک و شبہ ہو سکتا

(تجلیات مدینہ)

مدینہ منورہ کا غبار۔

متعدد احادیث سے ثابت ہے کہ اللہ رب العالمین نے مدینہ منورہ

کی خاک پاک اور غبار میں بھی تریاق اور شفا کی تاثیر رکھی ہے جہاں
کی ایمان افزا زمین باطنی خباثتوں کو نکال کر باہر پھینک دیتی ہے وہ
ظاہری امراض کو کیونکہ باقی رکھ سکتی ہے ؟ جو خاک سراپا پاکیزہ اور
ہر حیثیت سے عمدہ ہے اسمیں لقیناً ہر خرابی کو دور کرنے کی خاصیت
موجود ہے۔

حضرت سعد فرماتے ہیں " جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
غزوہ تبوک سے واپس لوٹ رہے تھے تو بعض مسلمان جو پیچھے تھے
آپ سے آکر ملے جس کی وجہ سے گرد و غبار اڑا اور آپ کے بعض
ہمراہیوں نے اس کی وجہ سے ناک اور منہ پر کپڑا رکھ لیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کپڑے کو ہٹایا اور فرمایا۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اَنَّ فِیْ غُبَارِھَا شِفَآءً مِّنْ کُلِّ دَآءٍ	قسم اس ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے اس کے غبار میں ہر بیماری کی شفا ہے۔

(الترغیب)

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ غبار مدینہ برص جذام کے
لئے بالخصوص شفاء اور دوا ہے۔

خصوصاً وادی صعب کی مٹی بخار وغیرہ امراض میں مفید اور مجرّب

ہے یہاں کی مٹی کو پانی میں ملا کر اس سے غسل کرنا موجب شفا ہے جیسا کہ بعض روایات سے ثابت ہے اور سلف صالحین کا تجربہ ہے۔

حضرت ثابت بن قیس فرماتے ہیں کہ میں جب بیمار ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کو تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ اَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ (لوگوں کے پروردگار بیماری کو دور کر دے) پھر وادیٔ بطحا کی مٹی بقدر ایک مٹھی لے کر ایک پیالہ پانی میں ملوایا اور ان پر چھڑکوا دیا (وفاء الوفاء)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب کوئی بیمار آتا یا کسی کے دنبل اور زخم ہوتا تو آپ شہادت کی انگلی کو خاک پر رکھتے پھر فرماتے۔

ترجمہ:۔ اللہ کے نام کے ساتھ ہماری زمین کی مٹی ہمارے تھوک کے ساتھ ہمارے بیمار کو ہمارے پروردگار کے حکم سے شفا دیتی ہے۔

روایت مذکورہ سے ثابت ہوا کہ مدینہ منورہ کی خاک پاک ہی شفا اور تریاق کا حکم رکھتی ہے اور انسان کے ظاہری اور باطنی امراض اور خباثت کو دور کرتی ہے۔ (تجلیات مدینہ)

مختصر احادیث جمع کیگئی ہیں ورنہ احادیث اس قسم کی اور
بھی موجود ہیں طوالت کی بناء پر درج نہیں کیا گیا۔
اللہ تبارک وتعالےٰ کے کرم واحسان سے دو گھنٹے میں ہماری
بس مدینہ منورہ کی شہر پناہ کے باہر روک دی گئی چوکی پولیس پر پہلے ہمارے
پاسپورٹ دیکھے گئے اور اس کے بعد معلموں کے ایجنٹوں نے اپنی اپنی
فہرست مرتب کی۔ یہاں پر ضلع تقسیم کئے گئے ہیں لسند پر موقوف نہیں
کچھ ضلع کسی معلم سے متعلق ہیں کچھ کسی معلم سے بہرحال ہمارے معلم شیخ
بہار الدین صاحب تھے کیونکہ ہمارا ضلع ان کے پاس تھا۔ وہ بھی بہت
شریف النسان ہیں انہوں نے ہمارا سامان قلیوں سے متعلق کر دیا
اور ان کا آدمی ہمارے ساتھ ہوا پاپیادہ اس مبارک مقام میں
داخلہ ہوا یہ معلوم ہوا کہ سواری شہر پناہ کے اندر نہیں جا سکتی۔ وہاں
سے تقریباً ایک میل پر ہمارے معلم صاحب کا مکان تھا سامان معلم
صاحب کے مکان کے سامنے رکھا گیا معلم صاحب نے متعدد مکانات
ہمیں دکھائے ابھی ہم مکان منتخب کر رہے تھے کہ اعجاز نبی صاحب
چونکہ معظمہ کے مکان میں میرے ساتھی تھے یہ پاکستان میں کراچی کے
باشندہ ہیں اس سے قبل بریلی اور آگرہ میں تجارت کرتے تھے انتہائی
شریف النفس النسان ہیں انہوں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ

بہت عمدہ عمل رکھا اللہ تعالیٰ انکی عمر میں اور کاروبار میں برکت دے
اور ان کے اس مبارک سفر کو قبول فرمائے آمین! انہوں نے مدرسۃ
الشرعیہ میں قیام کیا تھا مجھے بھی خاموشی سے یہی مشورہ دیا کہ وہ بہت
اچھی جگہ ہے اس میں ہر قسم کا آرام ہے اور سب سے زیادہ اچھی بات
یہ ہے کہ حرم شریف سے بالکل ملحق ہے پہلے اسے دیکھ لو اس کے
بعد کہیں انتظام کرنا۔ لہذا میں ان کے ہمراہ مدرسہ کی عمارت دیکھنے
چلا گیا واقعی بہت زیادہ قریب تھا اور ہر قسم کا انتظام رہائش موجود
تھا لہذا میں نے اپنا سامان سکریٹری کی اجازت سے مدرسہ میں منتقل
کر دیا غسل کیا اور اس کے بعد حرم نبوی کی طرف بڑھا۔

انتہائی ذوق وشوق میں قدم اس طرف بڑھ رہے تھے
داخلہ باب جبریل سے ہوتا تھا اور وہ بالکل قریب تھا اس میں داخلہ ہوا
محراب نبوی میں جگہ نہ تھی قریب کھڑے ہو کر دو رکعت نماز تحیۃ المسجد
پڑھی اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ سے نہایت عاجزی سے دعا کی
کہ اپنے محبوب کو ہماری طرف متوجہ فرما دے اور سجدۂ شکر ادا کیا۔
اور جلد ہی جالیوں کے قریب پہنچ گئے یا اللہ یہ ہے وہ بابرکت مقام
جس کے لئے ہزارہا لوگ اس کی تمنا میں ختم ہو گئے۔ نہایت عاجزی
اور انکساری کے ساتھ مواجہ شریف میں حاضری ہوئی۔ یہ تصور تھا

کہ میں سرکار کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ بہ نفسِ نفیس میرے آنسوؤں کو ملاحظہ فرما رہے ہیں میری حالتِ زار ان کے سامنے ہے اور میری گذارشات سن رہے ہیں مجھے یہ یاد نہیں کہ میں نے کیا کیا پیش کیا ہاں حضرت حفیظ جالندھری کے سلام کے چند اشعار مجھے یاد تھے وہ پڑھنا تو یاد ہے باقی کچھ یاد نہیں ناظرین کرام جو مناسب ہو سلام پیش کریں اردو میں فارسی میں عربی میں جو عرض کرنا چاہیں کریں ہر زبان میں بہت سے سلام ہیں یہ اپنا انتخاب ہے جو پسند ہو اس کے بعد حضور سے شفاعت کے متعلق درخواست پیش کیجئے اے اللہ کے محبوب میں آپ کے سامنے اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور اللہ سے معافی چاہتا ہوں آپ بھی میری مغفرت کے لئے دعا فرمایئے اور قیامت کے دن میری سفارش فرمائیں اور شفاعت فرمائیں اگر سرکار نے میرے حالِ زار پر عنایت نہ فرمائی تو میں تباہ و برباد ہو جاؤں گا۔ بہر حال جو کچھ بھی عرض کریں نہایت ادب احترام سے ہو اور ہوش کو ہاتھ سے نہ جانے دیجئے۔ خبردار یہ خیال ضرور رکھیں کہ سرکار کی دعوت دعوتِ توحید تھی۔ ایسا نہ ہو کہ انکی پیشی میں آپ سے خلافِ سنت کوئی فعل سرزد ہو جائے اس کے بعد تمام عزیزوں رشتہ داروں اور جس شخص نے بھی آپکی معرفت سلام یا کوئی پیغام بھیجا ہے تو وہ پیش کیجئے مگر اسمیں بھی مندرجہ

بالاخیال ضرور رکھیں ۔ اس کے بعد تقریباً ایک ہاتھ داہنی جانب کو ہٹ کر خلیفۂ اول امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں سلام پیش کیا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ فِی الْغَارِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اس کے بعد ایک ہاتھ اور داہنی جانب کو ہٹ کر خلیفۂ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں سلام پیش کیا۔ اس کے بعد پھر تھوڑا آگے بڑھ کر اس کے قریب جو حجرہ مبارک ہے وہاں کھڑے ہو کر دعا کی اس کے بعد باب جبریل سے ہی واپس ہوئے مدرسہ آکر اپنا سامان قرینہ سے رکھا اور اس کے بعد حرم نبوی میں حاضر ہوا۔

اور اب باادب پورے طریقہ سے اس کو دیکھا قبل اس کے کہ حرم نبوی علیہ السلام کے تمام حصوں کی تفصیلی حیثیت اور فضائل مناقب تحریر کروں یہ ضروری ہے کہ مختصر طور پر اسجگہ مسجد نبوی کے فضائل تحریر کر دوں۔

مسجد نبوی کی زیارت۔

مسجد نبوی کی زیارت بھی ایک عبادت اور سعادت ہے ۔ وہ اعلیٰ فضیلت و منقبت ہے جس کے حصول کی خاطر شد رحال کیا جائے

چنانچہ سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے۔

لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَۃِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الْاَقْصٰی وَمَسْجِدِیْ هٰذَا

نہ رخت سفر باندھا جائے مگر تین مساجد کی طرف مسجد حرام اور مسجد اقصٰی اور میری اس مسجد کے لئے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد بھی انبیاء کی مساجد میں آخری مسجد ہے اور دیگر تمام مساجد کے مقابلہ میں اس بات کی زیادہ حقدار ہے کہ اس کی زیارت کی جائے اور اس کی زیارت کے لئے سفر کیا جائے اور سواری پر سوار ہو کر اس تک پہنچا جائے۔ میری اس مسجد میں ایک نماز دیگر مساجد کی ایک ہزار نماز سے افضل ہے۔ (حسن الختام)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص اپنے گھر سے میری مسجد کی طرف روانہ ہوتا ہے تو ہر قدم کے بدلہ میں واپسی تک ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک خطا معاف کی جاتی ہے۔

شیخ ولی الدین عراقی کہتے ہیں کہ میرے والد زین الدین عراقی اور شیخ عبدالرحمٰن بن رجب حنبلی حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی قبر

کی زیارت کے لئے ساتھ روانہ ہوئے جب شہر کے قریب پہنچے تو شیخ ابن رجب کو کچھ خیال آیا اور کہا کہ میں نے مسجد ابراہیم میں نماز پڑھنے کی نیت کرلی تاکہ محض قبر کی زیارت کی نیت نہ رہے۔

شیخ زین الدین نے کہا کہ تم نے فرمان رسول کے خلاف کیا اس لئے حضور نے فرمایا ہے کہ تین مساجد کے علاوہ کسی مسجد کے لئے سفر نہ کیا جائے۔ اور تم نے چوتھی مسجد کے لئے سفر کیا۔ اور میں نے سرکار کے فرمان کی تعمیل کی اس لئے کہ حضور کا ارشاد ہے کہ قبور کی زیارت کیا کرو۔ اور کسی حدیث میں یہ نہیں آیا کہ انبیاء کی قبروں کے علاوہ دیگر قبور کی زیارت کیا کرو لہذا میں نے ارشاد نبوی کے موافق کیا۔

مسجد نبوی کے فضائل اور مناقب۔

جس مقدس مسجد کی بنیاد سید الانبیاء والمرسلین حبیب رب العالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے مقدس اور بابرکت ہاتھوں نے رکھی جن کا ہر نطق گویائی امر ربانی اور وحی الٰہی تھا۔ وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ اور پھر انہی مقدس ہاتھوں نے اس کو تعمیر فرمایا اور پھر اسی عمارت میں بیٹھ کر دین الٰہی کی تعمیر فرمائی اور انسانیت کو اوجِ کمال تک پہنچایا یہیں فریضۂ بندگی ادا ہوتا تھا اور یہیں امت

کی تعلیم و تربیت کا آخر تک مرکز رہا۔

یہاں آفتاب اسلام چمکا اور تاریک دنیا میں اجالا کر دیا یہاں سے اسلامی جیوش روانہ ہوئے اور تمام باطل قوتوں کو پاش پاش کر دیا۔

اس مسجد کے بارگاہ الٰہی میں مقبول اور محبوب ہونے میں کیا شک و شبہ ہو سکتا ہے بلا شک و شبہ سیدالانبیاء کی مسجد بھی سید المساجد ہے۔

حق جل شانہٗ کا ارشاد ہے

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ۔

البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقویٰ اور پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے زیادہ حقدار ہے اسکی کہ تم اسمیں نماز کے لئے کھڑے ہو۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس وقت بعض ازواج مطہرات کے حجرہ میں تشریف فرما تھے اور عرض کیا مسجد تقویٰ سے کونسی مسجد مراد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے کنکریاں اٹھا کر ان کو پھینکا اور پھر فرمایا وہ تمہاری ہی مسجد ہے۔ مدینہ کی مسجد۔ (روفا از مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری اس مسجد میں ایک نماز دیگر مساجد کی ہزار نمازوں سے بہتر ہے سوائے مسجد حرام کے یہاں تک بخاری اور مسلم کے الفاظ مشترک ہیں مسلم کی حدیث میں یہ الفاظ اور زیادہ ہیں کہ میں آخر انبیاء ہوں اور میری مسجد آخر مساجد ہے (تحرّعمیق)

یعنی جیسا کہ مجھ پر نبوت ورسالت کا سلسلہ ختم ہو گیا ایسے ہی میری مسجد پر انبیاء کی مساجد کا سلسلہ ختم کر دیا گیا اب نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ کوئی مسجد ہوگی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی بیان فرماتے ہیں کہ صحیحین کی روایات کو ملا کر ارشاد نبوی کا یہ مفہوم سمجھ میں آتا ہے کہ مسجد نبوی کی ایک نماز دیگر انبیاء کی مساجد کی ایک ہزار نمازوں سے بہتر ہے یعنی مسجد اقصیٰ جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی مسجد ہے اس سے مسجد نبوی کی نماز ایک ہزار درجہ بڑھی ہوئی ہے سوائے مسجد حرام کے جو ابراہیم خلیل اللہ کی مسجد ہے اور دیگر بعض روایات سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے چنانچہ طبرانی معجم کبیر میں ثقہ رواۃ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ارقم بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور بیت المقدس جانے کی اجازت طلب کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم فرمایا کیوں جا رہے ہو کیا وہاں تجارت کا ارادہ ہے؟ انہوں نے عرض

کیا کہ تجارت کا تو ارادہ نہیں وہاں نماز پڑھنے کی نیت سے جا رہا ہوں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میری مسجد کی ایک نماز
اس مسجد کی ہزار نماز کے برابر ہے اور بعض احادیث سے معلوم ہوتا
ہے کہ مسجد اقصیٰ کی ایک نماز دیگر مساجد کی ایک ہزار نماز کی برابر ہے
اس حساب سے مسجد نبوی کی ایک نماز دیگر مساجد کی ایک لاکھ
نمازوں کی برابر ہوئی۔

سوائے مسجد حرام کے اس کے معنی میں تین احتمال ہیں اور تینوں
کو علماء نے اختیار کیا ہے اول یہ کہ سوائے مسجد حرام کے اس لئے
کہ مسجد حرام اور مسجد نبوی ثواب میں برابر ہیں۔ بعض علماء نے اسی
کو ترجیح دی ہے اور حضرت ارقم کی حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی
ہے دوسرے یہ کہ سوائے مسجد حرام کے اس لئے کہ مسجد نبوی کی ایک
نماز مسجد حرام کی ایک ہزار نماز سے کم کے برابر ہے بعض مالکیہ نے
اسی کو اختیار کیا ہے اور یہی امام مالک کی روایت ہے پھر اس کم کی
تعین میں اختلاف ہے۔ بعض مالکیہ فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی کی ایک
نماز مسجد حرام کی سو نمازوں کے برابر ہے اور ہر ایک نے کسی نہ
کسی حدیث سے استنباط کیا ہے۔

تیسرے یہ کہ سوائے مسجد حرام کے اس لئے کہ مسجد حرام کی نماز

مسجد نبوی کی نماز سے بڑھی ہوئی ہے اس لئے کہ حدیث میں آیا ہے کہ
مسجد حرام کی ایک نماز مسجد مدینہ کی سو نمازوں کی برابر ہے۔ اور مسجد نبوی کی
ایک نماز ایک ہزار نمازوں کی برابر ہے تو مسجد حرام کی ایک نماز دیگر
مساجد کی ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے جمہور علماء نے اسی احتمال
کو اختیار کیا ہے اور ایک حدیث میں صراحت کے ساتھ یہ تفصیل مذکور ہے
چنانچہ ارشاد نبوی ہے۔ "مسجد نبوی میں نماز ایک لاکھ نمازوں کی
برابر ہے اور بیت المقدس کی نماز پانچ سو نمازوں کی برابر ہے
اجر و ثواب کی زیادتی علیحدہ شے ہے اور مقبولیت اور محبوبیت جداگانہ
شے ہے۔ بعض مرتبہ ایک تھوڑی سی شے زیادہ کے مقابلہ میں
زیادہ مرغوب و پسندیدہ ہوتی ہے تو مسجد حرام میں اگرچہ اجر و ثواب
کی زیادتی ہے لیکن ممکن ہے بارگاہ رب العالمین میں مسجد نبوی کی مقبولیت
اور محبوبیت زیادہ حاصل ہو اور یہ خیر قلیل اس خیر کثیر کے مقابلہ میں
زیادہ پسندیدہ ہے۔

یہ فضیلت و برتری صرف اس حصہ کے لئے ہے جو زمانہ نبوت
میں مسجد تھا یا تمام مسجد نبوی کو حاصل ہے جمہور علماء یہی فرماتے
ہیں کہ یہ فضیلت تمام مسجد نبوی کے لئے ہے چاہے جہاں تک اس
کو بڑھا دیا جائے۔ یہی قول راجح ہے اور احادیث نبوی اور اقوال

اعمال کے موافق ہے۔ چنانچہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ مسجد صنعا تک بڑھا دی جائے تب بھی میری ہی مسجد ہے اور امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں "اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کو ذوالحلیفہ تک بڑھا دیا جائے تو وہ سب مسجد نبوی ہے۔"

امام احمد اور طبرانی نے حضرت انس بن مالک سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "کہ جو شخص میری مسجد میں چالیس نمازیں پڑھے کہ درمیان میں کوئی نماز مسجد کی فوت نہ ہو تو اس شخص کے لئے آگ سے براءت لکھی جاتی ہے اور وہ نفاق سے بری ہو جاتا ہے۔

(فضائل حج)

آٹھ روز کی چالیس نمازیں ہوتی ہیں اگر آٹھ روز مدینہ منورہ میں قیام کرکے اہتمام کے ساتھ ہر نماز مسجد نبوی میں پڑھ لے تو دوزخ اور ہر قسم کے عذاب سے محفوظ ہو جائے گا اور کفر و نفاق کا اندیشہ جاتا رہے گا ان شاء اللہ۔

مسلسل چالیس نمازیں مسجد نبوی میں پڑھنا دین پر استقامت اور کمالِ تعلق کا باعث ہے اور حب استقامت دین اور کمال تعلق

حاصل ہوگیا تو کفر و نفاق کا اندیشہ اور خطرہ جاتا رہا جب کفر نفاق سے بری ہوگیا تو ہر نوع کے عذاب سے مامون اور محفوظ ہوگیا۔ انشاء اللہ تعالیٰ (تجلیات مدینہ)

مختصر فضائل و مناقب نقل کئے گئے ہیں ورنہ اور بھی احادیث اس سلسلہ میں ۔۔۔۔۔۔۔ موجود ہیں۔ طوالت کی وجہ سے شامل نہ کی گئی ہیں مختصر فضائل کے بعد مخصوص جگہوں کے متعلق کچھ تحریر کرتا ہوں

روضۂ جنت۔

حجرۂ نبوی اور منبر نبوی کے درمیانی حصہ کو روضۂ جنت اسلئے کہتے ہیں اس لئے کہ احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ جنت الفردوس کا باغیچہ ہے اور روضہ باغیچہ کو کہتے ہیں۔

صحیحین میں حضرت عبداللہ بن زید مازنی فرماتے ہیں۔

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ	میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان
مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ	کا حصہ باغیچہ ہے جنت کے باغات
زاد البخاری	سے اور میرا منبر میرے حوض
من حدیث ابی هریرة ومنبری	پر ہے۔

علیٰ حَوْضِیْ۔

(وفاء الوفاء)

اور بعض روایات میں ہے کہ "میری قبر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغات کا ایک باغیچہ ہے" اور بعض روایات میں ہے کہ میرے حجرہ اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغات کا ایک باغیچہ ہے۔

اس حدیث کے معنی میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ نزول رحمت اور حصول سعادت اور خیر و برکت میں مسجد نبوی کا یہ حصہ روضۂ جنت کے مشابہ ہے، لیکن اس معنی کے لحاظ سے اس حصہ کی کیا تخصیص مسجد نبوی بلکہ دیگر تمام مساجد میں یہ بات حاصل ہے۔

اسی لئے مساجد کو ریاض جنت سے تعبیر کیا گیا ہے چنانچہ ارشاد نبوی اذا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّۃِ فَارْتَعُوْا جب جنت کے باغوں سے گذرو تو اس کے میوے چنو) یعنی جب مساجد میں سے گذرو تو نماز پڑھو اور اللہ کا ذکر کرو۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اس حصہ میں عبادت کرنا روضۂ جنت کے حصول کا ذریعہ ہے۔ لیکن اس معنی کے لحاظ سے بھی اس حصہ کی تخصیص کی کوئی وجہ نہیں جہاں کہیں بھی

اللہ کی عبادت کی جائے گی وہ حصول جنت کا ذریعہ ہوگی۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ حصہ درحقیقت جنت کا باغیچہ ہے اس لحاظ سے کہ اس کو بعینہٖ جنت میں منتقل کر دیا جائے گا۔ اور معدوم وفنا نہیں کیا جائے گا۔ ابن جوزی اور ابن فرحون نے امام مالک رح سے یہی معنی نقل کیے ہیں۔ اور شیخ ابن حجر اور اکثر علماء حدیث نے اس کو ترجیح دی ہے۔

شیخ ابن ابی ہمزہ فرماتے ہیں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مقدس حصہ کو ریاض جنت سے اپنے حبیب کے اعزاز میں دنیا میں بھیجا ہو، اور قیامت میں پھر اس کو اپنے اصلی مقام میں منتقل کر دیا جائے گا جیسا کہ حجر اسود اور مقام ابراہیم جنت کے پتھر ہیں الغرض یہی یہ مقدس مقام بھی درحقیقت جنت الفردوس کا ایک حصہ ہے یہ معنی تمام دیگر معانی کو جامع اور حاوی ہیں اور مقتضی حکمت الٰہی بھی یہی ہے کہ بارگاہ رب العزت سے جب دیگر انبیاء کرام کو جب جنت کے تحفے اور ورے عطا ہوئے تو سید الانبیاء والمرسلین حبیب رب العلمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو مستقل ایک باغیچہ عطا ہونا چاہیئے جو ہمیشہ جلوہ گاہ نبوی ہو۔

پھر جس حصہ زمین پر ہر وقت سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم

کی آمد ورفت نشست وبرخاست رہتی تھی وہ اگر جنت نہیں تو کیا ہے ؟
اور اس کے شرعی ثبوت کے لئے یہ احادیث بالکل کافی ووافی ہیں ۔ (تجلیات مدینہ)

منبر نبوی علیہ السلام ۔

روضۂ جنت کی طرح منبر نبوی بھی خاص اہمیت اور منقبت رکھتا ہے، چنانچہ بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ " میرا منبر میری حوض پر ہے " دیگر بعض روایات میں ہے
منبری علی ترعة من ترع الجنة " میرا منبر جنت کے ترعہ پر ہے

ترعہ کا لفظ مختلف معنی میں استعمال ہوتا ہے ۔ دروازہ کو ترعہ کہتے ہیں اور جو باغیچہ بلندی پر ہو اس کو ترعہ کہتے ہیں اور درجہ اور سیڑھی کو بھی ترعہ کہتے ہیں ۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف پر جلوہ افروز تھے اس وقت ارشاد فرمایا " اس وقت میرا قدم جنت کے ایک ترعہ پر ہے " یعنی درجہ پر ہے تو منبر شریف جنت کے دروازہ پر بھی ہے اور جنت کے عالی مقام پر بھی ہے

اور حوضِ کوثر بھی ہے بلکہ حوضِ کوثر کے منبع اور سرچشمہ پر ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے اس وقت آپ نے ارشاد فرمایا۔ اس وقت میں اپنے حوض کے عقر پر ہوں ۔ اور عقر اس مقام کو کہتے ہیں جہاں سے حوض میں پانی آتا ہے جبکہ یہ مقدس مقام جنت الفردوس کا حصّہ ہے تو جنت کی کچھ خصوصیات بھی اس میں ہونی ضروری ہیں جنت کی اہم خصوصیت یہ ہے ۔ لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا نہ سنیں گے اس میں بے ہودہ بات اور نہ جھوٹ اسی لئے اس عالی مقام میں جھوٹ اور لغویات کی ممانعت ہے ارشاد نبوی ہے جو شخص میرے ممبر کے پاس جھوٹی قسم کھائے تاکہ مسلمانوں کا حق تلف کرے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے، ایک روایت میں ہے " اس شخص پر اللہ کی لعنت فرشتوں کی لعنت اور تمام انسانوں کی لعنت " یہ ہی وجہ ہے کہ اس مقدس مقام میں جو سکون و طمانیت اور راحت و فرحت نصیب ہوتی ہے وہ کسی دوسری جگہ حاصل نہیں اور جو لطف عبادت اور ذوق طاعت یہاں حاصل ہوتا ہے وہ کسی دوسری جگہ حاصل نہیں ہوتا یہاں پہنچکر انسان آغوش رحمت میں آجاتا ہے اور سراپا رحمت بن جاتا ہے مسجد نبوی کا موجودہ منبر سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے اس کے چودہ زینے ہیں جس کو سلطان مراد خان

بن سلطان سلیم خاں نے ۹۹۸ھ ہجری میں پیش کیا ہے منبر ٹھیک اسی جگہ قائم کیا گیا ہے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر تھا اگرچہ نیچے کے زینہ بڑھے ہوئے ہیں لیکن خطیب کے کھڑے ہونے کی جگہ وہی ہے۔

(تجلیات مدینہ)

مسجد نبوی کے خصوصی ستون۔

روضۂ جنت میں جس قدر ستون ہیں وہ خصوصی اثرات اور برکات رکھتے ہیں صحابۂ کرام اہتمام کے ساتھ ان کے متصل نماز اور دعا میں مشغول ہوتے تھے۔ ان میں آٹھ ستون خاص طور پر متبرک ہیں۔

اسطوانہ مخلقہ۔

یہ سب سے زیادہ بابرکت مقام ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسجگہ نماز پڑھتے تھے اس کو اسطوانہ حنانہ بھی کہتے ہیں اس جگہ کھجور کا ایک تنہ تھا جس پر منبر سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سہارا لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے جب منبر شریف تیار ہوا اور حضور اقدس خطبہ کے لئے اسپر رونق افروز ہوئے تو اس تنہ سے چیخ کر رونے کی آواز آئی کہ اس کے رونے سے تمام مسجد گونج گئی اور جو صحابہ مسجد میں تھے

وہ بھی رونے لگے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے اور اس پر اپنا دست مبارک رکھا تب رونا بند ہوا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کے پاس جو اللہ کا ذکر ہوتا تھا اب منبر بن جانے کی وجہ سے اس سے محروم ہو گیا اس رنج میں رو رہا ہے اگر میں اس پر ہاتھ نہ رکھتا تو قیامت تک اسی طرح روتا رہتا یہ واقعہ بہت مشہور و معروف ہے اور دس صحابۂ کرام سے منقول ہے اسی وجہ سے اس کو استوانہ حنانہ کہتے ہیں۔ حنانہ دراصل رونے والی اونٹنی کو کہتے ہیں یہ تنہ چونکہ اونٹنی کی طرح رویا اور چلایا اس لئے اس کا نام بھی حنانہ پڑ گیا اس تنہ کو ایک مرتبہ کچھ غلاظت لگ گئی تھی جس کی وجہ سے اس کو خلوق کیا گیا جو مرکب خوشبو تھی اسی مناسبت سے اس کو استوانہ مخلقہ کہتے ہیں خلوق ملا ہوا ستون بھی کہتے ہیں حضرت امام مالک فرماتے ہیں کہ نماز پڑھنے کی جگہ سب سے افضل یہی ہے اسی جگہ محراب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے محراب بنا دی گئی ہے زمانۂ نبوت میں نہ تھی امیر المومنین ولید بن عبد الملک کے زمانہ امارت میں امیر مدینہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے جب مسجد نبوی کو تعمیر کرایا تو اس جگہ محراب نبوی بنوا دی۔

(فضائل حج)

اسطوانہ عائشہ

اسطوانہ مہاجرین بھی کہتے ہیں. تحویل قبلہ کے بعد اول رسول اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ نماز پڑھائی پھر نماز کے لئے اس جگہ کو منتخب فرمایا جہاں محراب نبوی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! اس مسجد میں ایک جگہ ایسی ہے کہ اگر لوگوں کو اسکی عظمت اور فضیلت کا حال معلوم ہوجائے تو کثرت ہجوم کی وجہ سے قرعہ ڈالنا پڑے!! لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے معلوم کیا تو بتانے سے انکار فرمادیا پھر بعد میں حضرت عبداللہ بن زبیر کے اصرار پر ان کو بتایا. اسی مناسبت سے اس ستون کو "اسطوانہ عائشہ اور اسطوانہ قرعہ اور اسطوانہ مہاجر کہتے ہیں اس لئے کہ مہاجرین کی اکثر نشست اس جگہ رہتی تھی. حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور حضرت عمر فاروق رضؓ اور دیگر مہاجرین عظام اہتمام کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور دیر تک بیٹھے رہتے تھے ایک روایت میں ہے کہ اس مقام پر دعا قبول ہوتی ہے۔

(فضائل جذب القلوب)

اسطوانۂ توبہ

اس کا دوسرا نام اسطوانہ ابولبابہ ہے حضرت ابولبابہ جو کبار صحابہ سے ہیں ان سے ایک لغزش ہو گئی تھی جس کی پاداش میں انہوں نے ایک زنجیر سے اپنے کو اس ستون سے باندھ لیا تھا اور توبہ قبول ہونے کے بعد ان کو کھولا گیا۔ وہ غلطی کیا تھی؟

اس کے متعلق دو قصے منقول ہیں مشہور واقعہ یہ ہے کہ جب یہود بنو قریظہ کا محاصرہ کیا گیا تو مجبور ہو کر انہوں نے ہتھیار ڈالنے کا ارادہ کیا حضرت ابولبابہؓ کے ساتھ پہلے سے ان یہودیوں کے خصوصی تعلقات تھے اس لئے ان کو مشورہ کے لئے بلایا تاکہ اپنے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عندیہ معلوم کریں یہ جب وہاں پہنچے تو سب مرد و عورت ان کو دیکھ کر رونے لگے۔ یہ ان کی آہ وزاری سے متاثر ہوگئے اور ازراہ بشریت گلہ کی جانب اشارہ فرمایا یعنی تمہارا انجام ذبحہ حلق ہوگا بعد میں تنبہ ہوا کہ یہ بڑی غلطی اور خیانت سرزد ہوئی اور وہاں سے واپس ہو کر اس ستون سے باندھ دیا کہ جب توبہ قبول ہو جائے گی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے خود ہی کھولیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میرے پاس پہلے سے آجاتے

تو میں ان کے لئے بارگاہ الہیٰ میں استغفار کرنا اور اب وہ براہ راست ہی توبہ کے قبول پر مدار رکھ چکے ہیں تاوقتیکہ توبہ قبول نہ ہوجائے میں کیسے کھول سکتا ہوں؟ کئی روز اسی حالت میں گذر گئے ضروریات بشری اور نماز کے لئے انکے گھر والے ان کو کھو لتے اور باندھ دیتے نہ کھانا نہ پینا ہر وقت رونا اور آہ وزاری کرنا جس سے بینائی کمزور ہوگئی اور اونچا سنائی دینے لگا۔ ایک شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہ کے گھر آرام فرماتے تھے کہ تہجد کے وقت ان کی توبہ قبول ہوئی اور یہ آیت نازل ہوئی۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ۔

صحابۂ کرام نے انکو فوراً خوشخبری سنائی اور کھولنا چاہا مگر انہوں نے منظور نہیں کیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے باہر تشریف لائے تو انکو اپنے دست مبارک سے کھولا بعض علماء نے کہا ہے کہ غزوہ تبوک میں جو صحابہ شرکت سے رہ گئے تھے انمیں حضرت ابولبابہ بھی تھے اسی غم ورنج میں انہوں نے اپنے کو اس ستون سے باندھ دیا تھا جب آیت وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ نازل ہوئی تب ان کو کھولا گیا۔

بعض دیگر صحابہ نے بھی اپنے آپ کو اس ستون سے باندھا ہے۔

ابن زیاد محمد بن کعب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس ستون کے پاس نوافل پڑھا کرتے تھے اور بعد نماز فجر اس جگہ تشریف رکھتے تھے اور طلوع آفتاب تک غرباء و مساکین اور نو وارد مہمان اور اصحاب صُفّہ سے باتیں فرماتے تھے اور جس قدر قرآن رات کو نازل ہوتا وہ ان کو سناتے اور احکام الٰہی کی انکو تعلیم فرماتے ان غرباء کا قیام اس جگہ رہتا یہیں سوتے اور رہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ستون کے قریب قبلہ کی جانب اعتکاف فرمایا۔ (فضائل حج)

اسطوانہ سریر

بعض علماء فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ بھی اعتکاف فرمایا اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کے زمانہ میں اس جگہ آرام فرمایا کرتے تھے اور کھجور کی شاخوں کا بنا ہوا ایک سریر (تخت) تھا وہ کبھی کبھی آپ کے لئے اس جگہ بچھایا جاتا تھا ورنہ بیشتر آپ بوریہ پر آرام فرماتے تھے۔ (فضائل و جذب)

اسطوانہ علی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ بیشتر اس جگہ نماز پڑھتے تھے اور اس جگہ بیٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسبانی اور پہرہ داری کرتے تھے اس لئے

کر اس کو اسطوانہ محرس اور اسطوانہ حرس بھی کہتے ہیں حرس کے معنی حفاظت اور نگہبانی کے ہیں بعض دیگر صحابہ کرام نے اس جگہ نگہبانی اور پہرہ داری کی خدمت انجام دی ہے۔

اسطوانہ وفود۔

بارگاہ نبوی میں تعلیم شریعت اور دعوت حق کے لئے جو وفود باہر سے آتے تھے ان کو اس جگہ شرف باریابی عطا ہوتا تھا اور احکام ربانی پہنچائے جاتے تھے۔

اسطوانہ تہجد۔

عشا کے بعد جب سب لوگ چلے جاتے تو اسجگہ ایک بوریہ بچھا دیا جاتا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز ادا فرماتے تھے۔ اس لئے اس ستون میں محراب تہجد بنی ہوئی ہے۔

اسطوانہ جبریل۔

اس کو مقام جبرائیل بھی کہتے ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام اس جگہ وحی الہٰی پہنچاتے تھے۔

یہ ستون اس وقت حجرۂ شریفہ کی تعمیر کے اندر آگیا اس لئے باہر

سے اس کی زیارت نہیں ہوسکتی۔ یہ آٹھ ستون دیگر ستونوں کے مقابلہ میں زیادہ فضیلت والے ہیں۔

ورنہ مسجد نبوی کا ہر حصّہ اور ستون باعثِ خیر و برکت ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا کہ میں جلیل القدر صحابہ رضؓ کو دیکھتا تھا کہ مغرب کے وقت ہر ایک کسی نہ کسی ستون کے پاس پہنچتا اور نماز پڑھتا۔

مقامِ صُفّہ اور اصحابِ صُفّہ

قاضی عیاض رح لکھتے ہیں کہ صفہ ایک سایہ دار جگہ تھی مسجد نبوی کے پاس وہیں غرباء و مساکین صحابہ (...) رہتے تھے اس لئے ان کو اصحاب صفہ کہتے ہیں۔

امام ذہبی فرماتے ہیں، تحویل قبلہ سے پہلے قبلہ شمال کی جانب تھا اور اس کا ایک احاطہ تھا تحویل قبلہ کے بعد اس احاطہ کو باقی رکھا گیا تاکہ غرباء اور مساکین جنکا کوئی ٹھکانہ نہیں اس جگہ قیام کریں۔ اصحاب صفہ کی تعداد کم و بیش ہوتی رہتی تھی اور شب و روز ان کا قیام اس جگہ رہتا تھا ان کا مشغلہ صرف تعلیم تھا کھانے کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکو دوسرے مسلمانوں کا مہمان بنا دیتے تھے اور جو بچ جاتے

تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان ہوتے تھے اسی لئے انکا لقب اضیاف المسلمین ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ خصوصی مجالست موانست اور ملاطفت فرماتے تھے اور یہی وہ برگزیدہ جماعت تھی جس کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ ۔

اور روکے رکھو ان لوگوں کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے پروردگار کو ۔

(جذب القلوب)

مسجد نبوی کی تعمیر ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف فرما ہوئے تو ابتداء میں قبا میں قیام فرمایا جہاں مسجد قبا کی بنیاد ڈالی گئی پھر چند روز قیام کے بعد مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے ناقہ مبارک خود بخود مسجد نبوی کے مقام پر بیٹھ گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "یہی قیام گاہ ہے انشاء اللہ" پھر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان میں قیام فرمایا یہ جگہ دو یتیموں کی ملکیت تھی آپ نے اس کو خرید فرمایا اور حکم ربانی اور وحی الہی سے مسجد کی تعمیر خام اینٹ

سے شروع ہو گئی۔ صحابہ کرام نے اپنے ہاتھوں سے تعمیر کیا اور خود سرکار دوعالم بھی تعمیر کرنے میں شریک ہوئے آپ اینٹیں اٹھا اٹھا کر لاتے تھے اور صحابہ کرام کی تشفی اور دل بڑھانے کے لئے فرماتے۔

اَللّٰھُمَّ لَا عَیْشَ اِلَّا الْعَیْشُ الْاٰخِرَۃ یا اللہ نہیں عیش مگر عیش آخرت
فَارْحَمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَۃ کا پس تو انصار و مہاجرین پر رحم فرما

اس وقت مسجد ستر ہاتھ لمبی اور ساٹھ ہاتھ چوڑی تھی۔ مسجد کی دیوار سات ہاتھ اونچی تھی کھجور کے تنے کے ستون تھے اور چھت کھجور کی شاخوں سے پائی گئی تھی۔ یہ مسجد کی سادگی، بے مائگی کی وجہ سے نہ تھی بلکہ حکم ربانی اسی طرح کی بناء کا تھا مسجد میں دوبارہ توسیع کی ضرورت محسوس ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح خیبر کے بعد ۷ھ میں توسیع کا ارادہ فرمایا ایک انصاری سے جو مسجد کے قریب رہتے تھے ارشاد فرمایا بہشت کے ایک گھر کے عوض یہ جگہ ہمارے ہاتھ فروخت کردو۔ انہوں نے عذر کیا کہ یا رسول اللہ میں غریب عیالدار آدمی ہوں اور اس کے سوا میرے پاس کوئی جگہ نہیں۔ آپ نے ان کے عذر کو قبول فرمایا حضرت عثمان غنی رض کو جب اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے دس ہزار میں اس جگہ کو خریدا اور بارگاہ نبوی میں عرض کیا "یا رسول اللہ میں اس کو بہشت کے گھر کے عوض فروخت کرنا چاہتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے اس کو اس قیمت پر خرید کر اس زمین کو اس مسجد میں داخل کیا اور از سر نو مسجد کی تعمیر فرمائی بنیاد میں پہلی اینٹ اپنے دست مبارک سے رکھی اور دوسری حضرت ابو بکر صدیق رضؓ سے رکھوائی اور تیسری اور چوتھی حضرت عمر رضؓ و عثمان رضؓ سے رکھوائی یہ تعمیر بھی صحابہ کرام کے ہاتھوں سے ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی تعمیر کرانے میں حصہ لیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضؓ فرماتے ہیں صحابہ کرام اینٹ اٹھا کر لا رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ اینٹ لا رہے تھے ایک بار میری نگاہ پڑی تو دیکھا کہ آپ نے بہت ساری اینٹیں شکم مبارک سے سینہ مبارک تک بھر کر اٹھائی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے دیدیجئے میں لے چلوں آپ نے ارشاد فرمایا اینٹیں بہت پڑی ہیں تم بھی اٹھا لاؤ اور یہ مجھے لے جانے دو اور پھر ارشاد فرمایا۔ اباھریرہ لا عیش الا عیش الاخرہ

اس مرتبہ بھی تعمیر کچی اینٹ سے ہوئی پہلے کی طرح چھت پڑی اور مسجد کو طول و عرض میں بڑھایا گیا۔ اب مسجد سو ہاتھ طویل اور سو ہاتھ عریض ہو گئی ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپ نے مسجد نبوی میں کوئی اضافہ

یا تغیر نہیں فرمایا ہاں بعض ستون جو بوسیدہ ہو گئے تھے ان کی جگہ پر نئے ستون کھجور کے تنہ ہی کے نصب کر دیئے لیکن امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں ۱۷ھ میں طول میں چالیس ہاتھ اور عرض میں بیس ہاتھ اضافہ فرمایا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبلہ کی سمت اضافہ کا ارادہ تھا اس لئے اس جانب اضافہ کیا گیا اگر آپ کا ارادہ نہ ہوتا تو میں ہرگز اضافہ نہ کرتا۔ نیز فرمایا کہ اگر اس مسجد کو ذوالحلیفہ تک بڑھا دیا جائے تب بھی یہ ساری مسجد نبوی شمار ہوگی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا تھا کہ تو مسجد کو بڑھانا اس لئے میں نے مسجد کو بڑھایا ورنہ میں ہرگز کبھی نہ کرتا جتنی چاہیے لوگوں پر تنگی ہوتی۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بھی کچی اینٹ سے تعمیر کرایا اور کھجور کے تنوں کے ستون نصب کئے اور کھجور کی شاخوں سے چھت کو پاٹا اور قبلہ کی جانب اور مغرب کی جانب میں اضافہ کیا مشرق کی جانب میں امہات المومنین کے حجرے تھے انکو بدستور باقی رکھا اب مسجد نبوی شمال و جنوب میں ایک سو چالیس ہاتھ ہو گئی اور مشرق و مغرب میں ایک سو بیس ہاتھ ہو خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانہ میں جب

دن لوگوں کو جگہ کی بہت تنگی ہوئی آپ نے صحابہ کرام کو جمع فرما کر ان سے
مشورہ کیا اور جب سب متفق الرائے ہو گئے تو منبر پر چڑھے اور لوگوں
کو خطبہ میں مسجد کی توسیع کی ضرورت اور صاحب الرائے صحابہ نے اس پر اتفاق
رائے ظاہر فرما دیا اور اس کے جواز اور استحسان پر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ارشاد اور حضرت عمرؓ کے قول و عمل سے استدلال فرمایا
جب سب مطمئن ہو گئے تو معماروں کو بلا کر تعمیر کا کام شروع کرایا خود
بھی رات کو شب بیداری کرتے اور دن کو روزہ رکھتے اور تمام دن
مسجد میں رہتے اور اپنے ہاتھ سے تعمیر کا کام کرتے ربیع الاول ۲۹ھ
میں از سر نو تعمیر شروع ہوئی اور آخر محرم ۳۰ھ میں اختتام کو پہنچی
اس مرتبہ دیواریں بجائے خام اینٹ کے پتھر کی بنائی گئیں۔
کھجور کے تنہ کی بجائے بیلدار پتھر کے ستون لگائے گئے اور
چھت ساج اور آبنوس کی لکڑی کو تیار کی گئی۔ بعض لوگوں میں کچھ اختلاف
اور انکار پیدا ہوا جس کا سبب غالباً تعمیر کا پختہ ہونا تھا جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر فاروق رضہ کے طرز کے خلاف تھا اسی
لئے غالباً اس تعمیر کے آغاز کے بعد فتنوں کا آغاز ہو گیا اس تعمیر کے دوران
میں حضرت کعب احبار فرمایا کرتے تھے کہ کاش یہ تعمیر پوری نہ ہو سکے
ایک جانب سے بنے تو دوسری جانب سے منہدم ہو جائے لوگوں نے

دریافت کیا آخر یہ کیوں کیا آپ ہی نے یہ حدیث نہیں سنائی کہ اس مسجد کی ایک نماز کا ثواب ایک ہزار نماز کے برابر ہے۔

حضرت کعب نے فرمایا یہ بالکل صحیح ہے لیکن اس کی تعمیر پر ایک فتنہ رکا ہوا ہے جو تعمیر کے اتمام کا انتظار کر رہا ہے اور وہ فتنہ حضرت عثمان غنی رض کی شہادت اور عام قتل و غارت گری ہے چنانچہ تعمیر کے اختتام کے بعد لوگ فتنہ انگیزی پر اتر آئے اور فتنوں کا آغاز ہو گیا حضرت عثمان غنی رض نے بھی حجرات امہات المومنینؓ کو بجنسہ باقی رکھا اور قبلہ کی جانب مغرب کی جانب میں اضافہ فرمایا۔

۸۸ھ میں خلیفہ ولید کے حکم سے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے جو مدینہ منورہ کے اس وقت امیر تھے پھر از سر نو مسجد نبوی کو تعمیر کرایا اور خلیفہ وقت کے حکم سے حجرات کو منہدم کرا کر مسجد میں داخل کر دیا یہ مکانات یادگار رسالت مآب تھے اور سب قلوب کو محبوب تھے۔ ہر ایک کو ان کے انہدام کا رنج تھا مگر ولید کے حکم سے حضرت عمر بن عبدالعزیز مجبور تھے غرض چاروں طرف سے مسجد کو وسیع کیا گیا سنگ مرمر کے ستون نصب کئے گئے اور چھت کی لکڑی اور ستونوں کو طلائی نقش نگار سے مزین کیا گیا صرف سمت قبلہ کی دیوار کے نقش و نگار پر تقریباً لیں ہزار دینار صرف ہوا۔

اس تعمیر میں مسجد کے چار مینار بھی تعمیر کئے گئے ورنہ اس سے قبل کوئی منارہ نہ تھا۔ ۱۶۱ھ میں خلیفہ بغداد مہدی عباسی نے مسجد کے صحن کو بڑھایا اور دالان کے دونوں جانب دالان بنوائے۔

۸۸۶ھ میں مسجد نبوی پر بجلی کا صدمہ پہنچا اور از سر نو مسجد کی تعمیر کی ضرورت محسوس ہوئی اس وقت مصر کے سلطان نے تعمیر کی سعادت حاصل کی۔

خلیفہ ولید کی تعمیر دو کم سات سو برس تک قائم رہی اس طویل مدت میں مختلف سلاطین نے مرمت طلب حصص کی مرمت یا بعض حصہ کی تزئین اور وسعت البتہ کی ہے لیکن از سر نو تعمیر سلطان مصر کی ہے کچھ عرصہ بعد چھت کی لکڑی بوسیدہ ہو گئی اور تجدید سقف کی ضرورت محسوس ہوئی اس وقت خاندان عثمان کا چشم و چراغ سلطان عبد الحمید خاں خادم الحرمین شریفین تھا اس نے چھت میں لکڑی لگانا نامناسب خیال کیا لہذا سلطان مصر کی عمارت منہدم کر کے از سر نو تعمیر کی گئی ہنوز تعمیر کا کام باقی تھا کہ سلطان عبد الحمید نے داعی اجل کو لبیک کہا اور سلطان عبد العزیز خاں تخت نشین ہوئے انہوں نے بھی اسی حوصلہ سے کام جاری رکھا اور ۱۲۷۸ھ میں پندرہ سال کی مدت میں یہ عمارت بنکر تیار ہوئی اس وقت وہی

عمارت موجود ہے جس کو خاندان عثمانیہ کے دو بادشاہوں نے تعمیر کیا ہے۔

مسجد نبوی کی ساری عمارت سرخ پتھر کی ہے سنگی ستونوں پر چھت ہے کل تعداد ستونوں کی تین سو ستائیس ہے مگر اب اس میں کچھ اضافہ ہو رہا تھا اس لئے کہ سلسلہ تعمیر جاری ہے۔ موجودہ شاہ نے بہت ہمت کے ساتھ اسکی توسیع کی ہے اس وقت مکمل نہیں ہے مگر کام کرنے والے بہت زیادہ تھے خیال ہے کہ جلد ہی مکمل ہو جائے گی۔ اس تعمیر سے پہلے صرف پانچ دروازے تھے مگر اب ان میں بھی اضافہ ہو گیا ہے۔ پہلے مشہور دروازے جانب غرب باب السلام اور دوسرا باب الرحمت تھا جانب شرق باب جبرئیل اور باب النسا ر اور جانب شمال صرف ایک دروازہ باب المجیدی تھا مگر اب اس طرف بھی اور دروازے بنے ہیں۔

صحن مسجد میں سرخ پتھریاں بچھی ہوئی ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ نے اپنے زمانہ خلافت میں وادی عقیق سے کنکریاں منگوا کر بچھا دی تھیں اس وقت صحن میں کنکریاں اسی تاریخی واقعہ کی یادگار ہیں۔

مسجد نبوی کے ستونوں میں بعض بعض ستون میں خاص صنعت رکھی ہے جو تاریخی واقعات بتاتی ہے مثلاً۔ (۱) جن ستونوں پر سات ہاتھ کی بلندی تک طلائی خطوط ہیں یہ علامت اس بات کی ہے کہ عہد رسالت

میں مسجد نبوی کی بلندی سات ہاتھ تھی۔

(۲) بعض ستونوں میں طلائی خطوط کے علاوہ طلائی پھول بھی ہیں۔ یہ مسجد کی اس حد کو بتاتے ہیں جو فتح خیبر سے پہلے تھے۔

(۳) جن ستونوں میں نیچے سے سات ہاتھ سنگ مرمر لگایا گیا ہے اور ان پر طلائی نقش و نگار ہیں روضہ جنۃ کی حد بتلاتے ہیں مشہور اور متبرک ستونوں پر ان کے نام لکھ دیئے گئے ہیں اسی دالان شرقی کے جنوب کی طرف ایک چبوترہ ہے جو خدام حرم کی خاص نشست گاہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسی جگہ اصحاب صُفّہ رہتے تھے یہ عمارت نہایت خوبصورت اور نہایت نازک صناعی کا بہترین نمونہ ہے۔

جابجا بہترین مطلا نقش و نگار اور پھول بوٹے ہیں دروازوں پر نہایت خوشنما خط میں آیات قرانی لکھی گئی ہیں مسجد کے قبّوں کے اندرونی حصہ میں پورا قصیدہ بردہ شریف لکھا گیا ہے اور ان کے گوشوں پر اسماء باری تعالےٰ اور اسمائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کے اسماء لکھے گئے ہیں اور ہر نوع کی ظاہری زیب و زینت سے ایسا آراستہ کیا گیا ہے کہ دیکھنے والا مبہوت و حیران رہ جاتا ہے۔

وہ عالی مقام جو ابتدا سے انوار ربانی فیوض یزدانی تجلیات

الہی کا مرکز ہے اور مضطرب دلوں کی آماجگاہ اور تشنہ قلوب کی سیراب گاہ ہے اور پشیمان السائلین کی آخری پناہ گاہ ہے وہ آج ظاہر میں نگاہوں کے لئے سامان فرحت و سرور ہے مگر افضل و ادب یہی ہے کہ ظاہری نگاہوں کو بند رکھے تاکہ باطن کی نگاہیں کھل جائیں اور قلوب ان چیزوں کا مشاہدہ کریں جو اس مقام کی اصلی خصوصیات اور اعلیٰ برکات ہیں اَللّٰھُمَّ ارْزُقْ مِنْھَا اگر باطن کی توجہ قائم ہو گی تو خصوصی رحمتوں اور نعمتوں سے بیش از بیش مالا مال اور سرفراز ہو گا۔

(تجلیات مدینہ)

روضۂ مطہر علیہ الصلوٰۃ والسلام

یہ وہ عالی مقام ہے جو رشک خلد بریں ہے کائنات کے عز و شرف کا مرکز و منبع ہے نبوت و رسالت کی آخری آماجگاہ ہے اور سید الانبیاء والمرسلین کی آرام گاہ ہے یہاں رسول اور اللہ کے شیدائیوں کا ہجوم رہتا ہے اور ہزاروں فرشتے حاضر باش رہتے ہیں اور درود سلام میں مشغول رہتے ہیں

حضرت کعب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے جب بھی فجر طلوع ہوتی ہے آسمان سے ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں اور قبر مبارک کو گھیر لیتے ہیں اور درود وسلام میں مشغول ہو جاتے ہیں شام تک اسی طرح صلوٰۃ وسلام میں مشغول رہتے ہیں جب شام ہو جاتی ہے تو آسمان پر چلے جاتے ہیں اور دوسرے ستر ہزار فرشتے آسمان سے اتر کر قبر مبارک کو گھیر لیتے ہیں اور در

میں مشغول ہو جاتے ہیں طلوع فجر تک اسی طرح صلاۃ وسلام میں مشغول رہتے ہیں طلوع فجر کے بعد یہ آسمان پر چلے جاتے ہیں اور دوسرے ستر ہزار فرشتے حاضر ہو جاتے ہیں۔ اس طرح ستر ہزار فرشتے دن میں حاضر باش رہتے ہیں اور ستر ہزار شب میں جب کہ زمین شق ہوگی تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں جلوہ افروز ہوں گے۔

(حسن الختام)

یہ وہ مقدس مقام ہے جہاں سے ہر سمت شرافت و کرامت کو تقسیم کیا گیا اور اس وجہ دیا وجود کی خاطر دوسروں کا وجود گوارا کیا گیا جس کی عظمت و رفعت کو نمایاں کرنے کے لئے سارا قرآن مجید موجود و محفوظ ہے وہ منشاء ربانی کا اظہار تھا یہ منشاء ربانی کا ظہور ہے اور وہ احکام الٰہی کا مجموعہ ہے اور یہ احکام الٰہی کا عملی مجسمہ اور بندگی کا اعلیٰ نمونہ ہے اسی لئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں قرآن مجید کی ہر ہر ادا سے شان محمدی ہویدا اور نمایاں ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

یارب صل وسلم دائما ابدا

علیٰ حبیبک خیر الخلق کلہم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ میں جلوہ افروز ہوئے اور مسجد
نبوی کو تعمیر فرمایا تو مسجد کے شرق میں دو حجرے بھی تعمیر کرائے ایک ام المومنین
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا اور دوسرا حضرت سودہ رضی اللہ
تعالے عنہا کا اس وقت دو ہی ازواج مطہرات تھیں اسکے بعد حضرت عائشہ کے حجرہ کے جنوب
مشرق میں متفرق اوقات میں دیگر ازواج مطہرات کے حجرے تعمیر ہوئے چنانچہ ام المومنین حضرت حفصہ
بنت عمر رضی اللہ تعالے عنہا کا حجرہ حضرت عائشہ کے حجرہ کے جنوب میں
بالکل متصل تھا اور دونوں حجروں کے بیچ میں ایک طاق کھلا ہوا تھا جس
سے دونوں باتیں کرتی تھیں۔ حجرہ عائشہ رضؓ کے شمال میں حضرت
فاطمہ زہرا رضؓ کا حجرہ تھا اور اس میں ایک کھڑکی تھی جو حضرت عائشہ
کے حجرے میں کھلتی تھی (تجلیات مدینہ)

خلیفہ ولید کے حکم سے ان سب حجروں کو مسجد نبوی میں داخل کر دیا
گیا ان حجروں کے شرق میں حضرت عثمان غنی رضؓ کا مکان تھا۔ جہاں
انہوں نے جام شہادت نوش فرمایا اور بیت عثمانی کے جنوب میں حضرت
ابو ایوب انصاری رضؓ کا مکان تھا ــــــ جسمیں ہمارے آقا محمد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداءً نزول اجلال فرمایا اور شرف قیام سے
مشرف فرمایا۔ تمام مہاجرین صحابہ کے مکانات مسجد میں تھے اور مسجد
کے دروازے مسجد میں بنے ہوئے تھے آخر زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے بند کرا دئے صرف حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت علی مرتضیٰ
رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے دروازے ایسے ہی قائم رہے حضرت عمر فاروق اور
انکی اولاد کے مکانات مسجد کے جنوب میں تھے حضرت عباس، حضرت
جعفر اور حضرت ابو بکر کے مکانات مسجد کے غرب کی جانب تھے۔ یہ مختصر
کیفیت اس لئے تحریر کی گئی تاکہ عہد رسالت کا کچھ اجمالی نقشہ آنکھوں
کے سامنے آجائے امہات المومنین کے مقدس حجروں میں حضرت عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مبارک حجرہ کو وہ حیات ابدی عطا ہوئی کہ قیامت
تک اس کا وجود قائم اور باقی ہے ظاہری صورت تو اسکی یہ تھی کہ کوٹھری
خام اینٹ کی تھی خس خرما سے پٹی ہوئی رکھتی لیکن تا قیام قیامت
چونکہ باقی رکھنا قادر قیوم نے اس کے حصہ میں عطا فرمایا تھا اس لئے
یہ حجرہ سید الانبیاء والمرسلین حبیب رب العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی آرام گاہ قرار پایا اور ہمیشہ کے لئے جلوہ گاہ نبوی بنا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب خلیفہ اول حضرت ابو بکر
صدیق رضی نے وفات پائی تو انہیں بھی اسی رشک فردوس حجرہ میں جگہ
دی گئی جب دفن کی اجازت طلب کی گئی حجرہ شریفہ سے آواز آئی
اوصلوا الحبیب الی الحبیب حبیب کو حبیب سے ملا دو۔ صدیق
اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا سر مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے سینہ مطہر کے مقابل ہے اس کے بعد خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضنے
وفات پائی تو ان کے نصیب میں بھی وصال ابدی لکھا ہوا تھا چنانچہ
اس حجرہ شریفہ میں دفن کئے گئے۔ آپ کا سر مبارک صدیق اکبر کے
سینہ مطہرہ کے مقابل ہے تینوں حق و صداقت کے آفتاب حضرت
عائشہ صدیقہ رضہ کے حجرہ مبارک میں غروب ہوئے اور ان کے خواب
کی تعبیر پوری ہوئی ابھی ایک اور تعبیر کی جگہ باقی ہے جہاں روایات سے
معلوم ہوتا ہے کہ آخر زمانہ میں حضرت عیسٰی علیہ السلام مدفون ہوں گے۔
انکے علاوہ کسی اور کی اس قدر قرب و معیت کی مجال نہیں۔

حضرت عائشہ رضہ کا حجرہ مقدسہ صرف ایک کوٹھری تھا اسی میں
آپ رہتی تھیں اور یہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرماتے تھے
لیکن جب بعد میں لوگ زیارت کو آنے لگے تو آپ نے بیچ میں دیوار کر کے
اس کے دو حصے کر لئے ایک میں خود رہتی تھیں اور دوسرے میں آفتاب
رسالت و نبوت جلوہ فرما تھا جہاں آمد و رفت کے لئے دروازہ بنا ہوا تھا
لیکن جب لوگ کثرت سے قبر اطہر و انور کی خاک پاک اٹھا لے جانے لگے
تو حضرت عائشہ صدیقہ رضہ نے اس دروازہ کو بند کر دیا اور زیارت کے لئے
ایک دریچہ کھولدیا اور بعد میں اس کو بھی مصلحت سے بند کر دیا ولید
کے دور خلافت میں حجرہ شریفہ کی شرقی دیوار بارش کی وجہ سے گر گئی

والیٔ مدینہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے آکر فوراً قبور پر پردہ ڈلوا دیا اور اس دلیوار کو تعمیر کرایا پھر ولید کے حکم سے حجرۂ شریفہ کے گرداگرد نہایت قیمتی پتھر کا مکان بنایا اور سنگی عمارت میں کوئی دروازہ کسی کی طرف سے نہیں رکھا گیا۔ اب حجرۂ شریفہ بھی حجاب میں آگیا زائرین صرف اس سنگی عمارت کی زیارت سے مستفیض ہوتے تھے یہ عمارت مخمس یا مسدس شکل کی بنائی گئی تاکہ خانۂ کعبہ کی مشابہت نہ ہونے پائے۔ کچھ دنوں کے بعد اس عمارت کے گرداگرد صندل کا بنایا ہوا چوبی جنگلہ لگا دیا گیا جسمیں مختلف سلاطین اپنے عہد میں تحفظ اور استحکام کی غرض سے تبدیلیاں کرتے رہے ۶۷۸ھ ہجری میں سلطان صالحی کے زمانہ میں ایک احاطہ سنگ خام کے ستونوں اور محراب کا تیار کرایا گیا اور انہیں ستونوں پر قبہ شریف کی بنیاد قائم کی گئی اس سے قبل گنبد نہ تھا ہر محراب کے نیچے دروازے لگائے گئے اور ہر دروازے میں کواڑ لگائے گئے سنگی عمارت اور اس محرابی احاطہ کے درمیان تقریباً پانچ یا چھ ہاتھ کا فاصلہ تھا اس فاصلہ کی چھت پاٹکر اسے مسقّف کر دیا گیا اور اس محرابی احاطہ پر ریشمین غلاف ڈال دیئے گئے اسی ساری عمارت کا نام (مقصورۂ شریفہ) ہے اور گنبد کو (گنبد خضراء) کہتے ہیں۔ پھر گنبد خضرا کے گرداگرد فولاد کی جالیاں لگائی گئیں غرض جوں جوں مخلوق کے اندر

سے جمال محمدی کے دیدار کی صلاحیت کم ہوتی گئی قادر قیوم کیجانب سے
ظاہری حجابات میں بھی اضافہ ہوتا گیا اب واضح طور پر یوں سمجھئے کہ زائر
کے پیش نظر زرد جالیاں ہیں جالیوں کے بعد محرابی احاطہ ہے ریشمی
غلاف سے ملبوس اس کے بعد سنگی عمارت ہے اس سنگی عمارت کے
اندر حجرۂ شریفہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔ اس حجرہ
شریفہ میں مقدس مطہر قبریں ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِكَ مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی
صَاحِبَیْہِ بَارِكْ وَسَلِّمْ ان مقدس مطہر اور متبرک قبور کی ہیئت اور
صورت کے متعلق کتب احادیث اور سیرت میں سات شکلیں منقول
ہیں جن میں علماء کے نزدیک دو راجح ہیں اور باقی مرجوح ہیں۔
راجح پہلی شکل ۱

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوبکر رض

حضرت عمر فاروق رض

راجح شکل ع۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	حضرت عمر فاروق رضؓ
حضرت ابوبکر صدیق رضؓ	

خانہ کعبہ پر غلاف تو اسلام سے پہلے بھی چڑھایا جاتا تھا جسے خود اسلام نے بھی کعبہ کا احترام قرار دے کر جاری رکھا۔ لیکن مقصورۂ شریف پر ابتداً کوئی غلاف نہیں تھا خلیفہ ہارون رشید کی والدہ جب زیارت سے مشرف ہوئی تو سب سے پہلے اس خاتون نے مقصورۂ شریفہ پر ریشمی پردے چڑھائے۔

اس کے بعد

سے سلاطین کی جانب سے برابر مقصورۂ شریفہ پر غلاف چڑھتے رہے اور اب تک یہ دستور قائم ہے۔

دوسرے یا تیسرے دن تمام مقامات مقدسہ مدینہ منورہ کے دیکھنے کے واسطے جانا تھا یہاں کی اگرچہ ایک ایک اینٹ اور ایک ایک ذرہ زیارت کے قابل ہے اور باعث رحمت و برکت ہے مگر اس میں خصوصی مقامات جنکی زیارت ضرور کرنی چاہیئے وہ مندرجہ ذیل ہیں خدا اگر توفیق

دے تو آپ حضرات ضرور زیارت سے استفادہ کریں۔

مساجد۔

مسجد قبا۔ مسجد جمعہ۔ مسجد فضیخ۔ مسجد بنی قریظہ، مسجد ماریہ قبطیہ۔ مسجد بنی ظفر۔ مسجد اجابہ۔ مسجد نافلہ۔ مصلی عید مسجد فتح مسجد بنی حرام۔ مسجد قبلتین۔

مسجد قبا۔ جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے روانہ ہوئے تو مدینہ منورہ پہنچنے سے پہلے تین روز یا زیادہ قبا میں قیام فرمایا جو قبیلہ بنی عمرو بن عوف کی مختصر آبادی تھی یہاں آپ نے مسجد کی بناء کا ارادہ فرمایا اور یہاں کے باشندوں نے بھی اس کی خواہش ظاہر کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سمت قبلہ کی تعیین کے لئے ایک خط کھینچا اور صحابہ کرام کو پتھر جمع کرنے کا حکم دیا اور خود بھی ان کے ساتھ شریک ہوئے اور پھر اپنے دست مبارک سے ایک پتھر نیو میں رکھا۔ اور حاضرین کو حکم فرمایا کہ ہر ایک اپنے ہاتھ سے ترتیب وار ایک ایک پتھر رکھے۔ یہ اس مقدس مسجد کی ابتدا تھی اور یہ اسلام میں پہلی مسجد ہے جسکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں بنیاد ڈالی اور نبی آخر الزماں کے ہاتھوں

تعمیر ہوئی اور اس کے متعلق یہ آیۃ نازل ہوئی۔

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ۔	بے شک وہ مسجد کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقوی اور پرہیزگاری پر رکھی گئی زیادہ مستحق ہے اس بات کی کہ آپ اس میں نماز کے لئے کھڑے ہوں۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ آیۃ کریمہ میں مسجد نبوی کا تذکرہ ہے اور بعض احادیث سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے لیکن حق یہ ہے کہ آیتہ کریمہ سے مقصود دونوں مسجدیں ہیں اس لئے کہ ان دونوں مساجد کی بنار پہلے ہی دن سے خلوص تقوی ہی پر رکھی گئی۔ واللہ اعلم حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سوار یا پیادہ مسجد قبا کو تشریف لے جاتے اور وہاں دو رکعت نفل ادا فرماتے۔ اور بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر شنبہ کو مسجد قبا تشریف لے جاتے تھے حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی اتباع سنت میں ہمیشہ مسجد قبا تشریف لے جاتے تھے۔

امیرالمومنین حضرت عمرؓ ایک مرتبہ مسجد قبا کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں کسیکو نہ پایا تو فرمایا خدائے پاک کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ کو دیکھا ہے کہ اس

مسجد کی بنا کے وقت صحابہ کرام کے ساتھ پتھر ڈھو رہے تھے واللہ اگر یہ مسجد دنیا کے کسی گوشہ میں ہوتی تو ہم اس کی زیارت کے لئے سفر کرتے اور اپنی سواریوں کو تھکاتے پھر آپ نے کھجور کی چند شاخوں سے جھاڑو بنا کر مسجد کی صفائی کی شروع کی۔ رفقاء نے عرض کیا ہم اس خدمت کو انجام نہیں دے سکتے؟ آپ نے فرمایا تم اس سعادت کے لئے ہرگز کافی نہیں ہو یعنی یہ خدمت ایک بڑی سعادت ہے پھر کوئی وجہ نہیں کہ میں اس کو چھوڑ کر تمہارے پر اکتفا کروں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسجد قبا میں نماز پڑھنا عمرہ کے ثواب کی برابر ہے مسجد کے متصل حضرت سعد بن ضیمہ کا گھر ہے جہاں حضور اکرم ص نے آرام فرمایا وضو کیا اور نماز پڑھی۔ بیر اریس بھی یہیں واقع ہے جس کا تذکرہ آگے کنوؤں کے بیان میں آئے گا۔

مسجد قبلتین۔

مسجد فتح سے پچھم کی جانب تقریباً نصف میل کے فاصلہ پر وادی عقیق اور بیر رومہ کے قریب واقع ہے یہ بنی سلمہ کی مسجد تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں نماز ظہر ادا فرما رہے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تحویل قبلہ کی بشارت سنائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ہی میں بیت المقدس سے بیت اللہ کی جانب رخ کیا

اور آخر کی دو رکعت بیت اللہ کی جانب منہ کر کے ادا فرمائی۔ اسی لئے اس کو مسجد قبلتین کہتے ہیں۔

بعض علماء یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ واقعہ مسجد قبا میں ہوا ہے۔

اس کے علاوہ بھی اور مساجد ہیں جن کے کھنڈرات باقی ہیں۔

کنوؤں کا بیان۔

جن کنوؤں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرف و متبرک فرمایا ہے اُن کی تعداد بہت ہے مگر اس وقت صرف سات باقی ہیں۔

(۱) بیر اریس (۲) بیر غرس (۳) بیر رومہ (۴) بیر بضاعہ (۵) بیر حاد (۶) بیر بصّہ (۷) بیر عہن۔

ان متبرک کنوؤں کا پانی ہمارے آقائے نامدار سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال فرمایا ہے اور اپنا لعاب مبارک اور بچا ہوا وضو کا پانی انمیں ڈالا ہے تاکہ جب تک بھی کنوئیں باقی رہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بچا ہوا پانی امت کو ملتا رہے۔

بیر اریس کے قریب مسجد قبا واقع ہے پہلے اس کا پانی شور تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن اس میں ڈالا جس کی وجہ سے پانی شیریں ذائقہ دار ہو گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ اس کی من پر کنویں میں پیر لٹکائے
بیٹھے تھے پھر ابو بکر صدیق حاضر ہوئے وہ بھی آپکی طرح برابر بیٹھ گئے
پھر حضرت عثمان غنی رض حاضر ہوئے تو اس جانب جگہ پُر ہوگئی تھی اس
لئے آپ دوسری جانب اسی طرح پیر لٹکا کر بیٹھ گئے۔

"وہ انگوٹھی جس پر "محمد رسول اللہ" نقش تھا اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے زیب دست مبارک تھی۔ پھر صدیق اکبر رض کے
پاس رہی پھر فاروق اعظم رض کے پاس رہی پھر حضرت عثمان غنی رض
کے پاس سے اس کنویں میں گر گئی تھی ہر چند تلاش کیا گیا ہر سعی رائگاں
گئی اور وہ انگشت مبارک نہ ملنی تھی نہ ملی۔ اس وقت سے نظام خلافت
میں خلل واقع ہوگیا۔

بیر رومہ مسجد قبلتین سے شمال کی جانب وادی عقیق میں واقع ہے
پانی نہایت لطیف اور شیریں ہے مدینہ منورہ میں شیریں پانی کی کمی
تھی اور اس کنویں کا یہودی مالک تھا اور وہ پانی فروخت کرتا تھا
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر حضرت عثمان غنی رض نے
۳۵ ہزار درہم میں اس کو خرید کر وقف فرمایا۔

(بیر بضاعہ) باب شمالی کے قریب (ایک باغ میں واقع ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ایک ڈول کھینچا کر وضو فرمایا

اور بچا ہوا پانی معہ لعاب دہن کے اسمیں ڈالا حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق فرماتی ہیں جب کوئی شخص بیمار ہوتا تو ہم اس کو تین روز بیر بضاعہ کے پانی سے غسل کراتے وہ اسکی برکت سے صحت یاب ہو جاتا۔

مدینہ منورہ کے مزارات

جنت البقیع یہ مدینہ منورہ کا قدیمی قبرستان ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس قبرستان سے ستر ہزار افراد بے حساب جنت میں جائیں گے جنکے ماہ نیم ماہ سے زیادہ چمکدار ہونگے

بروز حشر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضو اور حضرت عمر رضہ کے ساتھ روضۂ اطہر سے اٹھکر یہاں تشریف لائیں گے اور یہاں والوں کو ساتھ لے کر آگے تشریف لے جائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص مدینہ میں انتقال کرے اور بقیع میں دفن ہو میں روزِ حشر اس کا سفارشی اور گواہ رہوں گا —

دیگر احادیث سے بھی یہاں دفن ہونے والوں کی بڑی فضیلت و منقبت معلوم ہوتی ہے۔

غرض اس چھوٹے سے خطۂ زمین میں ہزاروں صحابہ کرام اور ہزارہا سادات تابعین اور تبع تابعین اور لاکھوں اولیاء کرام اور علمائے عظام آرام فرما ہیں جنکی مجسم تعداد اور مدفن کا علم علیم و خبیر کو ہے البتہ

چند مزارات معلوم اور مشہور ہیں مثلاً حضرت ابراہیم ابن رسول صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ ثالث امیرالمومنین حضرت عثمان غنی رضہ حضرت عباس بن عبدالمطلب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف حضرت عثمان بن مظعون حضرت عبداللہ بن مسعود۔ حضرت جعفر بن معاذ۔ حضرت ابوسعید خدری۔ حضرت عائشہ صدیقہ۔ حضرت صفیہ، حضرت رقیہ۔ حضرت فاطمہ بنت اسد حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم۔ اس کے علاوہ اور بہت سے حضرات بھی اس میں ہیں لیکن صحیح معلوم نہیں ہے۔ ان سب پر سلام عرض کیا فاتحہ پڑھی اور اس کے بعد احد کے شہدا پر فاتحہ پڑھنے بذریعہ کار گئے۔

جبل احد۔

یہاں ایک احاطہ میں صحابہ کرام کے مزارات ہیں جو جنگ احد میں شریک ہوئے اس احاطہ کے قریب ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار چچا سید الشہدا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی آرام گاہ ہے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبل احد کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔

ھذا جبلنا یحبنا ونحبہ، یہ پہاڑ مجھ سے محبت رکھتا ہے اور

ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

بخاری شریف میں ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک جبل احد پر پڑی تو اللہ اکبر کہا اور ارشاد فرمایا۔

یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ جنت کے دروازوں سے ایک دروازے پر قائم ہوگا۔ اور یہ جبل عیر ہم سے عداوت رکھتا ہے اور ہم اس سے نفرت کرتے ہیں دوزخ کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر ہوگا۔ (جذب القلوب)

عیر اور احد مدینہ منورہ کے ہی دونوں پہاڑ ہیں اور دونوں آمنے سامنے واقع ہیں جبل عیر منافقین اور معاندین کی قیام گاہ تھا اور جبل احد حبیب رب العالمین کی جلوہ گاہ اسی مناسبت سے جبل عیر میں عداوت و نفرت جاگزیں تھی۔ اور جبل احد محبت رسول اللہ میں مست و سرشار تھا اسی لئے آج بھی جبل عیر پر وحشت و ظلمت برستی ہے اور جبل احد پر نور و سرور نمایاں نظر آتا ہے جبل عیر اپنی عداوت و نفرت کی وجہ سے جہنم کے دروازے پر ہوگا اور جبل احد اپنے تعلق و محبت کی بنا پر جنت الفردوس کے دروازے پر ہوگا۔

بعض علماء اس کو مجازی معنوں پر محمول کرتے ہیں اور مختلف تاویل کرتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ جمادات اور نباتات بھی ذی روح

اور ذی شعور ہیں اگرچہ ہم اس سے بے شعور ہیں ارشاد ربانی ہے۔
وَاِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمۡدِهٖ۔ نہیں ہے کوئی بھی شی مگر پاکی بیان کرتی ہے اس کی حمد کے ساتھ۔

جب ہر شی ذی روح ہے اور ذی شعور ہے تو لامحالہ جذبہ محبت اور جذبہ عداوت سے بھی معمور ہوگی اور اس کے تمام اثرات و نتائج بھی مرتب ہونگے یہی وجہ ہے اور نباتات نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کی شہادت دی اور آپ پر بار بار سلام عرض کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک اور پہاڑ ہے۔ جب تم اس پر سے گذرو تو اس کا پھل کھایا کرو۔ اور اگر کوئی پھل نہ ملے تو اس کی گھاس چبانا ہی حصول برکت کے لئے کافی ہے۔

(تجلیات مدینہ)

ان مقامات مقدسہ کو دیکھنے کے بعد دوسرے دن مدینہ منورہ ..... کے مدارس کو دیکھا اس میں متعدد مدرسے ہیں اور سب اچھے پیمانہ پر چل رہے ہیں۔

تقریباً نو یوم مدینہ منورہ میں قیام رہا اور یہ نو یوم ہمیشہ یاد رہیں گے واپسی کا ارادہ کیا سامان وغیرہ باندھا گیا یہاں بہت مختصر سامان لایا تھا اس لئے اس کو باندھنے میں کچھ وقت نہیں لگا۔

مسجد نبوی میں حاضر ہوا اور ہر ہر چیز اور ہر ہر ستون کو با حسرت و یاس دیکھا و داعی سلام کے لئے اپنی سیہ کاریوں اور گناہوں کے بخشوانے والے کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام پیش کرنے کے بعد اور سب کچھ اپنے اور اپنے اعزا و احباب کے لئے عرض کیا اور جن حضرات نے چلتے وقت سلام پیش کرنے کے لئے کہا تھا ان سب کا مکرر سلام پیش کیا اور با حسرت و یاس باہر آیا۔

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر نہ دیدم کہ بہار آخر شد

۳۰ راگست ۵۶ء کو عصر کی نماز کے بعد موٹر اسٹینڈ کی طرف چلے شہر کے باہر کی طرف چل رہے تھے مگر دل کی عجیب کیفیت تھی اپنے مشفق مکرم محسن اعظم سے رخصت ہوتے وقت ظاہر بات ہے کیا کیفیت ہو گی ..... یہاں سے چلتے وقت یہ نیت ہو کہ اب انشاء اللہ اپنی پوری زندگی اپنے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی اشاعت میں گذاروں گا آمین۔

مغرب کے وقت موٹر چلی جب پولیس چوکی پر کاغذات روانگی دکھلائے جا رہے تھے تو مغرب کی اذان ہو گئی قریب ہی مسجد میں نماز پڑھی اس کے بعد سوار ہوئے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ فِیْ سَفَرِنَا ھٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ
مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی۔

درود و سلام پڑھتے رہے موٹر بہت تیزی سے چل رہی تھی تمام مسافر
درود و سلام میں مصروف تھے جب تھوڑی شب باقی رہی تو بدر میں آکر
موٹر ڈرائیور نے یہیں آرام کرنے کو کہا ہم سب اترے پلنگ اس پڑاؤ
پر نہیں تھے زمین پر لیٹ گئے اور کچھ نیند آگئی صبح کو اذان ہوئی فجر
کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی تھوڑی دور چلے تھے کہ موٹر میں کچھ
خرابی آگئی کافی دیر کے بعد موٹر ٹھیک ہوئی لیکن اب سورج کافی بلند
ہوگیا تھا اس لئے قریب کے پڑاؤ پر موٹر روک دی گئی عصر کے بعد
وہاں سے چلے راستہ میں پھر موٹر خراب ہوگئی نتیجہ میں ہم اس رات میں
جدہ نہ پہنچ سکے اور ۲ کی صبح کو جدہ پہنچے اور ۴ ستمبر کو جو جہاز جدہ
سے ہندوستان کے لئے روانہ ہو رہا تھا اس میں جگہ نہ رہی اور دوسرے
جہاز (رضوانی) کے چھوٹنے میں پندرہ یوم باقی تھے۔ اس لئے میرے
چھوٹے بھائی میاں زاہد سلمہ نے یہ مشورہ دیا کہ آپ یہ پندرہ یوم مکہ معظمہ یا
مدینہ منورہ میں گذار لیں۔ اس ارحم الرحمین کا جس قدر بھی شکر
کروں کم ہے کہ مجھ سیہ کار کو پھر اپنی چوکھٹ پر حاضری کی سعادت سے
نوازا۔ مکہ معظمہ میں قیام کا سوال تھا کیونکہ مکان تو صرف اسی وقت تک کیلئے تھا

جب تک مدینہ منورہ کو روانگی ہوئی۔ موٹر سے اتر کر معلم صاحب۔ عبیدالرحمن کے یہاں گئے انہوں نے بہت خوشی کے ساتھ اپنے دفتر میں قیام کے لئے فرمادیا۔ حرم شریف میں حاضر ہوئے چوکھٹ پر سر رکھکر اس پروردگار کا شکریہ ادا کیا جس نے دوبارہ حاضری کی پرمٹ دی۔

۱۳ ستمبر کی شب میں مکہ معظمہ میں حاضری ہوئی اور اب پھر وہی ملتزم ہے اور حجر اسود بھی اور پھر اس وقت مجمع بالکل نہیں ہے خوب اطمینان سے ہر جگہ جاتے اور تمام مقامات پر خوب دل کھول کر دعائیں کرتے ۱۷ ستمبر کو جدہ واپس ہوئے طواف رخصت اسی طرح کیا جیسا کہ پہلے کیا تھا۔ شاید اس وقت کی بھی دعا ایسے ہی قبول ہوتی جیسا کہ پہلے رخصت کے وقت کی اور پھر آئندہ سال دربار عالی میں حاضری کا موقعہ ہوا۔ ۱۹ ستمبر کو صبح سے کچھ بخار ہو گیا ۲ بجے کے قریب سہ پہر کو ہمارا جہاز گودی پر لگا جہاز میں سوار ہوئے آہ یا اللہ اب ان مقدس مقامات سے ہزاروں میل دور ہو جائیں گے۔ جہاز پر سوار ہوئے ہندوستانی سفارتخانہ کا اسٹاف موجود تھا زاہد میاں کے ساتھ مکہ معظمہ میں معینہ ڈاکٹر تھے انہوں نے ان سے میری علالت کا ذکر کیا کیونکہ مکہ معظمہ میں میرے معالج تھے انہوں نے جہاز کے سپتال سے دوا لینے کی ہدایت کی۔

سوار ہونے کے بعد عصر کی نماز ادا کی۔ شیخ محمد یوسف صاحب

بھی میرے ہمراہ تھے رات میں طبیعت زیادہ خراب ہوگئی صبح کو وہ
مجھے شفاخانہ لے گئے اور وہاں انجکشن ہوا اور کچھ کھانے کی دوا دی گئی
بخار تو چار چھ یوم میں ختم ہوگیا لیکن کمزوری بہت تھی نویں دن ہمارا
جہاز بمبئی پہنچا کسٹم پر حکام نے پریشان نہیں کیا جیسا کہ آجکل عام
حکام کا شعار بن گیا ہے۔ ادھر مولوی آل حسن صاحب سنبھلی کسٹم
آفس میں مل گئے تھے اور انہوں نے بھی کسٹم میں اعانت فرمائی
مگر بمبئی گودی پر میں کھڑا نہیں رہ سکتا تھا اس لئے وہ مجھے اپنے
ساتھ موٹر میں لے گئے اور سامان وغیرہ میرے رفیق سفر الحاج محمد یوسف
صاحب۔ اپنے ہمراہ بعد کو لے آئے حاجی صاحب موصوف نے میرے
ساتھ بڑا اچھا سلوک کیا اور صحیح معنی میں رفاقت کا حق ادا کر دیا۔ اللہ
تبارک وتعالےٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

میں نے اپنے اس سفر نامہ کے تحریر کرنے میں فضائل حج،
معلم الحاج۔ تجلیات کعبہ۔ تجلیات مدینہ سے امداد لی ہے۔ اللہ
وتعالےٰ ان کے مولفین کو دین ودنیا میں راحت وآرام پہنچائے اور
رضا سے سرفراز فرمائے آمین۔

(مطبوعہ الجمعیۃ پریس، دہلی) بائنڈنگ چمن بک بائنڈنگ ہاؤس ۲۲۹۲

روزانہ بات چیت

حاجیوں کو حجاز میں ایک غیر اہل زبان ہونے وجہ سے جو دشواریاں پیش آتی ہیں اسکا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہوں نے حجاز مقدس کا سفر کیا ہوگا ہم چند ضروری الفاظ اور کچھ جملے ایسے تحریر کرتے ہیں جسکی مدد سے وہاں کے رہنے والوں کی زبان باسانی سمجھی جا سکتی ہے۔

اردو	عربی	اردو	عربی	اردو	عربی
ایک	وَاحِد	دو	اِثنین	تین	ثلاثہ
چار	اَربعہ	پانچ	خمسہ	چھ	ستّہ
سات	سَبعہ	آٹھ	ثمانیہ	نو	تِسعہ
دس	عَشرہ	گیارہ	احَد عشرہ	بارہ	اِثنا عشرہ
تیرہ	ثلاثہ عشرہ	چودہ	اَربعہ عشرہ	پندرہ	خمسہ عشرہ

دنوں کے نام

اردو	عربی	اردو	عربی
ہفتہ	سَبت	اتوار	اَحَد
پیر	اثنین	منگل	ثُلُوث
بدھ	ربوع	جمعرات	خَمِیس
جمعہ	جمعہ	آج	الیوم
کل آنیوالا	بکرۃ	کل گذرا ہوا	اَمسِ

سواری

اردو	عربی	اردو	عربی
اونٹ	جمل	سانڈنی	ناقہ
گھوڑا	حِصان	گدھا	حِمارُ
گاڑی	عَرَبِیَہ	موٹر	سیارہ
جاوہ	شُکدف	جہاز	بابور
کشتی	سَمبُوک	بائیسکل	دراجہ

تحائف

اردو	عربی	اردو	عربی	اردو	عربی	اردو	عربی
آب زمزم	زمزم	سرمہ	کحل خنجر	کاجل	کحل	سرمہ دانی	مکحلہ
تسبیح	سبحہ	جانماز	سجادہ	رومال	احرام	غلاف کعبہ	کسوہ
کھجور	تمر	مہدی	حنّا	کپڑا	قماش	قالین	جلالہ مفرشہ
نبی بوٹی	لوزلیتی	خاک شفا	ترب المدینہ				

افعال

اردو	عربی	اردو	عربی	اردو	عربی	اردو	عربی
آئیے	تعال	جائیے	روح	چلئے	اِمشِ	چھوڑیے	ضع
لے جائیے	ودّی	لائیے	جیب	دیجئے	اَعطِ	کھائیے	کُل
پیجئے	اشرب	نکالئے	بدّر	جلائیے	دلّع	روشن کیجئے	نوّر
دیکھیے	شوف	اٹھائیے	شیل	اتاریئے	نزّل	کھولئے	فُک
بند کیجئے	صک	سی دیجئے	خیّط	لیجئے	خذ	کم کر دیجئے	نقّص
زیادہ کر دیجئے	زوّد	کاٹیے	اَقطع	دھوئیے	غسّل	ہلائیے	انکی
بیونتیے	فصّل	کھانا پکائیے	اِطبخ	روٹی پکائیے	اَخبز	ٹھہرائیے	کِف
سوار کر دیجئے	رکّب	باندھونگا	اَربط	خریدوں گا	اشتری	چاہتا ہوں	ابغی
پیوں گا	اشرب	جاؤں گا	اروح	تیار کرونگا	اطلی	سفر کرونگا	اسافر
کھاؤں گا	آکل	دوں گا	اَعطی	چھپا کرونگا	الفنک	کہتا ہوں	اَقول
سوؤں گا	انام	لوٹیے گا	ترجع	کھائیے گا	تاکل	چاہتے ہو	تبغا
پیجئے گا	تشرب	سفر کروگے	تسافر	دوگے	تعطی	آئیے گا	تجی

پکائیے اِطْبَخْ کھلائیے اَکِل صاف کیجئے نَظِّف دشمن جوڑیئے الْحَمْ نَنْکَہ
جائے گا تَرُوْحُ سوئیے گا تَنَام لیجئے گا تَاخُذُ خریدیے گا تَشْتَرِی
کہتے ہو تَقُوْلُ کھاچکا اکلت کہاں جارہے ہو اینَ تذہب

مزدور سے گفتگو

اے مزدور ۔ یاحمال ۔ سامان اٹھاؤ ۔ شِیْلُ العِفْش ۔ کہاں لے جاؤں فین اَودی ۔ گاڑی پر ۔ عَلی العَرَبیۃ ۔ گاڑی والے سے طے کرلیا ۔ جادات کَعَربِی تم طے کرلو ۔ اَنْتَ جادِدُ ۔ ایک ریال مانگتا ہے ۔ اَنْبا واحد ریال ۔ کوئی حرج نہیں ۔ ما عنہ ۔

کسٹم والوں سے گفتگو۔

تمہارے پاس خنجی کا سامان ہے ۔ عندک عَفش اجمرک ۔ نہیں ۔ لا ۔ اچھا سامان کھولیے ۔ طیب فک النفش ۔ دیکھئے میرے پاس کچھ نہیں شوف ما عندی ولاشی ۔ اچھا سامان باندھ لیجئے ۔ طیب صک النفش ۔

وکیل سے گفتگو۔

پاسپورٹ کو مجھے دیجئے ۔ اعطین الجواز ۔ اسے کیا کیجئے گا ۔ الش تتعالم تصدیق کے لئے تصلات میں لے جانا چاہتا ہوں ۔ اُنبا اودی لکتصیلۃ ۔ انا شیرو ہمارا سفر کب کراؤ گے ۔ متنا تسفرنا ۔ کس چیز پر ۔ علیٰ اَیش ۔ اونٹ پر ۔ علی الجمل جدہ سے مکہ تک کا کیا کرایہ ہے ۔ الیش الکرا من جدہ الی مکہ ۔

آخری گذارش

حکومت سندھ کی جانب سے گودی پر کسٹم ہاؤس قائم ہے جہاں کسٹم کا سامان دیکھا جاتا ہے اس سلسلہ میں حاجی صاحبان کی خدمت میں یہ گذارش ہے کہ اس بات کی کوشش کریں کہ اس قسم کا سامان جس پر کسٹم ہے یا حکومت سندھ کی جانب سے ممنوع ہے اپنے ہمراہ نہ لائیں تو بہتر ہے اور اگر لائیں تو پھر جہاز سے اتر کر فوراً کسٹم کے حکام کو ایک فہرست کے ذریعہ مطلع کر دیں۔ کچھ حاجی صاحبان کسٹم کا مال ظاہر نہیں کرتے اور نہ صحیح بتاتے ہیں جس کی وجہ سے تمام سامان کھولنا پڑتا ہے اور ذلت بھی ہوتی ہے احقر نے اس بات کی کوشش کی اور اپنے رشتہ داروں اور ملنے والوں سے چلتے وقت بھی معذرت کر دی تھی اور کسی فرمائش کو پورا نہ کرنے کا عہد کر لیا تھا کیونکہ اپنا ہی سامان اس قدر ہوتا ہے کہ کسٹم کی حدود کو پورا کر لیتا ہے پھر دوسروں کا سامان کہاں آسکتا ہے اس سے پرہیز کیا جائے کیونکہ کسٹم پر غلط بیانی اپنی نیکیاں تو ضائع کر ہی دیتی ہے اس سے تمام حجاج اور امت بدنام بھی ہوتی ہے۔

جو اشیاء کسٹم سے مستثنیٰ ہیں۔ (۱) آب زمزم (۲) مذہبی کتابیں (۳) خاک جس پر کلام پاک کی آیات کندہ ہوں (۴) کفن کا کپڑا چالیس گز آب زمزم میں ڈبویا ہوا (۵) تسبیح مٹی یا عنبر کی جس کی قیمت بیس روپے سے زائد نہ ہو (۶) دو عدد جا نماز (۷) شالیں و سوتی چادریں تین حاجی کے درجہ کے مطابق (۸) مقامات مقدس کے نقشے یا جتنے ایک حاجی کے لئے مناسب ہوں فروخت کیلئے نہ ہوں (۹) اشیاء خوردنی کھجور کا ایک ڈبہ اور مٹھائی وغیرہ جس کی قیمت تیس روپے سے زائد نہ ہو (۱۰) ہاتھ کی دو گھڑیاں اور ایک ٹائم پیس (۱۱) سگار پچاس (۱۲) سگریٹ ایک سو (۱۳) ایک معمولی قالین (۱۴) ظروف چمچے چھری کانٹے جو حکام کسٹم کی نظر میں حاجی کی حیثیت سے فاضل نہ ہوں (۱۵) فاؤنٹین پن (۱۶) پنسل (۱۷) خوشبو کی ہوئی اشیاء جیسے عطر ایک پائنٹ سے زائد نہ ہو۔ نوٹ قوانین بدلتے رہتے ہیں اسلئے جانے سے پہلے تصدیق کر لیں

حقیقت عبودیت

از افادات امام ابنِ تیمیہؒ

مترجمہ

مولانا صدر الدین اصلاحی

اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ

۱۳-ای، شاہ عالم مارکٹ، لاہور (مغربی پاکستان)